ومن یتوکل علی الله فهو حسبه
در مطبع نور الابصار مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تیری توحید مین مصرع جو ہی دیوان اعظم کا
نماز ہی رکن کہتی ہین اوسی ارکان اعظم کا

اوسکی راہ پر ہو خاتمہ بالخیر اعظم کا
خلاصہ جسکو اسی ہو لاکیا ہی نسل آدم کا

بنا تیری کرم سی قالب خاکی جو آدم کا
ملک بولی کہ نقشہ جم گیا ہستی کی عالم کا

ہوا تیرا کرم ہوا ہیر عفت کی پردی مین
کبہی یوسف کا پیراہن کبہی دامان مریم کا

شفاعت کارگر ہوگی خطائین بخشی جاوینگی
کرم ہوگا گنہگارون کی اوپر نبی مکرم کا

ہماری عیب کے واقف تہو کوئی ندا نہین
الٰہی واسطہ معراج کی باتون کے محرم کا

سمجھنا چاہئے افلاک سی ہی اوسکو بالاتر
سکان دل مین رہتا ہی مکین عرش معظم کا

سلیمان کیطرح چاہی جسی کردی زمانہ مین
ہی تیرا تاج تیرا تخت تو مالک ہی خاتم کا

وہ ملت چاہئی جو حضر فرماوین کہ ای اعظم
تجہی پر و سمجھتا ہون طریقِ دینِ محکم کا

مصرعِ نعت جو عیان ہوتا
غیرتِ سرو بوستان ہوتا

تم جو ہوتے نہ خلق یا احمد صلعم
نہ جہان مثلِ لامکان ہوتا

تم نہوتے جو نسلِ آدم مین
کون پہر فخرِ خاندان ہوتا

کاش ہوتا جو حضرتِ صالح ع
تیرے ناقہ کا ساربان ہوتا

کسطرح سے نہ جبرئیل امین
درِ حضرت کا پاسبان ہوتا

تو نچہپتا کبہی چہپانے سے
لاکہہ پردے مین گر نہان ہوتا

میری نظرون مین نقشِ پا تیرا
صاف گلدستۂ جنان ہوتا

تم دکہاتے نہ گر رخِ تابان
جلوۂ مہر و مہ کہان ہوتا

گر نہوتا تمہاری ملت مین
زہدِ زاہد کا رائگان ہوتا

تم جو رکہتی قدم نہ کعبہ مین
حشر تک خانۂ بتان ہوتا

شق تو کیا ہے جو آپ فرماتے
چاند ہمصورتِ کتان ہوتا

دیکہتی گر نگاہِ تند سہی تم
اور گردش مین آسمان ہوتا

دوڑتا آپ کی سوارے مین
پیرِ گردون اگر جوان ہوتا

آپ سی ہی اسید اعظم کو
مور دِ لطفِ بیکران ہوتا ق

بار ملتے جو آپ کے در پر
سر میرا زیبِ آستان ہوتا

جا قیامت میں او سےجکہہ ملتے | جس جگہہ آپ کا نشان ہوتا

ایضاً

تکمۂ زیب گریبان بنتا | مقصد لعل بدخشان بنتا
نور احمد جو نہوتا ایجاد | غیر ممکن تہا کہ امکان بنتا
یا محمد تیری دروازے کا | جو گدا ہے وہی سلطان بنتا
ہاتہہ آتی جو تیرے خاک قدم | سرمۂ دیدۂ حیران بنتا
دم اعجاز تیری ٹہوکر سے | سنگ رہ لعل بدخشان بنتا
سیر تم کرتے تہو جس صحرا کی | وہ بیابان سے گلستان بنتا
آپ دکہلاتے جو اعجاز کلیم | ید بیضا مہ تابان بنتا
آپ حلہ کی جو کرتے خواہش | ق | قدرت حق سے یہہ سامان بنتا
دامن نور کا بنتا جامہ | چادر صبح کا دامان بنتا
عقد پروین سے بقول اعظم | تکمۂ زیب گریبان بنتا
آنکہہ سے تم جو اشارہ کرتے | شیر آہو کا نگہبان بنتا

یہہ تمنا ہے کہ اعظم تیرا
زائر شاہ خراسان بنتا

عقل ہوتی تو برہمن بنتا | شیخ بگڑا اتنا چلن بنتا
معجزہ ہی خرام میں تیرے | نقش پاؤں کا تختۂ چمن بنتا

آپ جاوے تو عکس عارض سے / باغ مین رنگ یاسمن بنتا
ہاتھہ آتا جو پنجۂ خورشید / شانۂ زلف پرشکن بنتا
عقد پروین جو ہاتھہ آجاتا / تیری بازو کا نورتن بنتا
تہا مقدر مین یہہ کہ قاتل کا / ہم بگڑتے تو بانکپن بنتا
آپ آتی تو بوسے گیسو سے / گہر میرا وادی ختن بنتا
پاؤن گر آسمان پہ تم رکہتے / سر تو گنبد کہن بنتا
تم جو ملتے مجہے تو کاہیکو / دشت غربت میرا چمن بنتا
منہہ ہہوتا جو درمیان تیرا / غنچۂ گل کا کب دہن بنتا

آپکی بندہ پروری ہی سے
کام اعظم کا پنجتن بنتا

طفلی سی عشق زلف مجہی سر بسر ہوا / صبح بہار مین شب غم کا اثر ہوا
مَی پی جو ہمنی باغ مین تو دردسر ہوا / یہہ سمجہے بغیر آب وہوا مین اثر ہوا
وہ اور ہین کہ جنکو دوا کا اثر ہوا / صندل کا نام لینی ہی یہان دردسر ہوا
عنصر مین انقلاب ہے شام و سحر ہوا / پیری کا یہہ مزاج کی اوپر اثر ہوا
ایفا سی قول تم کو نہ مدنظر ہوا / فرمائی یہہ عیب ہوا یا ہنر ہوا
جب سر امیرا تو جہکا تیری راہ مین / جب پا ہوی تو کوئی وفا مین گذر ہوا
ساقی قریب آمد ابر مطیر ہے / دور شراب شام ہوا یا سحر ہوا

دار الشفا مین تیری توجہ کی سامنے
بہتر نکوئی مرہم داغ جگر ہوا

پہلو سی ہی پہنک دیا دل نکال کی
اسواسطی کہ غیر محل یہہ شجر ہوا

چشم ہی مین سپردۂ قدرت جو کہل گئی
ظاہر ملائکہ پہ کمال بشر ہوا

یہان اشتیاق نی ہمہ تن چشم کر دیا
وان جہانکنا بہی اونکو نہ مد نظر ہوا

فرط حیا و شرم کی اب انتہا ہوئے
سنتی ہین بند رخنۂ دیوار و در ہوا

اندہیر دل پہ تہا شب تار فراق مین
آئی ہی اونکی جلوۂ نور سحر ہوا

دل باغ باغ اونکی نسیم کرم سی ہی
سرسبز اس ہوا سی ہمارا شجر ہوا

طوفان کیا تصور دندان یار سے
ڈوبا جو مین تو غرقۂ آب گہر ہوا

کی راہ رفتہ رفتہ دل سخت یار مین
اعظم سی خوب قلعۂ فولاد سر ہوا

مین گدا فیض قناعت سی تونگر ہو گیا
بہیک کا کاسہ میرا سونیکا ساغر ہو گیا

تیر شیرازی کو جذب شوق شہپر ہو گیا
خط ہمارا قوت بال کبوتر ہو گیا

جادۂ رہ زلف کی سودی مین اژدر ہو گیا
وادی وحشت مجہی صحرای محشر ہو گیا

ابروؤن سی خوب نکلین صفحۂ رخ پر مسین
حسن مطلع مطلع اول سی بہتر ہو گیا

ہو گئی خط شعاع مہر ہاتہون کی لکیر
ہالۂ مہ یار کی پاؤنکا چکر ہو گیا

بوئی زلف یار پہر لائی ادہر باد بہار
پہر پریشانون مشام جان معطر ہو گیا

وقت گریہ جب تصور اسکی دانتونکا ہوا
دامن مقصد میرا لبریز گوہر ہو گیا

اوس پری کی چشم کا کہٹکا یہہ سودے کو تہا
سوی مژگان سامنی آنکہوں کی نشتر ہوگیا

ناتوانی سی ہوا ہون مین وہ پابند بلا
حلقۂ نقش قدم بہی جسکو لنگر ہوگیا

رفتہ رفتہ یار کی ایسی قدم پڑنی لگے
چال مین کہبک خرامان مین بہی بہتر ہوگیا

ساغر می ساغر عمر رواں سے ہے محتسب
یہہ جو ٹوٹا چور میرا کاسۂ سر ہوگیا

ہمنی دیکہا ہی یہہ بزم سرفروشان مین بچشم
ابروؤن کا ماجرا خونخوار خنجر ہوگیا

جرعۂ می سی ہوا ثابت گناہ خم کشی
یہہ صغیرہ بہی کبیرہ سے برابر ہوگیا

دیکہہ لینا دیکہا دہوگا نالۂ دل ایکدن
صاف اسرافیل سمجہیگا کہ محشر ہوگیا

پہر سر گیسوی آشفتہ مین سودائی ہوئی
حال پہر تیری پریشانونکا ابتر ہوگیا

عکس زلفونکا نہانی مین جو پاؤن پر پڑا
زانوؤن کی آئینہ مین صاف جوہر ہوگیا

کیا کہون تم سے عزیز و سرگذشت عاشقی
مین دل و جان سے نثار ناز دلبر ہوگیا

دیر کی حیرتکدہ مین ہو نہین ایسا رشتکار
آئینہ بہی جسکی صورت سے مکدر ہوگیا

صاف طینت وہ بنایا ہی مجہی اللہ نے
دل مرا دیکہا سکندر نی تو ششدر ہوگیا

الامان ای اشتعال آتش دل الامان
بیضۂ پیکان تیر سینہ مین اخگر ہوگیا

ہوگیا قسمت سے کوی یار کا حاصل طواف
پس مجہی اعظم تو اب حج اکبر ہوگیا

غزل

ایکسان وحشت مین لیلی کو ہامون کر دیا
اس پری رو کی مجہی سودی نی مجنون کر دیا

اسقدر رویا ہون ایک پردہ نشین کی عشق مین
دامن مژگان نی دامان جیحون کر دیا

یار بن لائی جو بزم عیش مین میری حضور — آنسوؤن سی اپنی جامہ کو پر خون کر دیا

دل لگی کی کچھہ تو باتین کیجئی خوش کیجئی — آپکی چپ نی تو میری دل کو محزون کر دیا

اپنی گہر تک گفتگو مین لگا لایا اوسی — شوق نی میری سہی باتونکو افسون کر دیا

حسن رنگین نی کیا تمکو اگر رشک بہار — تو مجھی بھی عشق نی داغون سی گلگون کر دیا

وصف رو مین طبع رنگین نی دم فکر سخن — لاکی میری سامنی گلشن کا مضمون کر دیا

شعر اعظم نی کہا تیری کمر کی وصف مین — مطلب باریک کس خوبی سی موزون کر دیا

ایضاً

قامت سی تیری قامت طوبیٰ نہین ملتا — مکھڑی سی تیری حور کا مکھڑا نہین ملتا

ای شوخ تیری حسن جہان سوز کی ہاتہون — موسی کو فروغ ید بیضا نہین ملتا

نالان ہی بزنگ جرس قافلہ ہر سو — مجنون کو مگر ناقۂ لیلیٰ نہین ملتا

سر تیغ تلی دہرنی کو موجود ہین ہم تو — پر ابروی قاتل کا اشارا نہین ملتا

اللہ رہی پر یرو تیری دیوانونکی کثرت — غولون کی لئی رہنی کو صحرا نہین ملتا

کہل جاتا ہی غیرون کی لئی باب تمنا — ہمکو تو در یار سے کبہی وا نہین ملتا

بیچا ہی زلیخا کو خریدار ہی یوسف — دیوانہ کو بازار مین سودا نہین ملتا

افسوس کچھہ نہین لائی ہی قضا ہمکو کہ جس مین — گرداب سوا ساحل دریا نہین ملتا

کس منہ سی کرین شکر عنایات الٰہی — افضال خدا سی ہمین کیا کیا نہین ملتا

وہ شاعر کا کرتا ہی جو اقرار ملاقات — فردا نہین ملتا پس فردا نہین ملتا

لکھتی دروندان کی صفت آب گہر سی
پر کیا کرین مضمون بصفا نہین ملتا

خورشید کا چہرہ رخ روشن سی تمہاری
اے غیرت انوار تجلی نہین ملتا

صحرا کی طرف وحشت لیگئی سب کو
زندان مین کوئی سلسلہ برپا نہین ملتا

اعظم در سلطان خراسان کو نچھوڑو
کونین مین اسطرحکا آقا نہین ملتا

جن دنون مین نہ گل نہ گلشن تھا
یار پر اون دنون بھی جوبن تھا

دیکھہ لی تیری نازکی شب عیش
ہار پہولون کا بار گردن تھا

دہن یار مین نہ تھے ہنسی
غنچۂ گل ہر رنگ سوسن تھا

صاف بی پردگی تہی باطن مین
گو بظاہر حجاب چلمن تھا

منزل دہر مین کیون آیا
نہ تو مین خضر تھا نہ رہزن تھا

نرم و سخت زمانہ کیون دیکھا
نہ تو مین موم تھا نہ آہن تھا

حاجت شمع تھی نہ وصل کی رات
رخ تیرا آفتاب روشن تھا

کی صبا خاک کیون میری برباد
تو یہہ مخصوص کار دامن تھا

جلکی کہتا ہے میرا داغ کہن
ایکدن مین بھی رشک گلشن تھا

تیز دستی جو مین نے اوس سے کی
تو یہہ ورد زبان بہمن تھا

قدم یار چھو لئی اعظم
تیری حصہ مین زور جوشن تھا

سینہ کا تیری وصف کبھی ہم سے نہوگا
اس راز کو کھولی کسی محرم سے نہوگا

جراح میرا زخم جگر دیکھہ کی بولے
اچھا یہہ جراحت کسی مرہم سے نہوگا

شب باش کرو باغ مین مجھہ اشک فشان کو
سیراب چمن قطرۂ شبنم سے نہوگا

او سی ابروی سفاک سی اتنا تو کہین گے
جو تجھسے ہوا خنجر ظالم سے نہوگا

گستاخ جو ہووین گے شب وصل کے ہم تو
کچھہ آپ سی کچھہ آپکی محرم سے نہوگا

دلمین نہین ممکن کہ نہو دہیان تمہارا
خالی یہہ نیستان کبھی ضیغم سے نہوگا

آنیکا میری پاس مفصل کرو اقرار
مطلب میرا اس وعدۂ مبہم سے نہوگا

کھولی جو تیری ایک پیالہ نی حقیقت
ساقی وہ طلسم قدح جم سے نہوگا

یہان ہمکو ہی زخمون کی ہری رہنی کی امید
خنجر کو بجہایا ہی جہان سم سے نہوگا

جو ہوگا تمہاری لب اعجاز نما سے
وہ لخت دل حضرت مریم سے نہوگا

آفاق کی لوگون کی اگر یاد ہی تجھکو
بہولا ہوا تو بہی دل عالم سے نہوگا

بوسی ہمین دیتی ہین تو فرماتی ہین ہنسکر
جو ہمسی ہوا ہمت حاتم سے نہوگا

بینندۂ عالم سے نی تو دیکھا ہی کہ مین نی
دیکھا ہی کسیکو نگہ کم سے نہوگا

اقبال کا اعظم کے جو چمکائی ستارا
یہہ بہی شرف نیر اعظم سے نہوگا

پاؤن تہکتا ہی جہان قیس بلا انگیز کا
بہرنی والا ہون مین اوس صحرائی فتنہ خیز کا

عشق کی نیرنگ سازیکا بیان کیا کیجیے
کوہ کن کشتہ ہوا معشوقۂ پرویز کا

کیون نہو چونگ منقار ہما کہانیکے وقت
استخوانون مین میری جوہری تیغ تیز کا

تلخ گوئیمین بہی ان شیرین لبون کے لطف ہین
صاف ملتا ہی مزا زہر شکر آمیز کا

دیکہہ مت خال کا دانہ مریض چشم یار
حال ہوتا ہی یون بیمار بد پرہیز کا

آہوان دشت کیا آنکہین کہانی مین مجہی
دیکہنی والا ہوئین اقلیم مردم خیز کا

ہی ہوا کی ساتہہ آوارہ میرا مشت غبار
کسقدر سودا ہی مجہکو زلف عنبر بیز کا

آسمان پر بہی گذر میرا ہوا ای شہسوار
ہی نشان نعل راہ تو تیری شبدیز کا

فتنۂ محشر جسی کہتی ہین ارباب خیال
پرتوا وہ ہی کسی قد قیامت خیز کا

کس صفائی سی کرون وصف در دندان یار
ہاتہہ آنا شرط ہی مضمون گوہر ریز کا

نامہ بر سی بدگمان ہون سنت ہی پیک صبا
کسکو قاصد کیجیی مکتوب شوق آمیز کا

ہی بجا اوس شوخ کو ترک فلک کہتی ہین کہ
دیدۂ مریخ جوہر خنجر خونریز کا

ہی گدای درگہ شاہ نجف اعظم علی
اسکو سلطان جانتی اقلیم حاصلخیز کا

اسی جنون ہون متوسل مین تیری دامن کا
داغ لگنی نہ مجہی دیجیو پیراہن کا

سیر ہی قاتل کو رہی وہیان نہ سر گردن کا
تہ شمشیر تغافل ہو گلا دشمن کا

عیب قاتل نی چہپالی کی سی لئی دامن کا
خوب ایجاد کیا چہینٹ کی پیراہن کا

آپ فرمائی او سپر جو نگاہ توقیر
سنگریزہ نظر آجای ہزارون من کا

خانۂ دل سی کیا حرص و ہوا کو باہر
ہین وہ ہون جسنی کہ گہر چہین لیا رہزن کا

اسی ہو چین سی ہے کون تمہاری ہاتھون
طرز ہی نالۂ ناقوس مین بھی شیون کا

اوسکی دانتون کی مسی دیکھہ کی یہہ ہمنی کہا
پھول پھولا ہمین حسن مین بھی سوسن کا

دیر مین اونکا ٹھکانا ہی نہ کعبہ مین قیام
سکبو دو ڑاتی ہین بتلا کی نشان مسکن کا

پیچھی مین شہ کبھی گیسوون کی آؤن گا
دام تزویر سمجھتا ہون انہین دشمن کا

چادر ابر ہی اک دیدۂ تر کا رومال
پاٹ ہی دامن سیلاب ہیری دامن کا

بعد مردن بھی ہیری گردش قسمت نہ گئی
آسیا بن سکے بکا سنگ ہیری مدفن کا

جذبۂ عشق فسون سازی اتنا تو کیا
خود بپری لکھہ گئی تعویذ ہیری گردن کا

موت بھی زیست بھی ہی کشور الفت مین خراب
نہ تو مدفن کا ٹھکانا نہ پتا مسکن کا

رشک آتا ہے مجھی یار کی دیوارون پر
چشم خورشید کا جلوہ ہے ہر اک روزن کا

خلقت یار مین ترکیب نئی ہی اعظم
دل جو پتھر کا بنا ہی تو جگر آہن کا

رشک گل تر آبلہ پا کو بنایا
اعلی تیری دیوانی نے ادنی کو بنایا

یارون نے چھپائی کو میری داغ جنون سے
تاج سر آمادۂ سودا کو بنایا

کی خوب خلش خار بیابان جنون نے
بی پاؤن کا سرگشتہ صحرا کو بنایا

کیہہ یہہ کالون سی میری بعد کہ تھی
اب کسکی لئے ساغر صہبا کو بنایا

پارس کی تر شوائی صنم بھی ہزارون
سونیکی عمارت سی کلیسا کو بنایا

اللہ ری گلگونۂ عارض تیری شوخی
پھر کالہ آتش رخ زیبا کو بنایا

پیشانی کی ٹیکی کو بنا نیر اعظم
کانون کے لئی عقد ثریا کو بنایا

سوسئی سی یہہ کسیو کہ تصویر تمہاری
فانوس خیالی ید بیضا کو بنایا

حکمت سی بنائی حرکت آپنی غالب
امراض بنائی تو مسیحا کو بنایا

جب خوب سنا یہہ کہ ہم آواز ہی قوس
تب شور کی خاطر دل شیدا کو بنایا

منکر جو قیامت کے ہین وہ کہلانیکو اونکی
محشر کا نمونہ قد بالا کو بنایا

ای کوزہ گر و محتسب دور کا تمنے
دل توڑ دیا ساغر صہبا کو بنایا

بحکم تیری بات یہی ہم کچھ نہین سکتے
کہنی کو ہماری لب گویا کو بنایا

سایہ کیطرح یہہ ہوا اسلئی معدوم
بوسہ کی لئی نقش کف پا کو بنایا

محشر مین سیر کی سی عیسی یہہ کہین گے
زندہ تیری اعجاز نے سوتا کو بنایا

اللہ کی قدرت ہی کہ ان شیشہ گرون نے
تمہارا کو شکستہ کیا مینا کو بنایا

تقدیر لی وہ کیکے عصا ہاتھ مین ...
دربان تیری دروازیکا موسی کو بنایا

اوس چشم کا اعظم ہی چمن مین یہہ اشارہ
بیمار ہیر انرگس شہلا کو بنایا

ایضاً

ہو جب کو نہ سنا نہین جو پتی مین یار کا
بنتا ہی جال بلبل دل کی شکار کا

آیا مزاج رحم کی اوپر نہ یار کا
کیا ہی اثر ہی نالۂ دل بیقرار کا

کیا یاد آئیگا چمن روزگار کا
دیکھا کبھی نہ آنکھہ سی موسم بہار کا

اپنی نمود چاہتی تو ای اسمان بسا
روی زمین سی نقش ہماری مزار کا

ہو گی شریک خاک جو مجہہ تیرہ بخت کے
ابر سیہ بنیگا زمین کی غبار کا

آتش قدم ہون کسکو ڈراتا ہی اے جنون
کہٹکا نہین ہی آبلۂ پا کو خار کا

دو انگلیون پہ قلعۂ خیبر اوٹہا لیا
یہہ ایک معجزہ ہی شہ ذوالفقار کا

حسرت ہی روز وصل کی دیدار کی رہی
خانہ خراب ہووی شب انتظار کا

مٹی کی عطر کو بہی نہین سونگہتا وہ شوخ
ذرہ تہا اوسمین ہو وہی ہماری غبار کا

لکہا ہی کون سی بت سیمین بدن کا وصف
نقشہ قلم مین ہی قلم زرنگار کا

گیسو کا دام گال تک آیا تو کہل گیا
شورہ ہوا ہی طائر دل کی شکار کا

تشبیہہ ایک روز تو جوڑیسی دو اسی
رتبہ بڑہا دو نافۂ مشک تتار کا

آرائش اس سی ہو ویگی دامن یار کی
ہر ذرہ آفتاب ہی اپنی غبار کا

ہر چند نالہ کرتا ہون ہوتی نہین سحر
اللہ رے طول میری شب انتظار کا

پرخاش مجہسی کرتی ہی یہہ عندلیب کیون
نی دوست ہون خزان کا نہ دشمن بہار کا

شام و سحر رہی میری آغوش مین صنم
اللہ سا شنا نکری انتظار کا

تاریکی لحد مین نہین حاجت چراغ
اللہ رے فروغ دل داغدار کا

مجہکو شب فراق کی صدمون نے بارہا
دلوا دیا ہی یاد اندہیرا مزار کا

حصّی کا بوسہ لب شیرین مین ہی مزا
گالی مین لطف ہی تیری کہٹی انار کا

یارب یہی ہی خواہش آعظم کہ بعد مرگ
غصبی نہو مکان ہماری مزار کا

جسکو تیغ نگہ یار کا مارا دیکھا — نہ تڑپتا اوسی دیکھا نہ سسکتا دیکھا

دست ساقی پہ عیاں ساغر صہبا دیکھا — میکشو ہمنی جمال ید بیضا دیکھا

جب بنا خواب تو فرزند سی یوں بی یعقوب — آپ ہی نیر اقبال کا جلوا دیکھا

غافلو شاہد مقصود نہین خلوت مین — کسی دروازۂ امید پہ پردا دیکھا

دل عاشق ہوا تاراج او نہین سیر ہوئے — کسکا اسباب لوٹا کسنی تماشا دیکھا

جب نظر کی طرف نشتر مژگان دراز — اضطرابی سی رگ جان کو اوچھلتا دیکھا

وحشت دل کی سوا اور کوئی چیز نہ تہی — ہمنے بازار جنون مین یہی سودا دیکھا

کون لیٹا تا ہی چہاتی سی تجہی نے کیسے — پہیر من جب تیرا دیکھا ہی تو سکا دیکھا

کر رہی ہی یہہ اشارہ دل لشاش کی آنکہہ — مین وہ کشتی ہون کہ جسنی نہین دریا دیکھا

داغ سودا کیطرح اوسین نہ یکہی شوخی — اے جنون ہمنی بہت لالۂ صحرا دیکھا

دوسرا تمسا کوئی اور زمانہ مین نہین — آپ کو دیدۂ احول سے نے بہی یکتا دیکھا

آپ ہی خوب نظر باز کو پہچان لیا — اوسکو دیدار دکہایا جسے بینا دیکھا

مظہر نور خدا تہا ید بیضائے کلیم — جسنے دیکہا اوسی خورشید کا پنجا دیکھا

جان دی حسرت دیدار مین جسکی ہمنے — اوسنی لاشہ بہی ندیکہا نہ جنازا دیکھا

لڑگئی جب کسی خونخوار مژہ سی چتون — اپنی آنکہون پہ دہرا نشتر کا پنجا دیکھا

کیون نہ اعظم تیرا ممنون ہوا ئی ز وصال
تجہکو دیکہا تو زوال شب یلدا دیکھا

دسترس جسپر زبردستی مجہی شب ہوگیا
گو وہ آزردہ ہوا میرا تو مطلب ہوگیا

عارض رنگین تہ زلف سیہ جب ہوگیا
روز روشن دیدۂ عشاق مین شب ہوگیا

جنکے پیشانی پہ وہ افشان جو آیا بام پر
نیر اعظم میری طالع کا کوکب ہوگیا

ابتدای وحشت دل ہو مبارک قیس کو
ای جنون نام خدا لیلی کا مکتب ہوگیا

کٹ مین آٹہون پہر بیٹہا خیال یار مین
شب نہ کس شب دن ہوئے کسدن نہ دن ہی شب گیا

نور کا عالم خرام یار نی دکہلا دیا
کفش زرین کا اشارا رشک کوکب ہوگیا

جا نہین سکتی نظر اوج سپہر حسن پر
عرش اعلے سی بہی بالا اسکا منصب ہوگیا

ضبط شکوہ کب تلک جی کی تملی کا کرین
ابتو ظرف حوصلہ ساقی لبالب ہوگیا

چشم ہی ہر زور حیران صفای روی یار
زلف کا سودا دل وحشی کو ہر شب ہوگیا

مانع مقصود تہی میری خموشی کیدن دلا
وا لب اظہار کی ہوتی ہی مطلب ہوگیا

درمیان حسن و رنگ پردہ ہی جو حیا سو ہو
سامنا ہووے تو یہہ حیا نوکہ مطلب ہوگیا

کہکشان بار سیہ تہی راتکو تیری بغیر
دن کو ہر تار شعاع مہر عقرب ہوگیا

یا تو جا سکتا نہ تہا دروازہ محبوب تک
یا تو اب سنتی ہین اعظم بہی مقرب ہوگیا

چہپنا گل خوشرنگ نے نقشہ تیری رو کا
انجم سنبل پیچان نے اڑایا تیری مو کا

مقتل مین جو تو آتا ہی بن ٹہنکے ہو کا
ہی جوش محبت تیری کشتہ کی لہو کا

اللہ ری آہ شرر افگن کی تعلی
تا گنبد گردون گیا نعرہ میرے ہو کا

دیکھا ہی جو اوس نے رخ پر لطافت کا خط سبز
نظروں میں سماتا نہیں سبزہ لب جو کا

میخانہ جلا دیجیی ساقی جو نہو دے
پی یار لگا دیجی گلزار میں لو کا

میں زخمی شمشیر تغافل ہوں عجب کیا
جراح فراموش کری کار رفو کا

دیکھی تھی شب طور جو موسی نی تجلی
جلوہ تھا تیری شعلۂ رخسار نکو کا

دل دور گیا دیکھکے اوسکو کسی رخ پر
خضر رہ الفت ہوا سبزہ لب جو کا

دشمن کوئی خمخانۂ دنیا میں نہو دے
شیشہ کا صراحی کا پیالہ کا سبو کا

تنگی دہن سی ہی وہاں بات بھی دشوار
یہاں شوق ہی مشتاق کو آواز گلو کا

ہم سا ہی کوئی جور کا حامل نہیں ہوگا
شکوہ بھی لبوں تک نہیں لاتی ترے خو کا

اسطرح بہاراں میں گریباں کو پہاڑو
تا حوصلہ ہووی نہ رفوگر کو رفو کا

زخم دل سوزاں کو ہرا دیکھکے میری
غیرت سی جلا باغ میں سبزہ لب جو کا

میخوار ہوں ایسا کہ مری خاک سی اعظم
جز ساغر بادہ نہ بنا ظرف وضو کا

خنجر کا نہ بسمل ہوں نہ شمشیر جفا کا
انداز کا مقتول ہوں کشتہ ہوں ادا کا

پابند ہوں میں سلسلۂ زلف دوتا کا
ہمسر ہوں میں میری جان اسیران بلا کا

پڑتا جو زمیں پر تو میں آنکھوں سے لگاتا
مشتاق ہوں ایسا تیری نقش کف پا کا

کیا جلد ہوا حیف سحر چاک شب وصل
ہم کھولنی پائی بھی نہ بند اونکی قبا کا

ڈورا میری سمرن کا تو ہی تاک کا رشتہ
انگور ہی دانہ میری تسبیح ریا کا

گلشن مین بندہی ہی جو ہوا ہی گل و بلبل
ہنسنے کا تماشا ہی شگوفہ ہی صبا کا

فریاد ہی ای دست جنون جلد خبر لے
احباب مجھی کرتی ہین پابند قبا کا

کہتی ہین وہ تلوون سی لہو ملکی ہمارا
احسان اوٹھا دی اسیری پاپوش حنا کا

طاوس چمن بولتی ہین ابر مین ساقی
دی جام کہ ہی شوق بطحی کی صدا کا

تاثیر کی امید پہ ٹکرائی ہی ایسا
سر ٹوٹ گیا تا ب اجابت پہ دعا کا

وہ کرتی ہین وان زینت دامن کا سرانجام
ہم کرتی ہین یہان چاک گریبان قبا کا

منہہ کہولکی اون سی یہ مہدی کہتا ہی شب وصل
پردہ تو نہ خلوت مین رہی شرم و حیا کا

واللہ ہنو عشوہ گری ختم ہی تم پر
تم طرز اوڑا لائی ہو پریون کی ادا کا

اوس برق تجلی پہ جو لوٹا تو چمن مین
رشک شجر طور ہوا نخل حنا کا

پہولی سی بہی اوس مائل غمزہ نی جو پوچھا
احوال کسی شیفتہ ناز و ادا کا

ای نغمہ سنجان چمن دیکھیی کس دن
گل پہولتی مین رنگ بدلتا ہی ہوا کا

گر خانہ زندان مین گئی دشت جنون نہین
مجنون ترا پابند نہین ہی کسی جا کا

ادنی تیری بندی مین ہے اعجاز مسیحا
تنکے مین اثر ہی تیری ہونٹی کی عصا کا

جس مین کا ارادہ ہی عبث برق غضب کو
مشتاق سیہ کہیت ہی باران بلا کا

نکلا نہ کوئی پردہ دل سی مری مضمون
لکہتی جو لکہا وصف تیری شرم و حیا کا

مانگ سہی اجابت کا خداوند دو عالم
بندہ ہون میرا کام ہی ہر وقت دعا کا

کسیا یاد کرون وادی پرخار جنون کو
تلوا نہ پہولا کوئی مجہہ آبلہ پا کا

پاؤن کو کیا حنا بستہ ہی سرخ وہ سفاک
خون ہاتھہ سی ہی اوسکی لکھا ہی رنگ حنا کا

سورج کیطرف دیکھتا ہون چشم طلب سی
سودا مجھی ہوگا کسی خورشید لقا کا

کیا نام علی دل سی فراموش کرون مین
اعظم یہہ وسیلہ ہی مجھی روز جزا کا

کیا مصروف آئینہ نی ایسا خود نمائی کا
سدا مشغول دیکھا ہی وسی رخ کی صفائیکا

ارادہ ہی تمہارا اگر محبت آزمائی کا
تو کھل جاوی ابھی یہ راز دنکا دعوی آشنائیکا

ادا غمزہ کرشمہ ناز شوخی سب کرو لیکن
خدا کیواسطی انداز چھوڑو بیوفائیکا

سنہری رنگتو لگا مجھکو سودا ابتدا ہی سی
مناسب ہی کرو پابند زنجیر طلائیکا

کرونکا تیر اندازیکا دعوی الفلک ہی سی
یقین مجھکو ہی آہ نارسا کی نارسائی کا

بہار آئی تو دو مین آپ زنجیرونکو توڑ ونگا
نہین رہنیکا پہر پابند زندانمین رہائیکا

ارادہ پنجۂ رستم سی ہی پنجہ ملائی کا
خدا ہی صاحب طاقت سی طاقت آزمائیکا

ہوا ہی تند سی ہی بیشتر وحشت مین اوڑ جانا
بگولا خاک بردار و نمین ہی کس تیز پائیکا

تمنا خنجر قاتل سی نکلی عید قربان مین
عدو ہی جان ہوا باعث مری حاجت روائیکا

کہلی شانہ سی آخر عقدہ ہای کاکل جانان
بہروسا پنجۂ شل سی نہتا مشکلکشائیکا

مبارک ہو تمہین ای ہمصفیرو سیر گلشن کی
بہروسا فصل گل تک بہی نہین ہی ہمکو رہائیکا

اجازت دون اگر آہ رسا کو اوج گردونکی
تہ فلک ہووی نشانہ صاف اسمین ہوائیکا

کدورت دل مین رکھنی تہی ہو گلی ملنی مین کتنی ہو
عبث دعوی کیا کرتی تہو پہر دلکی صفائیکا

سر پر بادشاہی ہے تمارا بوریا ہمکو
نہین کچھ جام جم سی کم ہمین کاسہ گدائی کا
اوٹھا و رخ سی پردہ جلوہ رخسار دکھلاؤ
دل مشتاق نذرانہ ہی لو صورت نمائی کا
شناور بحر الفت مین ہزارون ڈوبتی دیکھی
کنارہ اسلئی مینی کیا ہی آشنائی کا
کرون تعریف عارض کو رقم سو نیکی پانی سی
لکھون آب گہر سی وصف دندانکی صفائی کا
تمنا ہی زیارت اعظم مشتاق رشتا ہی
دکھا یارب اسی روضہ شہید کربلائی کا

کیا کرون ذکر حال ابتر کا
عشق تسہے گیسوی معنبر کا
یار آئینہ رو کو دیکھتا ہون
رشک ہون طالع سکندر کا
بادشاہی اوسی قبول نہین
جو کوئی ہی گدا تیری در کا
صورت موج ہون شناور مین
کہیل سہے تیز تا سمندر کا
روبرو ہو ہی تیری ای شہ حسن
منہہ ہی آئینہ سکندر کا
پیش بہت نالہ کر نہ ای ناقوس
دل پسیجیگا خاک پتھر کا
طول اتنا نہ خط شوق کو دو
بوجھہ ہو جائیگا کبوتر کا
منہہ مین جبتک زبان گویا ہے
وصف کرتا ہونگا دلبر کا
حرص کرتی ہی آدمی کو خراب
حال دیکھو گدا ہی در در کا
خوابگہ مین بلائی وہ شہ حسن
آشنا ہی فقیر بستر کا
یار نازک کمر تہا حیران ہون
بوجھہ اوٹھا کسطرح سی خنجر کا

دسترس ہو نہ اسکا گلشن مین
پاؤن ٹوٹے الٰہی صرصر کا

عاشقو دل جگر کہان کہوئے
جانزہ دو تباہ لشکر کا

صفحہ ہستی انتخاب سمجھ
کلک قدرت کے سارے دفتر کا

یار جھنجھلا کے آئینہ کو نہ دیکھ
ٹوٹ جاویگا دل سکندر کا

زخم کاری لگا تو چوم لیا
ہاتھ قاتل کا قبضہ خنجر کا

مین غلام علی ہون ای اعظم
حشر مین ساتھ ہوگا قنبر کا

یار کو تیغ و سپر دینا تھا
اپنے ہاتون ہمین سر دینا تھا

اوسکو نازک جو کمر دینا تھا
ہمکو یارا ے نظر دینا تھا

دلمین دی تھی جو بتونکی الفت
ہمکو پتھر کا جگر دینا تھا

اوسکو بخشی تھی جو بے پروائی
میرے نالہ کو اثر دینا تھا

یار کے منہہ مین سپنے کیون دندان
موتیون سے اسی بھر دینا تھا

پھیرتے تجھسے نہ گردن مغرور
سر تیرے پاؤن پہ دھر دینا تھا

مال دینا تھا نہ قارون کو روا
صاحب جود کو زر دینا تھا

یار کرتا تھا صفا دانتون کو
خضر کو آب گہر دینا تھا

ساقی دور ہمارا ساغر
بادۂ عیش سے بھر دینا تھا

خاک پا کا تیری ای نور نگاہ
سرمہ منظور نظر دینا تھا

دی بھی گر فوجِ الم سے بیکار | دلِ غمگین کو ظفر دینا تھا
داغ ہمکو رخِ محبوب کو حسن | دیا جو نہ نظر دینا تھا

گو لطف ہے تمھیں خفا اعظم سے
دل کا مطلب تمھین کر دینا تھا

طرفۃ العین مین کیا رنگ بدلتے دیکھا | چشم سے اشک لہو ہوکے نکلتے دیکھا
بیقراروں کو تمہارے نہ سنبھلتے دیکھا | دلکو بیتاب کلیجے کو اوچھلتے دیکھا
دلکو ہمسے رہِ الفت مین سنبھالا نگیا | تمکو اٹکھیلیوں کی چال جو چلتے دیکھا
ایک صورت سے زمانہ کو نہ دیکھا ہمنے | اسکو حربا کی طرح رنگ بدلتے دیکھا
شعلۂ آتشِ الفت مین بڑی حدت ہے | سنگ کا گودا اسی گرمی سے پگلتے دیکھا
دل نہ کس طرح گرے چاہِ ذقن مین اوسکے | جسکے عارض پہ نگاہونکو پھسلتے دیکھا
بے ترے باغ مین پھرتا تو پھرا ہون لیکن | دلِ بیتاب کسی جا نہ بہلتے دیکھا
رخصتِ ہستی تو ابھی تک نہین پہاڑا ہمنے | مجھکو کسنے میرے جامہ سے نکلتے دیکھا
کیون نہ زمین پر نہ گرین آنکھ سے طفلانِ سرشک | بیشتر ناز کے پالون کو مچلتے دیکھا
کوئی وارفتۂ رفتار نہو دنیا مین | یہہ وہ ٹھوکر ہی کہ جسمین نہ سنبھلتے دیکھا
پامین آ اس کے چھالے ہوئے ساتھی پیدا | ایکدن مین یہہ شجر پھولتے پھلتے دیکھا

نقر و فاقہ مین بھی اعظم کی ہے شیرین تقریر
پانی پی پی کے اسے شہد اگلتے دیکھا

بے تمہارے مے سے میکش آشنا کیونکر ہوا
گر نہین ساقی تو بے ساقی مزا کیونکر ہوا

جذبۂ شوق زلیخا کا اثر تو دیکھیے
چاہ یوسف پر گذار قافلہ کیونکر ہوا

دسترس پیدا کیا جعد سیاہ یار پر
سیدری ہون میرے تابع اژدہا کیونکر ہوا

غیر کے دھوکے بلایا رات مجھکو یار نے
دن جو اچھی تھی تو میرا مدعا کیونکر ہوا

دل نشانہ کر دیا تیر نگاہ ناز کا
دیکھیے تو مین وفا طینت فدا کیونکر ہوا

کون تھا ہمسا کہ وحشت مین مجھسے پوچھیا
چاک تا دامن گریبان قبا کیونکر ہوا

گیسوے لیلی یہہ کہتے تھے کہ سودا کا میرے
قیس دیوانہ سے پابسلسلہ کیونکر ہوا

ہم یہہ کہتے ہین تیرے رخ پر پسینہ دیکھکر
چشمۂ خورشید مین آب بقا کیونکر ہوا

پیرہن پہنے مجھے دیکھا تو مجنون نے کہا
تجھکو عریان ازل شوق قبا کیونکر ہوا

تم کبھی عرض تمنا کے لئے کہلتے نہین
پر لب خاموش میرا مدعا کیونکر ہوا

بیخبر اعظم تو تھا راز دہان یار سے
آج یہہ آگاہ اسرار خدا کیونکر ہوا

پاؤن پر سے یار کے آفت زدونکا سر اٹھا
اپنے دیوانون کو ای رشک پری پیکر اٹھا

ای فلک غنچے سے چاک دامن محشر اٹھا
پیر میخانہ سے مجھ مے نوش کا بستر اٹھا

آسے تعجب بنکر کہلوسے مرے قاتل کی حضور
بچپنے مین بھی لیا اوسنے لگی خنجر اٹھا

ہو گئی ہے کثرت سجدہ سے یہہ چپیدگی
بے ارادے میرے سر کے ساتھ سنگ در اٹھا

رہ روونکو منزل مقصود کی کوچہ تیرا
جب اوٹھائی خاک تیری راہ کی گوہر اٹھا

روز روشن دیدۂ مشتاق مین تاریک ہی
ای صبا جلدی نقاب چہرۂ انور اٹھا

مین وہ مجنون ہون کہ میرے دشت وحشت خیز سے
لیگئے فصاد کا نشترون کوئی نشتر اٹھا

گر رسائی چرخ پر ہو گی تیرے طرار کی
سے بے تکلف برق کی سے آئیگا چادر اٹھا

مین وہ میکش ہون کہ جا بیٹھا اگر میخانہ مین
خود بخود میرے لیئے شیشہ اٹھا ساغر اٹھا

سے تامل دن کو پہر بے دغدغہ راتون کو جا
پہر نہ اپنے پاؤن کو انداز سے باہر اٹھا

قول اعظم ہی ہی میخانہ مین آتش کیطرح
ساقیا شیشہ بڑا سے ساقی کوثر اٹھا

نقشہ پہر روز ہجر کے جاتی ہی ہوگیا
سامان عیش یار کے آتے ہی ہوگیا

عیسی کیطرح سیکڑون مردے جلادیئے
یہہ معجزہ ہی لب کے ہلاتے ہی ہوگیا

مین وہ ہون بادہ نوش کہ یار خوشی کے مست
میخانہ سے شراب منگالی ہی ہوگیا

یارب تیرے طفیل امید قبول سکا
دلکو یقین ملال سناتے ہی ہوگیا

واللہ تکلو پاس ہی ایسا ضعیف کا
ظالم غضب سفید ستاتے ہی ہوگیا

شغل مئی ہوا تو ہوئی رات بہی سحر
دن تو تمام زلف گندہاتے ہی ہوگیا

کیا خوب وقت یار کے گہر ہم گئی تہی آج
جو مطلب دلی تہا وہ جاتے ہی ہوگیا

پہلو گرم کیکے دلکو ہلا تم دم خرام
اپنا تو کام پاؤن دباتے ہی ہوگیا

ہاتہو نسے آپکے تو جگر چشمونکا چاک
انگشت دلفریب دکہاتے ہی ہوگیا

آگے کسیکے بیٹہے تو کہو لا لب پہ ہان
حرف طلب شان پہ لاتے ہی ہوگیا

آگے کسی کے مین نے نہ کھولا لبِ سوال — حرفِ طلب زبان پہ لاتے ہی ہو گیا

یا رب مقاصدِ دل اعظم ترے طفیل
دستِ دعای خیر اٹھاتی ہی ہو گیا

دہان یار کا مطلب عیان مطلق نہین ہوتا — زبان گویا نہین ہوتی بیان مطلق نہین ہوتا

بٹھایا اسطرح ناطاقتی نے کنجِ عزلت مین — تصور بھی کسی جانب روان مطلق نہین ہوتا

بھلا بیٹھے ہین یہ صورت ہے ہماری بزمِ رنگین مین — کئی دن سے شرابِ ارغوان مطلق نہین ہوتا

وہ وقت آشنا ہو نہین کہ صحرا مین غبار اپنا — شریکِ گردِ راہِ کاروان مطلق نہین ہوتا

ریاضی دان کو مطلب شاعری کا کیونکر حل ہووے — زمین ہوتی ہی اسمین آسمان مطلق نہین ہوتا

ضعیف ایسا کیا بیماریِ چشمِ فسونگر نے — سرشکِ دل بھی آنکھون سے روان مطلق نہین ہوتا

دیا ہی داغ کیسا سرد مہری نے زمانہ کی — مرا قصہ بھی گرمِ داستان مطلق نہین ہوتا

یہ صورت بے حجابی کی تو اعظم ہو گئی اوس سے
کہ میرے اوسکے پردہ درمیان مطلق نہین ہوتا

چشمۂ خضر ترا چاہِ زنخدان نکلا — اس کنوئے مین اثرِ چشمۂ حیوان نکلا

خوب لوٹا تیری شمشیر کا میدان نکلا — تیری دیوار تلے گنجِ شہیدان نکلا

دستِ وحشت نے کفن تک نہ رکھا باقی — کنجِ مرقد سے جو نکلا تو مین عریان نکلا

آمدِ فصلِ بہاری مین گلے سے اپنے — طوق سمجھونگا کہ نکلا جو گریبان نکلا

دور مین اپنے شب و روز رہی تاریکی — ماہ نکلا نہ کبھی مہرِ درخشان نکلا

ہمسے دیوانے بھی ہوینگے پری کے طالب
اس طرف سے جو کبھی تخت سلیمان نکلا

کر دیا تنگ نہایت چمن ہستی نے
ہم جسے سمجھے تھے گلزار وہ زندان نکلا

مجھکو کیا موسم گل مین جو قبا گل کو ملی
مین تو اس فصل جنون خیز مین عریان نکلا

رات کوٹھے پہ تھے اوسے دیکھکے لوگون نے کہا
دور مہتاب مین خورشید درخشان نکلا

صاف حیرت کدہ دیر مین دیکھا سمجھے
آئینہ بھی ترے رخسار کا حیران نکلا

سیمتن نے مرے بھیجا مجھے سادہ مکتوب
پر لفافہ کو جو کھولا تو زر افشان نکلا

لیگئی دلکی تڑپ کوئے مسیحا مین مجھے
درد سمجھے تھے جسے ہم سو درمان نکلا

غیرلت تھا مین الیا میری جانب اعظم
نہ تو ہندو کوئی نکلا نہ مسلمان نکلا

کیا مرتبہ ہے خاک در بوتراب کا
ذرون کے واسطے ہی شرف آفتاب کا

تم طفل تھے تو خوف نہ تھا انقلاب کا
اب رنگ لا رہا ہے زمانہ شباب کا

ٹوپی پہ ٹانکیئے نہ ستارہ حباب کا
زیبا ہے تمکو تاج سر آفتاب کا

وہ بیخبر پڑے ہے نہ پڑھے ہمتو آجکل
کہتے ہین ماجرا دل پر اضطراب کا

کعبہ مین جب کہ دوش نبی پر قدم دہرا
عرش خدا پہ ہاتھ گیا بوتراب کا

تعریف اوسکے چہرۂ روشن کی کیجئے
مضمون ڈہونڈھیے شرف آفتاب کا

حیرت سے ہین خموش وہ چپ ہین غرور سے
یہان منہہ سوال کا ہی نہ وہان منہہ جوابکا

وہ ہی جلال وہ ہی تجلی وہ ہی جمال
سب آپکو کمال ملا آفتاب کا

ہی میکشون کا دیر خرابات مین ہجوم
دلوا دو ایک ایک پیالہ شراب کا

بوسہ عطا کرے نکرے اختیار ہے
مالک ہے یار دولتِ حسن شباب کا

صبح شبِ فراق کی کس کو امید تہی
داغِ جگر نے کام کیا آفتاب کا

پرزے اوڑائینگے وہ خطِ اشتیاق کے
قاصد امیدوار رہیگا جواب کا

بعد فنا زمین سے بہی اوٹہا نہ زلزلہ
پیر وہ تو رہگیا دل پر اضطراب کا

در آپکا ہے یا درِ عرش عظیم ہی
گہر آپکا ہے یا کہ ہے گہر آفتاب کا

جاری ہی ہماری چشم علی الاتصال ہی
سیکہا ہی آنسوون نے بہی موج آب کا

کیا کیا نہ باندہیون تیری دستار پر بند ہے
گہیرا انجومیون نے کہا آفتاب کا

اعظم کو مغفرت کا یقین بے سبب نہین
ہے آسرا رسولِ خدا کی جناب کا

نہ تو مے تہی نہ صراحی تہی نہ پیمانہ تہا
مین اوسی روز سے خاک در میخانہ تہا

ترک ملنا نہ کرا ای یار ذرا غور تو کر
بیوفا کب سے ہمارے تیرے یارانہ تہا

جن دنون مین ہمین رہتا تہا خیال رخ یار
خانۂ دل جو ہمارا تہا پری خانہ تہا

عشق مین لیلی وشون کے جو رہا آوارہ
مین بہی مجنون کی طرح سے کوئی دیوانہ تہا

کی یہ ملت کہ دل شیخ و برہمن پہ کبہی
ناگوارا ہو میرا مذہب رندانہ تہا

ہر جگہ چاہیے عاشق کو خیالِ رخ یار
طور موسی کے لئے جلوۂ جانانہ تہا

ہم تہے عاشق تیرے او غیرت سرو گل و شمع
نہ تو بلبل تہی نہ قمری تہی نہ پروانہ تہا

میکدہ سے جو ابہی جہومتا جاتا تہا چلا
یہہ خرابات نشین اعظم مستانہ تہا

در یار دار الشفا ہوگیا
دل زار کا مدعا ہوگیا

تماشائے گل کیا سے کیا ہوگیا
بڑا انقلاب ہوا ہوگیا

طریقے کو اعظم کے کیا ہوگیا
بڑا رند تہا پارسا ہوگیا

تقاضائے الفت نے فرصت نہ دی
گہڑی بہر مین سارا گلا ہوگیا

چمن کا اوڑا رنگ تیرے حضور
یہہ پردے مین گل کے صبا ہوگیا

ہوا اونکے عارض پہ سبزہ نمود
مرا ہر نفس دل ہرا ہوگیا

تیری راہ مین جسنے رکہا قدم
وہ کونین مین پیشوا ہوگیا

ہوا اونکے جانے سے گہر کا یہ حال
در و بام وحشت سرا ہوگیا

بلایا کہین بام پر یار نے
بلندی پہ بخت رسا ہوگیا

ملاحت ہے کی شیرین لبون مین بہت
نمک قند سے بہی سوا ہوگیا

عجب طرح کی دی گرہ آپ نے
کلی گل کی بند قبا ہوگیا

جو مرتا ہے عاشق او کہتے ہین وہ
فدائی ہمارا فدا ہوگیا

خزان کا ہوا کوچ آئی بہار
چمن سبز و صحرا ہرا ہوگیا

جہان باد صرصر کا تہا انتظام
وہان بندوبست صبا ہوگیا

نکرتے تہے باتون سے بہی گفتگو
وہ بولے تو سب فیصلہ ہوگیا

نگاہون نے چلمن مین دیکھا اونہین — اسی اوٹ مین مدعا ہوگیا
وہ جس گلی ان کے پہونچے رہ مین شتاب — تو یوسف کا وہ قافلا ہوگیا
تصور مین دانتون کے روئے جو ہم — تو آنسو دُرِ بے بہا ہوگیا
تنزل نہ بختِ سیہ کا ہوا — گھٹا بھی تو کالی گھٹا ہوگیا
ہوا اونکے دشنام سے دلکو چین — ہمارے لئے سم دوا ہوگیا

گیا میکدہ سے حرم کی طرف
خدا جانے اعظم کو کیا ہوگیا

کسے قرب بختِ رسا نے دیا — یہہ رتبہ نبی کو خدا نے دیا
نہ ملتا کسی کو ہمارا سراغ — ہمارا پتا نقشِ پا نے دیا
کوئی کرسکا دل نہ اپنا لہو — مرا ساتھ برگِ حنا نے دیا
درِ یار پر جاکے مرجائینگے — اگر حکم وقفہ قضا نے دیا
رہے آپ عریان گلون کو مگر — نیا رخت بادِ صبا نے دیا
گرہ وصل مین بھی نہ تجھسے کھلی — سرا پیچ بندِ قبا نے دیا +
اوس ابرو کو جھکا دیا حسن نے — مہِ نو کو جلوہ ضیا نے دیا
بناوینگے سونے کی بیت الصنم — اگر جو بھلا کچھ خدا نے دیا
تمہارے پریشان کو آرام لگا — نہ سنبل نہ زلفِ رسا نے دیا
ہوا خال وہ دفترِ عشق مین — ہو نقطہ کہ کلکِ قضا نے دیا

شکایت نہین مجہکو اغیار کی — سب مجہے غم میرے آشنا نے دیا

ہوا دست رنگین پہ مرجان کا رشک — یہین صاف دہوکا حنا نے دیا

سکہائی مروت ہمین یار نے — وفا کا سبق بیوفا نے دیا

پیغمبر سے کہتا ہی اعظم ہمین — نبی جو تمہا ہمکو خدا نے دیا

یار کے جور و ستم سے جو سنبہل جاونگا — شہر مین مین نہین رہنے کا نکل جاونگا

عشق مین زلف سیہ کے جو کئے سودائی شعر — یاد رکہنا کہ مین اک زہر اگل جاونگا

گر یہی وحشت دل ہی تو بس دن ہی — پہاڑ کر اپنے کفن کو مین نکل جاونگا

اسقدر زیست سے دم اپنا خفا تجہہ بن ہی — شائد تن سے یہہ کہتا ہے نکل جاونگا

چار دن کے یہہ حرارے ہین تپ فرقت کے — شربت وصل ملیگا تو سنبہل جاونگا

ای شب ہجر ہنگا دونگا تجہے مین ایکدن — غضب آویگا اگر تجہہ سے مین ٹل جاونگا

مرض عشق نے حالت یہہ میری ہی بنائی — کیا سمجہتا تہا کہ دو دن مین بدل جاونگا

شعلہ رو سرو چراغان جو کرینگے مجہکو — انت تک بہی نہین کرنیکا مین جل جاونگا

تیری دلچسپ جو باتین ہین کہ باتون سے تیری — لاکہہ افسردہ طبیعت ہون بہل جاونگا

آتش عشق جو ایسی ہے تو مانند چنار — آگ مین اپنی یقین ہے کہ مین جل جاونگا

زندگانی سے بہت تنگ ہون مین ای اعظم — کوی قاتل ہین مین مشتاق اجل جاونگا

قیدی بیداد ہوں میں کس ستم ایجاد کا
نالۂ زنجیر میں انداز ہے فریاد کا

برق کیوں چمکی سبب کیا سیل کی بنیاد کا
گھر بنا ہی تو نہیں مجھ خانمان برباد کا

کیا سبب بتلایئے سوزِ دلِ ناشاد کا
داغِ حسرت رہگیا بزمِ خراب آباد کا

بل کمر کھاتی ہی نازک ہی بدن جلاد کا
بوجھہ کیونکر اوٹھہ سکیگا خنجرِ فولاد کا

کوئی گلرو ہے تو کوئی رشک ہی شمشاد کا
کیا تماشا ہی بہارِ گلشنِ ایجاد کا

بوالہوس وہ ہیں جنہیں ہی حوصلہ فریاد کا
ہم تو شکوہ بہی نہین لاتے تیری بیداد کا

شل کو بہی چلنا پڑیگا پل کے اوپر حشر مین
جائیگا اعمال پوچھا گنگ مادرزاد کا

ہون وہ دیوانہ مین گم گشتہ کہ ملنے کی نہین
ہوش کہو دیگی رگِ سودا میری فصاد کا

اعظم نالان ہوا ہی جب شریک کاروان
نام لے سکتا نہین شورِ جرس فریاد کا

قسمت مین ہی وہ زلفِ گرہ گیر دیکھنا
ای شانہ مین میرا خطِ تقدیر دیکھنا

جسدن نصیب ہو تیری تنویر دیکھنا
اوس روز میرا جلوۂ تقدیر دیکھنا

تڑکے سے تیرگیِ شبِ دیجور کی سہی ہے
روزِ فراقِ یار کی تاثیر دیکھنا

لیلی کو کہولنے دو ذرا گیسوئے دراز
مجنون کے بند بند مین زنجیر دیکھنا

آنکھون کی آرزو ہے ذرا کیجئے نگاہ
یہہ چاہتی ہین آپکی تصویر دیکھنا

ہونے دو آبداریِ مژگان کا ورد سی
امرد کے بہی ہاتہہ مین شمشیر دیکھنا

دلمین میرے بتونکا گذر ہے تو دو خیال
کعبہ مین جلوۂ بتِ بے پیر دیکھنا

ابر کرم کو کیجیو اپنا سرشت شو
مولا میرا جو نامۂ تقصیر دیکھنا

ہر سال اوس پری کو مبارک کرے جنون
سودائیون کے پاؤنمین زنجیر دیکھنا

منظور ہے مرقع ہستی کی دید جسے
ہر ایک رنگ مین تری تصویر دیکھنا

یون ہی ہوا رہیگی جو فصل بہار مین
پاؤنمین ہوشیار کے زنجیر دیکھنا

رغبت کی آنکھ سے نہ بتون پر نگاہ کر
ای بیخبر گناہ ہے تصویر دیکھنا

خالی نہ جائیگا مرے ابرو کا نکا وار
جو تیر دیکھنا سو نخچیر دیکھنا

مجھکو وطن سے دشت نوردی ہوئی نصیب
ای قیس کارخانۂ تقدیر دیکھنا

سرمہ کریگا خاک کف پا کو یا علی
اعظم کا اعتقاد مرے پیر دیکھنا

سر پر گرانے مین لیا آسمان اٹھا
مجھ ناتوان سے ضعف مین بار گران اٹھا

تقدیر سے جو سیر کو مین خستہ جان اٹھا
لالے سے داغ باغ سے لایا خزان اٹھا

شکوہ نکر زمین پہ جو رہنے کا شوق ہے
خاموش بیٹھ کر ستم آسمان اٹھا

آئی صدا خندۂ گل آج باغ سے
بیٹھا عمل بہار کا دور خزان اٹھا

مرجھا گیا مرا دل نازک فراق مین
اس پھول سے نہ صدمۂ باد خزان اٹھا

قربان تم پہ ہونے کو چلا رہا ہے دل
ترکش سے تیر گوشہ سے لاؤ کمان اٹھا

ہم تو نیاز مند ہے آپکے سدا
پر آپ سے نہ ناز دل ناتوان اٹھا

ایذا ہی جھیل جائینگے روز فراق کی
صدمہ ہی لینگے ہونٹ کا ہم نیم جان اٹھا

جذبِ دلی نے دی یہہ زلیخا کو تہنیت
سے مصر کی طرف قدم کاروان اٹھا

دعوی ہمارے قتل کا اونسے نہ کیجیو
نازک ہین اونکے ہاتھ سے خنجر کہان اٹھا

تب سے مزا کہ آپکے منہہ سے اگال کو
میرے دہن سے دور کے لا کے زبان اٹھا

تشبیہ دی جو گیسوے عنبر شمیم سے
سنبل کے پیچ پیچ سے خوشبو دہان اٹھا

اسکو بچا سے ای سگِ جانان بچا تیو
سے رسے نہ جاسکے میرا استخوان اٹھا

یارا ہے گفتگو ہے تو کچھ ذکر خیر کر
نافل خدا کے واسطے لطفِ زبان اٹھا

اوس گل کی خوبیون پہ جو ہمنے کیا حلف
بلبل نے بھی لیا ورقِ بوستان اٹھا

حقدار کا ہوا نہ تیرے در پہ حق تلف
مجھکو اٹھا لیا تو سگِ آستان اٹھا

اعظم وہ ماہ آتا ہے محفل میں آپکی
فراش یہہ کہتے کہ فرش کتان اٹھا

ماہرو ہونیکا تیرے امتحان ہو جائیگا
دیکھہ کہ تجھکو کٹی شکر کی کتان ہو جائیگا

زندگی اعجاز لب سارا جہان ہو جائیگا
تم کہوگے تم مسیحا ہے زبان ہو جائیگا

وہ عزیز مصر خوبی ہے تو ای یوسف لقا
تجھہ پہ شیدا کاروان کا کاروان ہو جائیگا

رونق دشت جنون وہ ہون کہ مجھہ مجنون کے بعد
قیس کا جنگل جو ہے یہ کا سکان ہو جائیگا

سیج پر تنگ گلے ای گلبدن سویا نہ کر
جسم نازک مین رگ گل کا نشان ہو جائیگا

ہون وہ سرگردان بیابان میں سر راہ سے
خضر راہ منزل مقصد روان ہو جائیگا

کان تک نا ہم کے اسکو نہ پہونچا القلاک
گو یہہ مضمون عبث گو رائیگان ہو جائیگا

احتیاجِ التماسِ دل نہین تیرے حضور
حال تجھ پر سب قیافہ سے عیان ہو جائیگا

قافلہ مین ہو جو تیری سرمئی آنکھونکا ذکر
بند حلقوم درائے کاروان ہو جائیگا

تیری گردن لوگ سمجھینگے بیاضِ صبحِ حشر
رخ یہ خورشیدِ قیامت کا گمان ہو جائیگا

اک نہ اک دن اے سراپا نور تیرے ہاتھ سے
ہمکو اعجازِ یدِ بیضا عیان ہو جائیگا

سرورخ جو جا لیے نہ سیر بوستانکو جائیے
سرو قامت رشکِ نخلِ ارغوان ہو جائیگا

گر یہی کثرت حسینونکی رہی تو دیکھنا
غیرتِ ملکِ پری ہندوستان ہو جائیگا

منزلِ مقصد کو پہونچا دیگی تیری جستجو
دہیان تیرا خضرِ راہِ گمرہان ہو جائیگا

دامنِ بادِ صبا پہاڑینگے ہم گر نجد مین
لیلی و مجنون کے پردہ درمیان ہو جائیگا

مصر یکتائی مین اے یوسف تو ہی [illegible]
بندۂ بے زر ترا پیر و جوان ہو جائیگا

گر حلاوت چاہتا ہے اے سگ جانان تو کہا
ورنہ مٹی کچھ دنونمین استخوان ہو جائیگا

عارضِ روشن پہ سایہ ڈالنگے گیسو کا دل
چہرۂ خورشید پردۂ شب مین نہان ہو جائیگا

وصل کی شب جسم سے جامہ کو گر ڈالونگا چاک
پردۂ شرم و حیا گر درمیان ہو جائیگا

آئیگی ساعت جب اخترِ اقبال کی
کچھ کا کچھ دم بھر مین دورِ آسمان ہو جائیگا

مرقدِ اعظم علی رونق فزائی سے تیری
رشکِ افزائے گلستانِ جنان ہو جائیگا

جو وطن مین ہین غریب الوطن نہ رہا
جو جہان مین مین خستہ بدن نہ رہا

لو قضا سے تھی میراث نہ رہا
گل داغِ جنون کا چمن نہ رہا

جو بدن مین یہہ روح بدن نہ رہی ۔ کسی کام کی صورتِ تن نہ رہی
جو چمن مین نسیم چمن نہ رہی ۔ تو مراد بہ رنگِ چمن نہ رہا
میرے یمن قدم سے تہی جلوہ گری ۔ مجھے کہتے تھے رونقِ شہر سبھی
جو سکونتِ خاص میری نہ رہی ۔ تو وہ حال سوادِ وطن نہ رہا
کوئی ہوتا ہے مفلس و بیت تہی ۔ یہان خالی ہی تینندہ کا جسم تہی
میرے ہوش و حواس نے شکل یہ کی ۔ کوئی سکۂ داغ بدن نہ رہا
نہ تو لاف کیا نہ گزاف کیا ۔ دل یار کو عذر سے صاف کیا
میرا ایسا گناہ معاف کیا ۔ کہ جبین پہ نشان شکن نہ رہا
تیرے در کا جو خاک نشین ہی کوئی ۔ تو وہ صاحب تاج و نگین ہے کوئی
تیری راہ مین ایسا نہین ہے کوئی ۔ کہ بگاڑ کے آپ کو بن نہ رہا
ہے ہوای چمن مین یہہ ایک اثر ۔ کہ لیے جاتے ہین خود لب زخم جگر
ہوے باغ جہان مین نہال اثر ۔ کبھی جسم مین داغ کہن نہ رہا
کبھی ملتے تھے دلکو نہ زیر قدم ۔ کبھی کا ہیکو کرتے تھے ہمیہ ستم
یہہ کہینگے تمہارے ہی سر کی قسم ۔ کہ تمہارا تو عہد ہم چلن نہ رہا
تیرے قد کا جو اوسکو خیال ہوا ۔ دل قمری باغ نہال ہوا
یہہ سنا ہے کہ اوسکا یہہ حال ہوا ۔ کہ تعشقِ سرو چمن نہ رہا
نہ تو جسم ضعیف مین تاب رہی ۔ نہ تو طاقت عہد شباب رہی

نہ جوانی خانہ خراب رہی — کوئی نسخہ ضعف بدن نہ رہا
تیرے عارض و لب کی نہیں ہے ہوا — کہ تلاش میں اوسکی نہ کون پھرا
جو طلب میں کہیں طلب نہ رہا — تو یمن میں سہیل یمن نہ رہا
جو ملک سے میں گرم سخن میں ہوا — تیرا ذکر زبان و دہن میں ہوا
تو خوشی سے یہ تنگ بدن میں ہوا — کوئی دم ہی درست کفن میں ہوا
تیرا شہرہ حسن و جمال ہوا — تجھے اوج شرف پہ کمال ہوا
تیرے رخ پہ جو جلوۂ خال ہوا — تو فروغ سہیل یمن نہ رہا
تیرے ہجر میں مایۂ ناز و ادا — ہوا آکے کہیں جو خیال تیرا
تیرے ہوش نہ تھے میری جان بجا — دل عیش فزا میں سخن نہ رہا
مجھے اہل وطن سے گریز ہوئے — مجھے رسم جنون کے پسند ہوئے
مجھے چشم غزال کمند ہوئے — میرے دل کو خیال وطن نہ رہا
اسی پیچ میں سالہا سال رہا — کبھی راز کمر نہ کھلا نہ کھلا
مگر ان جو زبان سے کلام سنا — تو وجود دہن میں سخن نہ رہا
ارے لائی بہار یہ رنگ نیا کیا — میرے جسم و جگر کا یہ رنگ کیا
کہیں مرہم زخم بدن نہ رہا — کہیں پنبہ داغ کہن نہ رہا
مجھے تیرہ دردوں نے پیچ دیا — مجھے سالی بلا سے گریز ہوا
میری جان تصور زلف او کیا — سر سنبل دشت ختن نہ رہا

ساقی نے دیا جام مئی بیخبری کا — اب ہوش ہے شیشہ کا نہ شیشہ کی پریکا

پامال زمانہ ہے تری عشوہ گری کا — بیکار ترے سامنے غمزہ ہے پریکا

پاؤن نے قدم پھیر دیا کبک دری کا — پرکاٹ دیا آپکے بازو نے پری کا

نہ پاؤن کا کھٹکا ہی نہ آشفتہ سری کا — دیوانہ ہون دیوانون کی ہے بیخبری کا

کیا جانیے کیا مصلحت وقت ہے اسمین — مت پوچھئے احوال مری بیخبری کا

اسباب خرد ڈوب گیا دشت جنون مین — سامان مہیا ہوا خشکی مین تری کا

کہتا ہے میرا اشک روان گرگز مین ہے — مین چشم کی کشتی مین مسافر ہون تریکا

بیہوش ہوا آمد محبوب کو سنکر — بندہ متحمل نہوا خوش خبری کا

صیاد دیکھ ہاتھون مین نشیمن ہے ہمارا — شکوہ نہین پابندی سے بے بال و پری کا

افسوس کہ یہہ بہی ہوا تاثیر سے خالی — پایا ثمر نالہ نے اثر بے اثری کا

اس طرح میرے دل نے کیا شور شب ہجر — دم بند ہوا نالۂ مرغ سحری کا

ہر ظلم رسیدہ ہے ترے جور سے راضی — شکوہ نہین کرتا کوئی بیدادگری کا

سہتے ہے دل مین آتش سودائے محبت — ہر داغ مین انداز ہے داغ جگری کا

اسرار کھلا پردۂ معراج کا ہمکو — منظور تہا اظہار کمال بشری کا

دیدار کا طالب ہے سرا دیدۂ بینا — مشتاق ہے گوش شنوا خوش خبری کا

سکان سماوات نے بہی اسکو سنا ہے — اوڑتا ہے فسانہ میری بے بال و پری کا

رویا ہے تصور مین کسی چشم کے اعظم

باقی ہے اثر دیدہ گریان مین تری کا

بے رہنے سہکا ہے عجب طرحکا سودا اپنا — نہ تو زندان ہے کہین اپنا نہ صحرا اپنا

دام گیسو سے چھٹے ہٹ گیا کھٹکا اپنا — فارغ البال ہوئے بیچ کے سودا اپنا

کس پہ امید ہو کسپر ہو بھروسا اپنا — آج کے دن کوئی اپنا ہے نہ فردا اپنا

ہفت خلوتمین جو دیکھا کوئی بینا اپنا — رکھہ لیا یوسف صدیق نے پردا اپنا

کن کی آواز کا مقصود ہے جلوہ اپنا — بات کی بات مین نکلا ہے نتیجہ اپنا

گوش گل کو وہ سناتے ہین فسانہ اپنا — چشم نرگس کو دکھاتے ہین تماشا اپنا

اوس طریقہ کا مین سالک ہون محمد کی قسم — خضر جس راہ چلین چھوڑکے رستا اپنا

سیر ہے جامہ تنسے ہے مجھے ہیچ نہ دنیا باہر — لیے ہے یار جو منظور ہے پردہ اپنا

ہین عجب منزل ہستی مین ہمارے ساتھی — قافلہ مین کوئی سنتے نہین غوغا اپنا

ہر جگہہ مالک و مملوک کا ہوتا ہے بیان — کہین چرچا ہے تمہارا کہین چرچا اپنا

پختہ کاران جنون مین میری گنتی ہوتے — خام رہجاتے نہ دیوانون مین سودا اپنا

ہم ہی ہین گلشن عالم مین نہال قدرت — چمن آرا ہے جہان ہے چمن آرا اپنا

وصل مین کوئی خوشی ہجر مین کوئی غمناک — کچھہ اجارہ نہین مقسوم ہی اپنا اپنا

کس طرح اپنے بیگانون کو یگانہ سمجھون — کام اپنے کبے نہ آوی تو وہ کیسا اپنا

وصل کی شب نے کیا کام جزا کے دن کا — اونکو بے پردا کیا کھل گیا پردا اپنا

دن رولاتا ہے ابھی سی مجھے محشر کا سمان — رنگ کھلاتا ہے اندیشہ فردا اپنا

ہون وہ مجنون کہ میری خاکمین بہی ہے تپش
اوسکے گرد پہرتا ہے صحرا مین بگولا اپنا

اسلیئے وہ مجہے رسوا نہین ہونے دیتے
میرے پردے کو سمجہتے ہین وہ پردا اپنا

بحر کونین مین ہین اسکے محمد مالک
نوح کو سونپ دیا ہمنے سفینہ اپنا

پاؤن قائم ہین تو قائم ہی بنایا بگڑی
سر سلامت ہے تو موجود ہے سودا اپنا

اسی رفتار سے تم روز قیامت کے سوا
حشر آپکے اور بنا کرتے ہو برپا اپنا

اون کو پایا ہے جو مصروف سماعت انکے ظلم
ملتجی حال بیان کرتے ہین اپنا اپنا

منظور دیکہنا ہے نہ خط کا نہ خال کا
مد نظر ہے دور سے جلوہ جمال کا

کوئی نہین شریک ہی شانہ کے حال کا
گیسو جواب مانگتا ہے بال بال کا

غش آگیا تہین بہی جناب کلیم طور
دیکہا گیا نہ آپ سے جلوہ جمال کا

درکار ہو جو آپ کو پوشاک کے لیے
ادہری فلک سے بنکی گریبان ہلال کا

ہر قید سے اسیر کو ہوتی ہے مخلصی
پابند جو ہوا نہین گیسو کے جال کا

جوبن نیا دکہا کے وہ کہتے ہین ناز سے
یہ پہل ہی باغ حسن کے تازہ نہال کا

برگشتگی بخت تمنا سے کہل گئے
ٹہرا الٹا جواب جو سید ہے سوال کا

ناحق نگہہ سے لیتے ہو تم کار دام و تیغ
نظرون سے کاٹتے ہو کلیجہ غزال کا

آئینہ آگے آگے سکندر لیے چلین
منظور دیکہنا ہے اوہنین اپنی چال کا

موجود جانتا ہون مین اگلی مصیبتین
ماضی سے اتصال سمجہتا ہون حال کا

دوڑے ہین تیری چشم کے سودے مین سینگ آ
سینہ تک پہنچ گیا ہی کلیجہ غزال کا

ہوبہی چکین فراق کے ایام منتہی
اللہ پھر دکھا ئیے زمانہ وصال کا

سینہ مین داغ الفت زلف سیہ نہین
سکہ ہمارے پاس ہی مونگے کے مال کا

غمناک مجھکو دیکھنے والے سمجھ گئے
چھپتا نہین چھپا سے چہرہ ملال کا

دریا بہ روزگار کو مین جانتا ہون خوب
جمشید بنگیا ہون زمانہ کے حال کا

حلت بہی ہی شراب کی حرمت مین شک نہین
ای زاہد و کباب ہی لقمہ حلال کا

طاؤس و کبک دیکھ کے تیرا خرام ناز
انداز بھول بھول گئے اپنی چال کا

غصہ تمہارا کھینچتا ہے کھال شیر کی
آنکھین لگا لیتے ہین کلیجہ غزال کا

کہتے ہین بت بہی پردہ ناقوس مین سمجھ
پتلا بنا ہوا ہے یہہ حسن و جمال کا

گردسے صبا جو خاک شہیدان کو لیگیا
تودہ ہوا آسمان کی برابر گلال کا

اعظم کی ذات خاص غنیمت ہے دوستو
یہہ ایک آدمی ہے ہزارون کمال کا

مقصود تک گذر مجھے دشوار ہوگیا
قسمت کا پھیرا راہ مین دیوار ہوگیا

قحط شراب جیسے کہ ای یار ہوگیا
مست سئی شباب بہی ہوشیار ہوگیا

لکھ لکھ کے اونکی سبزۂ عارض کا ماجرا
بندہ بہی کاتب خط گلزار ہوگیا

کیا جانے اس ہاتھ لگی تیر کے پاؤن مین
پابیدہ بھول بھول کے پر خار ہوگیا

افسوس ان دنون در مضمون [illegible]
ناپید جن دنون مین خریدار ہوگیا

داغون سی بہر گیا دلِ غیرت فزائے گل
یہہ خانہ باغ دیکہکے طپیا رہو گیا

بحرِ جہان مین سب کا بیڑا حبر پا وطن
بیڑا جہاز اب سیکے اگر پار ہو گیا

چکر دیا اوسے میری قسمت نے پہیر کے
تلوؤن مین خار صورتِ پرکار ہو گیا

گیسو کہلے جو عارضِ رشکِ بہار پر
پیدا چمن مین سنبلِ تاتار ہو گیا

صیاد کی طرح کوئی سنتا نہین اسے
نالہ صدائے مرغ گرفتار ہو گیا

جوشِ بہارِ باغ کا اس سال ہی یہہ رنگ
کانٹا بہی دشت کا گل بیخار ہو گیا

اون ابروؤن کے سہنے جو جو ہر کشتہ زخم
مضمون تیغ لڑنیکو طپیا رہو گیا

رونق پر اندنون ہی بہارِ شباب یار
عارض کا رنگ غیرتِ گلزار ہو گیا

باہر کی کیا خبر ہے میرے محو ناز کو
کیا جانے وہ کہ کیا لبِ دیوار ہو گیا

سمجہے ہماری دستِ درازی کی آرزو
سینہ تمہارا محرمِ اسرار ہو گیا

گدرے اونکی جوشِ جوانی سی ہاتہہ پاؤن
سر کو غرورِ حسن سزاوار ہو گیا

یوسف شناس لوگ زمانہ سے اوٹہہ گئے
بازارِ مصر زنگ کا بازار ہو گیا

اوس نے طلسمِ جام مین دنیا کی سیر کی
جمشید اپنے دور کا میخوار ہو گیا

کیا فیض ہے زبانۂ دولت کا آپکے
جو مفلسِ ازل تہا وہ زردار ہو گیا

بہطرح آپ کہتے ہین آغا ظہم کو بار بار
جوہر سے کیا یہہ آدمی تلوار ہو گیا

یہان ضعف کی شدت سے ہے سر اشہتا اونہتا
دہان نازکی ایسی ہے کہ خنجر ہین اوٹہتا

اچھا جو نقاب رخ انور نہیں اوٹھتا — تو دید کا مشتاق بھی دن بھر نہیں اوٹھتا

زانو ہی تھما ہے یہاں سر نہیں اوٹھتا — وہان ہاتھ سے اقبال کے افسر نہیں اوٹھتا

ہونٹوں میں یہہ جنبش ہی کہ می پی نہیں سکتا — ہاتھون میں یہہ رعشہ ہے کہ ساغر نہیں اوٹھتا

اوسکو بھی کیا آپ کی رفتار نے پامال — ٹھوکر سے بھی ہنگامہ محشر نہیں اوٹھتا

طفلی میں چلے گھٹنیوں اب جھک گئی گردن — تب پاؤں پڑا اوٹھتے تھی تو اب سر نہیں اوٹھتا

کچھہ بہر کے بچون کو وہ رکھتے ہیں پیر پر — انگھیلیون سے پاؤں برابر نہیں اوٹھتا

جاتا نہیں ویسے رخ رنگیں کا تصور — خاطر سے خیال گل احمر نہیں اوٹھتا

رہتا ہے مردونکا زمانہ میں فسانہ — وہ آپ تو اوٹھہ جاتے ہیں جوہر نہیں اوٹھتا

پابند کیا میرے خیالات نے ایسا — آغوش تصور سے وہ دلبر نہیں اوٹھتا

کافر پی تعظیم نہ اوٹھے تو نہ اوٹھیے — کچھہ سینے سے داب پیمبر نہیں اوٹھتا

خط بھیجیے کس طرح سے اوس پردہ نشین کو — سدرہ سے تو جبریل کا شہپر نہیں اوٹھتا

آنے کا میرے پاس ارادہ ہی نہیں کرتے — کیا پاؤں ادھر ای پری دلبر نہیں اوٹھتا

دن رات رہا کرتا ہے ایک بت کا تصور
اعظم میرے سینہ سے یہہ پتھر نہیں اوٹھتا

وہ دیکھتے ہی دیکھتے طرفہ تماشا ہوگیا — طور پر جلوہ ہوا بیہوش موسی ہوگیا

چاہنے والا سر بازار رسوا ہوگیا — تم تماشائی ہوئی ہمکو تماشا ہوگیا

محرم راز نہانی سے بھی اب چھپنے لگے — سب سے پردا تھا اونھیں ہم سے بھی پردا ہوگیا

ابتدا سے غیب کا احوال پوشیدہ ہا ۔ راز کچہہ کہلنے نپایا تہا کہ پردا ہو گیا

رنج دوری کو وصال یار نے زائل کیا ۔ کچہہ دنون کی زندگی باقی تہی جینا ہو گیا

منہہ دکہا نیکو کہا مین نے تو فرمانے لگے ۔ وعدۂ فردا نہین گذرا تقاضا ہو گیا

کہینچ لیتا ہے اوسے خورشید جذب شوق سے ۔ شبنم گل اوس گل تر کا پسینا ہو گیا

مشتعل ہونے نہ پایا تہا جمال دلفروز ۔ مین اونہین روزون سے سرگرم تماشا ہو گیا

حسن کے بازار مین پہرتا ہون لیکر یا الٰہی ۔ جنس دل کے بیچنے کا مجکو سودا ہو گیا

گرمی فصل جوانی کی بہی باری ہو گئی ۔ اس بخار عارضی کا بہی چرارا ہو گیا

اوس صنم کے سامنے کہولی جو نالون نے زبان ۔ بولنے سے بند ناقوس کلیسا ہو گیا

ریم آنکہون سے نکلتی ہے میری ناسور ستم ۔ زخم دل کی چور کا بہی کہوج پیدا ہو گیا

عاشقون کے ملک دل کا کچہہ نپوچہو بند و بست ۔ بادشاہ حسن کے قبضہ مین سارا ہو گیا

بحر عصیان سی نہ تہی آعظم کسی صورت نجات
کشتی آل محمد کا سہارا ہو گیا +

سینہ مین ترا تیر جو پیوستہ رہیگا ۔ ممتاز شہیدون مین وہ دل خستہ رہیگا

ستر دہن یار کہلا ہی نہ کہلیگا ۔ اس راز کو سنتے ہین کہ سربستہ رہیگا

پیدا نہین دنیا مین جواب دہن تنگ ۔ غنچہ کی زبان پہ بہی یہہ برجستہ رہیگا

جانباز نہ سمجہے گا کوئی تجہکو چہری بند ۔ یا ہر کسی پہلو سے اگر دستہ رہیگا

وحشت کو میری دیکہہ کے کہتا ہی یہہ صیاد ۔ یہہ صید پس مرگ بہی پر بستہ رہیگا

دکھلائیگا میرا دل صد چاک تماشا
ہاتھون مین جسبنون کے یہہ گلدستہ رہیگا

دن رات یہہ کھٹکا ہی کہ وہ ترک جفاکار
اک تکبہ مجھے تو ہی کی طرح کستا رہیگا

آعظم کو تیرے ساتھ ہے دعواے غلامی
دل بستہ ہے خدمت مین کمر بستہ رہیگا

کیا غم جگر کے کار رہا یا نکل گیا
تیر اتو تیر غمزۂ سفاک چل گیا

حسرت سے بہول صانع نقش ازل گیا
دہوکے سی یار نور کے سانچے مین ڈہلگیا

سودائیون کے سر سے جنون کا خلل گیا
اچھا ہوا بہار کا موسم بدل گیا

نظارۂ جمال فقط غش پہ ٹل گیا
بیہوش ہو کے طور پہ موسیٰ سنبہل گیا

تاثیر سے یہہ رخصت فصل بہار کی
شیشون کے منہ سے بادۂ گلگون نکلگیا

ٹہری نظر نہ یار کے رخسار صاف پر
پائی نگاہ محو تماشا پہسل گیا

در پردہ ہتی یہہ لیلی پردہ نشین کو فکر
جامہ مین اپنے قیس رہا یا نکل گیا

آئیندہ سال پر ہمری دیوانگی رہے
اب کے تو ای جنون مین بہک کر سنبہل گیا

تاثیر ہے لہو مین ہمارے بہار کی
وہ گل ہوا جو پاون سے کانٹا نکل گیا

در پر تمہارے شوق کے مارے خوشی ہو سے
پاؤن سے تندرست تو پہلو سے شل گیا

جائی نجات جنبش ابروے یار سے
دل سے کہٹک کے تیر کا ٹانکلگیا

نالہ کو نارسا نہ سمجھو غریب کے
تڑپا جو یہہ تو بام فلک پر اوچہل گیا

کیا تفرقہ ہے برق جمال و جلال مین
نمرود یونکی آگ بجہی طور جل گیا

آیا ہمارے ساتھ جو وہ طفل حیلہ ساز
دو ہی چار گام راہ چلا اور مچل گیا

ہمسر کوئی نہ اور دکھائی دیا اوسے
خورشید میرے یار سے پگڑی بدل گیا

دل ہو گیا گداز بتان کنشت کا
اعظم ہماری آہ سے پتھر پگھل گیا

فرعون سے عصا بھی تو اژدر نہ بن سکا
وہ کیا خدا تھا جو پیمبر نہ بن سکا

کیونکر کہوں کہ تجھ سے پیمبر نہ بن سکا
پر آپ سی بھی انکا ہمسر نہ بن سکا

کوئی نہ کر سکا خط لوح جبین درست
بگڑا ہوا کسی کا مقدر نہ بن سکا

جہنجہلا کے ہنس سے داغ دیا اوسکو آگ نے
جو آبلہ کہ رشک گل تر نہ بن سکا

جب تک دکھائی آنکھ نہ برق جلال نے
سرمہ کسی سے طور کا پتھر نہ بن سکا

اسکے سوا کہ خاطر عاشق کو توڑیے
تجھ سے کچھ اور او میری دلبر نہ بن سکا

سیل حوادثات زمانہ کے ہاتھ سے
ایسا بگڑ گیا کہ میرا گھر نہ بن سکا

برپا کیا جو آپکے طرز خرام نے
کچھ بند و بست فتنۂ محشر نہ بن سکا

اکدن ادا ہوئی نہ کبھی وقت پر نماز
جو کام تھا ہمیں پہ مقرر نہ بن سکا

ان بلبلوں کے درد دل زار کا علاج
کچھ بھی سوائے ذکر مکرر نہ بن سکا

حیران رہ گئے اوسے صناع دیکھکر
ابرو سے اشتیاق میں خنجر نہ بن سکا

حیرت میں دیکھ دیکھ کے نقاش رہ گیا
خاکا بھی تیرا اے تن لاغر نہ بن سکا

دل ہوس کی بھی تمنون کا ہوا نہ حل
اکسیر ڈھونڈھیا مگر زر نہ بن سکا

حدا فصل گل میں ہوا آپ بہ بیہواس
دیوانگان عشق کا زیور نہ بن سکا

ہے وہ کام جیسے کہ عقبا بخیہ ہو
اس ہستی خراب کے اندر نہ بن سکا

جلوہ میں روشنی میں چمک میں جمال میں
خورشید تیری رخ کی برابر نہ بن سکا

آئے وہ لے کے جو دیتا ہے چلو میں ساقیا
کیا اسکے دم کے واسطے ساغر نہ بن سکا

وہ کیے جاتے ہیں الطاف نمایاں کیا کیا
ہم سمجھتے ہیں جو باہر تو خوشی کے مارے
سمجھا تھی ہے وہ گلشن میں نہیں جا سکتے
ہم تو انصاف کی کہتے ہیں کہ دیوانوں نے
جا کی عبرت ہی فریدوں کے محل کا نقشا
سن لیا ہی جو تیرے دیدۂ تر کا احوال
کبھی دریا سے علاقہ ہی کبھی صحرا سے
کبھی محفل میں تمہاری ہوا اسکو فروغ
کبھی کی صاف نکیرین نے ملت کے اصول
دیکھ پایا جو تیرے لعل سی زیب کا رنگ
نہ سکندر کی ہے حشمت ہی نہ دارا کی شکوہ
اوس پری رو کا جو دیکھا ہی مجھی دیوانہ

ہم فراموش کیے جاتے ہیں احسان کیا کیا
لوٹتا ہی در محبوب کا دربان کیا کیا
سر بسر آتی ہی ہوا گل و ریحان کیا کیا
خوب آباد کیے خانۂ زندان کیا کیا
قصر مسمار ہیں ویران میں ایوان کیا کیا
اک زمانہ کو ہے اندیشۂ طوفان کیا کیا
ہاتھ آتے ہیں جنوں میں مجھے داماں کیا کیا
آرزومند رہی شمع شبستان کیا کیا
ہاتھ سے مرقد میں گئے کار نمایاں کیا کیا
خوش ہوا والی اقلیم بدخشان کیا کیا
ہمکو قسمت نے کیا بے سر و ساماں کیا کیا
تنگ ہوتا ہی بغل میں مجھے زندان کیا کیا

آپکی نازک کمر کا صاف عقدا کھل گیا ہیچ ہی معدوم ہی ایسے کہ رشتا کھل گیا

عالم وحشت مین ہمنی پہاڑ کر دستار کو پاؤن کا چھالا جو باندہا داغ سودا کھل گیا

تب خوشی سی دیدیا اونکو عصا معجزے جب شعیب با خدا کو حال موسیٰ کھل گیا

پستی ہمت سے کی اسباب عزت مین کمی ٹوپیان پہنی لگین سر پر سے شملا کھل گیا

ہمسی استغنا یہہ کہتی ہی کہ باندہا جائیگا گر کسی کے سامنے دست تمنا کھل گیا

دیکہیے فیض بہار باغ کی زر ریزیان گانٹہہ مین غنچہ کی بہی جو کچھ بندہا تہا کھل گیا

کس قدر تاثیر تہی میری زبان عجز مین یہان دعا کی دہان در عرش معلا کھل گیا

کیون نہو دے یوسف صدیق کو اونکا لحاظ جسکے اوپر ہفت خلوتکا بہی پردا کھل گیا

بے تکلف دوسرا ہمسا زمانہ مین نہین جب کوئی محرم نظر آیا تو سینہ کھل گیا

جب ارادہ ہو چلے جاؤ تمہارے واسطے ہو سنو دروازہ فردوس کبکا کھل گیا

زلف کیسے سو دیکہین آکے ظاہر فرماتے میر آج
کیا بلا خوشبو ہی کس کافر کا جوڑا کھل گیا

لو ہوا سے محمل لیلیٰ کا پردا کھل گیا شکر کے سجدے کری مجنون نصیبا کھل گیا

اہل دنیا کی حقیقت کوئی ہمسے پوچہیے مین وہ آئینہ ہون جسمین حال [illegible]

بطن مادر سی نکلتی ہی بندہی رہتی ہی آتی ہی دنیا مین دنیا کا نتیجہ کھل گیا

دیکھ طرفے ناگنین دو ڈہین دل عشاق پر زلف کیا کہولی سپہر کا ستارا کھل گیا

ہوئی زلف یار سے کی ہمسری بیفائدہ عیب جو تہا عنبر سارا کا سارا کھل گیا

ئی بہی پورا نہ اوترا امتحان عشق مین
بزمہ سینچی تو کہرتے ہین تو استہان باغ
بند محرم کی گرہ پر تہا بہت اونکو غرور
ل کی بیتابی نے ضبطِ آہ کی فرصت نہ دی
سن یوسف کا نظر آیا جو مجکو خواب مین
نطقے تکرار اثبات و نفی مین رہ گیے
بات بہی پوچہی نہ میری عالمِ تکلیف مین
ٹکڑی ٹکڑی دیکہنے والونکی سیر این ہو گئے
منزلِ مقصد کو جا پہونچے تو آسائش ملے

جو کہ بہی ثابت قدم اونکا بہی عقدہ کہل گیا
بول سکنے کی نہین گر منہ ہمارا کہل گیا
جب ہوے گستاخ تیرے ہاتہہ عقدہ کہل گیا
عشق نے رسوا کیا رازِ نہفتہ کہل گیا
کیون زلیخا دیدۂ محو تماشا کہل گیا
اوس دہن سے اگئی آواز عقدہ کہل گیا
مجکو یارو ان کا بہروسا تہا بہروسا کہل گیا
لو تمہاری جامہ زیبی کا بہی پردا کہل گیا
جب کمر کہلنے کا وقت آیا تو ٹپکا کہل گیا

دلمین اے عظیم کیے جو تہا طولِ بیانِ اشتیاق
خط کے لکہنے کیلیے کاغذ کا دستہ کہل گیا

عشق گیسو مین دل طول ہوا — اس بلا کا کہان نزول ہوا
پاؤن تک گیسوے دراز آئے — میرے سودا کو اور طول ہوا
سیکڑون داغ آسمانی دیے — اس دنی سے بہی حصول ہوا
دل کا کوئی نہ مشتری ٹہرا — میرا سودا بہی نا قبول ہوا
ہوا رائگان غبار میرا — طوطیائی نگاہِ غول ہوا
رنگ لایا جو آبلہ ٹوٹا — یہہ شگوفہ کہلا تو پہول ہوا

دلکی قیمت مین گالیونکی ہوا — اور کیا آپسے حصول ہوا
دی کسینی کبہی نہ داد سخن — بولنا بہی میرا فضول ہوا
شبمین باد صبا نہین آتی — اوس جہنمین میرا نزول ہوا
جو چلا آپکے طریقہ پر — خضر کا مرتبہ حصول ہوا
جور دلبر سے ہوگیا بشاشر — رنج مین بہی مین ملول ہوا
عشقبازونمین ہوگئی گنتی — بیدلونمین میرا شمول ہوا

دل شگفتہ ہوا نہ اعظم کا
یہہ شگوفہ کبہی نہ پہول ہوا

اوسی طرح جیسے مسکرا کر کیے آنا — وہی گل کا جلوہ دکہا کر کیے آنا
ان آنکہونکو جادو بنا کر کیے آنا — جو آنا تو سرمہ لگا کر کیے آنا
نگاہ تصور مین آگیے ہمارے — کسی دن تو پردہ اوٹہا کر کیے آنا
چلے ہو نہانیکا کر کیے ارادہ — دولہن آپکو اب بنا کر کیے آنا
کہا اہل ہستی سے اہل عدم نے — جو دنیا سے بستر اوٹہا کر کیے آنا
متاع جہان چہوڑ آنا جہانمین — یہہ سودا ٹہکانی لگا کر کیے آنا
نہ رکہنا قدم غیر کے تکلفون پر — یہہ حرف غلط ہین مٹا کر کیے آنا
تمہین کوئی دیکہی اگر چشم بد سے — نگاہونسی اوسکو گرا کر کیے آنا
لگا لیچلے ہین یہہ باتونمین ہمکو — رقیبون کو بتا بتا کر کیے آنا

جگہہ داغ دیدے کی کرناذ تومِن
تم اپنی ہی سکہ بٹھاکر کیے آنا

جو تکلیف دینا ہی وحشت ہو سکو
تو مضبوط بندِ قبا کر کیے آنا

صبا تو جو آتی ہی کوٹھی پر اونکے
دریچون سے پردا اوٹھاکر کیے آنا

سکہایا ہے اونکو یہہ طرز جفا نے
کہ بیٹھو تو آفت اوٹھاکر کے آنا

بہر و سانہ عاشق کی الفت پہ کرنا
انہین حجب بسا آزماکر کیے آنا

یہہ کہتی جو چٹکی بجاکر چلی ہو
ذرا گھنگرو نکو بجاکر کیے آنا

جو پامال کرنا ہی منظور دل کو
تو آگیے قدم کو بڑہاکر کیے آنا

میری خاک مرقد نہ اوڑ کر کہین لپٹے
جو آنا تو دامن اوٹھاکر کیے آنا

جو منظور ہو امتحان عاشقونکا
کمر مین سروہی لگاکر کیے آنا

نہ سیدہے ہو زلفین تو اعظم کے دل کو
کمندِ بلا مین پہنساکر کیے آنا

گرفتار زلفِ رساکر کیے جانا
شکنجہ مین دلکو پہنساکر کیے جانا

مسیحا کی حکمت جتاکر کیے جانا
میرے درد دلکی دواکر کیے جانا

خطا جبکہ نکلی تو کافی نہوگی
کوئی اور تہمت لگاکر کیے جانا

دل آیا نہ تہا تم جو آئی نتہے
اب اچھا انہین مبتلا کر کیے جانا

نہ حیلہ کرو زلف کی گوندہنی کا
یہہ اور و نکو بٹی پڑہاکر کیے جانا

ارادہ ہے جانیکا گرسیر گہر سے
تو آنیکا مژدہ سناکر کیے جانا

تمہین دوسرے بات آتی نہین ہے
سبہہ آتا ہی باتین بنا کر کیے جانا

میرا غنچۂ دل بہی ہووے شگفتہ
جو جانا تو کار صبا کر کیے جانا

سحاب کرم سے زلال عطا سے
مرا مزرعہ دل ہرا کر کیے جانا

تمہین سیر چمنمین پہرنے سبکی اگر نہین
تماشے کی صورت بنا کر کیے جانا

جو منظور ہووے ابہی پہر کیے آنا
تو باہر کی کنڈی چڑہا کر کیے جانا

جو مسدود کرتے ہو آنیکی راہین
بلانیکا رستا بتا کر کیے جانا

گدا کی طرح اونکی کوچہ مین اعظم
دعا کرتے آنا دعا کر کیے جانا

دریچہ سے پردا اوٹہاتے نہ دیکہا
کبہی ہمکو صورت دکہاتی نہ دیکہا

ایدہر سے کسی روز جاتے نہ دیکہا
کبہی راہ پر ہمکو آتے نہ دیکہا

سنو سایہ سے دلکو بہلوین تمنے
بظاہر کسی نے ستاتی نہ دیکہا

سنا ہی کئی ذکر باب اجابت
وہان تک دعا کو بہی جاتے نہ دیکہا

رقیبون کے ڈر سے پکارا نہ مینے
اشارہ سے اونکی بلاتے نہ دیکہا

محبت نے اسطرح آتش لگائی
کسینے مرا دل جلاتے نہ دیکہا

کسینے مجہے وقت عرض تمنا
دہن سے زبانکو ہلاتے نہ دیکہا

کیا ضبط سا ضبط آنکہون نے میری
کبہی انکو آنسو بہاتے نہ دیکہا

رہی روز بیکار دست تمنا
کسیکو گلے سے لگاتے نہ دیکہا

گداگو سوا ہو رہے کیسے | لیساطِ تکلف بچہاتے نہ دیکہا

پڑے رہتے ہین آپ رہتی ہین اغوظم
کبہی آنکہو سکراتے نہ دیکہا

چرچا ہوا نہ مین ہے آہِ بلند کا | تا چرخ فلک رسا ہے دل دردمند کا
اللہ رے مزاج بتِ خود پسند کا | پوچہا کبہی نہ حال کسی دردمند کا
معشوق تو ملا ہے ہمہین ارجمند کا | پر دل عطا ہوا ہے کسی خود پسند کا
زیادہ آنکہ جیسے تمہاری نظر پڑے | زیادہ دل جو ہووے تمہاری پسند کا
بازار حسن مین کوئی لیتا نہین اسے | سودا اگر ہوا ہی دل ناپسند کا
بوسہ مین اپنے ہاتہ سے لونگا تو شتابا | عقدہ یہ کہول دینگی جو محرم کے بند کا
جب سامنا ہوا ہی تو بادبہار سے | آگے قدم پڑا ہی تمہارے سمند کا
پابند مجکو عشق سے بہندی مین کر دیا | دیکہو سلوک خاطرِ مشکل پسند کا
ادن گیسو نکے بیچ مین ادلجہا ہے میرا | تقدیر نے شکار کیا کس کمند کا
رکہتی ہین آدمی کی رگ پی سی کی بہی | عقدہ کہلا ہوا ہی اونہین بند بند کا
سر سے اوتار کے وہ جلاتی ہین انگلین | چمکا ہوا ہے خوب نصیبا سپند کا
سوزنی سی ای ورندہ اژدر بچائیو | رہتا ہی رات دن مجہی کہٹکا گزند کا

آغوظم کی آرزو پہ ذرا کیجیے نگاہ
نیلا نبا ہوا ہے دل مستمند کا

غم نہووے اگر جدائی کا | لطف حاصل ہو آشنائی کا

دی خبر گل کی ہمصفیروں نے | پھر نہ فریاد نارسائی کا

جام جمشید جسکو کہتے ہین | میرا کاسہ ہی وہ گدائی کا

عیب میرے جو پارسا دیکھی | نام میرے ہے نہ پارسائی کا

عزم ہی میرے نالۂ دل کا | عرش اعلیٰ تلک رسائی کا

کیون نہ ہو پھر ترا اشنا ناشاد | تہا محل زور آزمائی کا

وصل کا دن بھی آنیوالا ہے | غم نہین ہے شب جدائی کا

میری قسمت کہلی کہ قاتل کو | شوق ہی تیغ آزمائی کا

میری تربت پہ نخل مرجان ہے | کشتہ ہون پنجہ حنائی کا

ہی سراپا تو ہنر تم مین | عیب گر ہی تو بیوفائی کا

آگے آگے مرے چلے نالا | اسکو رتبہ ہی پیشوائی کا

باغ دنیا مین کچھ بھلا کیجے | ثمرہ اچھا نہین برائی کا

آئینہ کو بھی حیرتی دیکھا | رخ دلبر تری صفائی کا

بادہ کش بت پرست بندۂ عشق | رند مشرب ہون نہین خدائی کا

پر در لیو تراب پر اعظم
مجکو دعوی ہے جبہ سائی کا

کیا وصف نگاہ یار کو و زبان کیسا | ہوا مین دیکھتی ہی دیکھیے جادو بیان کیسا

ٹھکانا پوچھنا بیجا ہی ہم خانہ بدوشونکا
مکان کیسا جگہ کیسی پتہ کیسا نشان کیسا

بگولہ کی طرح جبتک قافلہ مین ہم پریشان تھا
رہا سرگشتہ صحرا غبار کاروان کیسا

گلہ ہی آتش افروزی گردونے تو اتنا ہے
اڑایا سوختہ کرکے میری گھر کا دہوان کیسا

شب غم بیقراری سی ہمارے دل نے فرمایا
کہ ای نادان مصیبت مین بھلا ضبط فغان کیسا

ادہر وہ بیٹھتی ہین عاشقونکی دلکو گہر کر
ادہر ماتھا رگڑواتا ہے سنگ آستان کیسا

دم عرض تمنائی دلی بولا نہین جاتا
میری غیرت نے مجھکو کردیا ہے بیزبان کیسا

قطعہ

ہوائی ناموافق ہی طلاطم ہی قیامتکا
میرا لشکر تباہی مین پڑا ہی الامان کیسا

نہ وہ طاق فریدون ہے نہ کیخسرو کا ایوان ہے
پڑا ہی ٹہوکرونمین آج کسرا کا مکان کیسا

سنو فغفور چین کا ماجرا لوگونکو ظاہر ہے
کہ مدت تک رہا ہی پائمال سروان کیسا

زمین پر ایکدن گرتے ہی تھی جن لوگونکی نخوت سے
نگاہونسی گرایا آسمان نے ناگہان کیسا

قیامت ہے زمانہ مین ہماری دل لگی نالونسے
یہ دیوانہ رہا کرتا ہی سرگرم فغان کیسا

نشان قافلہ کیا پوچھتے ہو اہل فنا کا
جرس سی راہ مین کیسا غبار کاروان کیسا

سراپائی صنم کی ظاہر و باطن سے واقف ہون
کھلا ہے حال سب مجھپر عیان کیسا نہان کیسا

کیا اللہ نے ثابت قدم جنکو مصیبت مین
وہی طی کر گئے آخر طریق امتحان کیسا

خدا نے کسقدر نازک بنایا ہی حسینونکو
کمر ہوتی نہین پیدا یقین جانو دہان کیسا

زمین کو بھی جانان مجھسی چھڑوائی قیامت کے
الہی تفرقہ پرداز ہی یہ آسمان کیسا

کیا بے آبرو مجھکو میری آنکھونسے رو رو کے
ہوا اشک فتادہ کی طرح مین رایگان کیسا

مری صحبت جو خوش آئی تو وہ کہنے لگے ہنسکر
ارے اعظم بڑہاپی مین تجہی پایا جوان کیسا

وہ ستمگر ہے مری جان کا خواہان کیسا
ہو رہا ہون ہدف ناوک مژگان کیسا

مین وہ عریان ازل ہون کہ سمجہتا ہی نہین
جیب و داماں کسے کہتے ہین گریبان کیسا

نہ تو داغ سر سودا ہے نہ پنبہ و مرہم
ہوش نے مجکو کیا بے سر و سامان کیسا

صبح تک رنج کشونکو نہین جینے دیتی
ہور کر دیتی ہی تمام شب ہجران کیسا

رات بہر چہرۂ روشن کا دیکہا کر جلوہ
داغ دیتی ہی مجہی شمع شبستان کیسا

موسم گل مین کیا چاک نہ جسنے دامن
ای جنون آج ہی وہ بے سر و سامان کیسا

قید خانہ مین سہ مصر کی کہتی تہی بہار
رشک گلزار ہی یوسف ترا زندان کیسا

کوئی جینے کا روادار نہین دنیا مین
ہو گیا دشمن جان عالم امکان کیسا

سایۂ بید بیابان مین بٹہایا مجکو
ہو گیا دشت جنون خیز کا احسان کیسا

حشر کا خوف غلامونکو محمد کے نہین
نوح کے ساتہہ ہی اندیشۂ طوفان کیسا

میری گردش مجہی لے آئی ہی اوس صحن مین
کاروان پہرتا ہی اوس دشت مین حیران کیسا

ہاتہ آجا اگر قلزم رحمت کا زلال
حضرت خضر کہین چشمۂ حیوان کیسا

آج ای بخیر و جام کو کیا روتے ہو
ہو گیا خانۂ جمشید ہی ویران کیسا

چاک کر سینہ ابہی دست جنون میرا جگر
تنگ دیوانونکو کرتا ہی گریبان کیسا

جو تشنی بہرتی ہوئی دم میرا
مجہسے راضی گیا باری مرا مہمان کیسا

بے ثباتی جو نظر آئی تو نرگس کیطرح | مین ہوا گلشنِ ایجاد مین حیران کیا

رزق مقسوم عدم سے مجھے لایا اعظم
گرد یا دانۂ قسمت نے پریشان کیا

گرہ زلفون مین جو پکڑ رکھی اوسے دلربا لایا | حلب مین خود فروشندہ مرا مشکِ خطا لایا
پھر اگر دشت وحشت سی مین دیوانہ توسن لینا | نہ ثابت پیرہن لایا نہ دامانِ قبا لایا
قیامت تک کسی صید تھی اوس سے آنکھی | اوسی لایا ہمارا جذبۂ دل یا خدا لایا
صدائے صور اسرافیل کی دلکو تمنا تھی | کسی پازیب کے جھنکار مین جا کر سنا لایا
طریق آمد مکتوب کوئی بند ہوتی ہے | نہ لایا نامہ بر نامہ تو خط پیک صبا لایا
اسیر حلقۂ گیسو ہوا قد کا بھی دیوانہ | قیامت اور اپنے سر پہ پابند بلا لایا
مئے وحدت کا دم مینخانہ ہستی مین بہرتا ہے | بجائے دل عجب شیشہ بغل مین پارسا لایا
دل حاسد لہو کیونکر نہو مجھے میری شوخی سے | اوٹھین مہندی لگانیکے بہانے مین لگا لایا
زبان عرض تمنا مین خجالت سے کہلتی تھی | لب اظہار تک مین کس تامل سے دعا لایا
دم تزئین جو دیکھا مائل سیر ادا ان آنکھونکو | کلیم طور جا کر طور پر سے طوطیا لایا
جو دیکھی منزلت اوس نے تیری بیمار آنکھونکی | شفاخانہ سے اپنے عیسی مریم دوا لایا
ارادہ گر شہور نے کیا میری توسن لینا | پکڑ کر کان شیر نیستان سے اوٹھا لایا
عجب تاثیر اسے رنگین ادا ہی تیرا ہاتھون مین | چھوا جس پھول کا پتا وہی رنگ حنا لایا
اوسی کو اہل محشر صادق الاقرار کہتے ہین | جو کوئی وعدۂ میثاق دنیا مین بجا لایا

خدا نوسی کا تیری زندگی بہر دم بہر آئینے | جو حق بندگی تہا بندہ بے زر بجا لایا

اثر پایا جو اوس مٹی مین نشانِ بوترابی کا
زیارت سی بہرا اعظم تو خاک کربلا لایا

ہمنے جو تمسے کہا تہا وہ تقاضا تو نہ تہا | عرضِ حالِ دلِ شیدا ابہی اجارا تو نہ تہا
دیکہنا اونکی طرف کام ہمارا تو نہ تہا | چشم موسیٰ تو نہ تہی دیدۂ بینا تو نہ تہا
خار صحرا سے جنونسے مجہی کہٹکا تو نہ تہا | کوئی برچہی تو نہین تہی کوئی بہالا تو نہ تہا
ہان اشارے کی تو کر نیکی گنہگار ہین ہم | پہر کبہی آپکو رستہ مین پکارا تو نہ تہا
کیون نہ ہم گلشنِ ہستی مین عدم سے آتے | اوس چمن مین گلِ بلبلکا نظارا تو نہ تہا
دی نہ دیتا جو اوہنین مین تو بہلا کیا کرتا | خانۂ دل کا میرے پاس قبالا تو نہ تہا
عرض تمسے جو نکرتا تو مین کیسے کرتا | یا علی مجکو کوئی اور سہارا تو نہ تہا
ساحلِ بحرِ محبت کو جو پوچہی کوسے | دیکہو طوفان بہی گواہی کہ کنارا تو نہ تہا
بے وہ شرک کیون نسنتا اوہنین کچہی تکی | کوئی کہا جاے مجہے مین وہ نوالا تو نہ تہا
ہو گیا ہے تسے موہوم مین ناحق کا حجاب | ورنہ آگے میری تیری کبہی پردا تو نہ تہا
مین وہ نالا ہون کہ جبتک ہوا تہا پیدا | اس قدر عالمِ امکان تہ و بالا تو نہ تہا
جو کوئی دیکہتا ہے عارضِ رنگین اونکا | کہتا ہی سیرِ چمن مین یہ تماشا تو نہ تہا
مجہپہ خلوت مین چلی آنیکی تہمت نہ کرو | دو فرشتی تہی میری ساتہہ مین تنہا تو نہ تہا
اے زمین لحد فنا جیسے کیا تو نے فشار | اسطرح مجسے کبہی آغوش مین پالا تو نہ تہا

ملک مین یار تیری نقد سخن آجاتا
سول پے سینے مین آ غلط کے غبار تو نہ تہا

خیال جانان مین جان دینا خیال حسن حسین مین جینا
انہین سے رغبت انہین سے الفت انہین مین مرنا انہین مین جینا

ہماری پوچہو تو با خدا ہین یقین مین مرنا یقین مین جینا
بتون کی کیا ہی کہ ان بتون کو نہ دین مین مرنا نہ دین مین جینا

تمہاری صورت کے دیکہنے سے ہماری ہوتے ہی زندگانی
ہمارا لکہا ہوا ہے گویا تمہاری لوح جبین مین جینا

رقیب میرے ہلاک کرنیکو کہہ رہے ہین مدام تم سے
ہماری پوچہو تو ہے تمہاری ہی ہان مین مرنا نہین مین جینا

بغیر اوسیکے جو خضر لاکر اوسے زلال حیات دیتے
کبہی گوارا نہ قیس کرتا فراق محمل نشین مین جینا

نگہہ کے مارے ہوؤن کو اوسکے لبون نے بخشے حیات تازہ
اثر ہے دونو طرح کا رخ مین کہین مین مرنا کہین مین جینا

بسر کرونگا مین کوئی جنت نشان جانان مین زندگانی
میرے مقدر مین لکہدیا ہے ریاض خلد برین مین جینا

کبہی جو سدرہ تلک بہی جاوین تمہارے کوچہ کی مرنیوالے

کبھی گوارا نہ اونکو ہوئے مقام روح الامین مین جینا
گدا کی مرگ و حیات دونون بری ہین دنیا کی دغدغہ سے
نہ فکر طبل و علم مین مرنا نہ شوق تاج و نگین مین جینا
حیات بعد فنا ہی مرقد مین چین لیتے بندی گی

اعظم

اصول دین کے بیان کر نیکو ہو گا بیشک زمین مین جینا

جینے تصویر سے دیکھا رخ زیبا تیرا
زندگی بہر وہ رہا محو تماشا تیرا

ہمکو معلوم یہہ ہوتا ہی کہ ای گیسوی یار
ایکدن پہر یہہ بلا لائیگا سودا تیرا

کچھہ کہا جاسے دم عرض تمنا تجھسے
ہم بہروسا نہین رکھتے لب گویا تیرا

پہرے جنگل کو جو دیکھا تو یہہ مجنون سے کہا
جی دہلتا ہی بلا خیز ہے صحرا تیرا

آگیا دیکھتے ہی دیکھتے محشر نزدیک
کس قدر طول ہوا وعدہ فردا تیرا

آپ بہی دوڑتا ہی ہمکو بہی دوڑاتا ہے
پڑ گیا ہے دل بیتاب کو لپکا تیرا

اونکی تصویر ہے یہہ شیشہ مژگان سے
چہیدئے تیر کے پیکان سے کلیجہ تیرا

آدم اسواسطے گلزار جنان سے آئے
قابل دید تہا دنیا مین تماشا تیرا

راز تیرا کبہی کہلنے کا نہین دیوانے
دامن دشت مین رہجائیگا پردا تیرا

کاروان مصر مین لاتا ہے کنعان سے
خواب سچا نظر آتا ہے زلیخا تیرا

روح کو جسم سے آزاد کیا چاہتا ہے
زندگانی ہے بہت تنگ ہے شیدا تیرا

تو نے اے جلوہ دیدار بہت دوڑایا
مرگیا دہوپ مین سرگرم تمنا تیرا

یہہ نہ کہنا کہ مین پردہ مین ہان کرتا ہون | دیکھہ لیتا ہی تجہی دیکھنے والا تیرا

اسلیئے دلمین جگہہ دی ہی تیرے رہنیکو | بوالہوس دیکہنے پاتین نہ تماشا تیرا

اپنے جانا نہ سے ہم اسواسطے باہر ہوتے | تہا یہہ منظور کہ کہل جاے نہ پردا تیرا

تجہسے اکبات بہی ای دل نہ کہی جاویگو | سنہ کہلیگا نہ دم عرض تمنا تیرا

آرزو مندکو دیدار سے محروم نہ رکہہ | سہہ تن دیدہ مشتاق ہی بینا تیرا

دل دہڑکتا ہی میرا جنبش مژگان سے تجھے | نیش عقرب کیطرح رہتا ہی کہٹکا تیرا

ساتہہ جاتا نہین اسباب جہان کا غافل | لوگ ناحق کو کہا کرتے ہین میرا تیرا

اسمین گر ہو اثر جذبہ کامل اعظم
کام نکلے دل بیتاب سے کیسا تیرا

پڑگیا گر عکس اونکی آتشین رخسار کا | برق کوہ طور سایہ بنگیا دیوار کا

نام آتا ہی جو بوی نافہ تاتار کا | صاف محمول خطا کرتا ہی جوڑا یار کا

گلرخون کے واسطے غازہ ہی رخسار کا | پہول بنجائے اگر اونکے گلے کے ہار کا

ڈوبکے جاتے تہے اودہر یوسف کے سودے لیکر | تہا خریدارونکو سودا مصر کے بازار کا

ساکنان خلد کو بہی دیکہنے کی آرزو | نام جنت مین جو سن پایا ہی کوئی یار کا

اوٹہہ کے مین جاؤن در دولت سے ترے کسطرف | یا علی مجکو وسیلہ ہی ترے دربار کا

مرد میدان دلدل چالاک و تیغ آبدار | نام تیرا تیرے گہوڑے کا تیری تلوار کا

جبنے تیرے کوچہ جنت فزا کی سیر کی | لطف نظارہ ملا فردوس کے گلزار کا

روشنی دیکھی جو تیری عارض پر نور کی
دیدۂ خورشید روزن بنگیا دیوار کا

سیر کرنیکے لیے تم صحن مین جاؤ اگر
گلشن فردوس ہووے راستہ بازار کا

صاحب معراج نے رکھا جو کاندہے پہ قدم
آسمان تک ہاتھہ پہنچا حیدر کرار کا

نور چشم پیر کنعان آئی آنکھون کی حضور
حضرت یعقوب کو ہی حوصلہ دیدار کا

شکر کرتے ہین وہان بسمل اتیاقل تیرا
زخم جو بہرتے ہین تو بہرتے ہین دم تلوار کا

آئینہ کی پشت سے سیماب وہ ڈرجائے ہی
عکس پڑجاوی جو تیری آتشین رخسار کا

ان بتونکا دل ہی آہن سے بہی سختی بتر فغان
لائی ہین بت ساز پتھر کوٹنے کوہسار کا

حکم کیون ناخن تراشنے کا ای اعظم ہوا
بند کسدن ہمنے کہولا تہا قبائی یار کا

حال از خود رفتگان کا کیا سی کیا ہوجائیگا
پاؤن کا چھالا بڑہی گا آبلہ ہوجائیگا

اوسکے آگے آپ کہو بیٹھے گیسوے دراز
طول سودا سے گرفتار بلا ہوجائیگا

باغ مین ہمراہ چلنے کو کہا ہی یار نے
اب نہال آرزوے دل ہرا ہوجائیگا

اسقدر کنج قناعت مین جو مجکو نا رہے
کیا سر پر شیدہ میرا بوریہ ہوجائیگا

ستمند نکی دعا کو گر ملا حسن قبول
لب تلک آتی ہی آتی مدعا ہوجائیگا

ایسا شیدا ہمین پہلے ہی معلوم تہا
ایک نہ ایکدن تو کسی پر مبتلا ہوجائیگا

نالۂ دل اونکی کانون تک پہنچیگا کبہی
گردش قسمت سی وہ بہی نارسا ہوجائیگا

جو شکر تہون کو اونکی سامنے ہم جائینگے
آرزوے وصل کا مطلب ادا ہوجائیگا

غش مجھے آتا ہے سوسی کیطرح یا نہیں
تم نقاب اولٹو تو یہہ عقدہ بھی وا ہو جائیگا

ناز کی رفتار گر یونہیں چلیں گے خوش خرام
زفتہ رفتہ دل کسیکا مبتلا ہو جائیگا

عشق گیسو کا ہماری دل سے جانیکا نہیں
یہہ اسی سودے مین پابند بلا ہو جائیگا

دیکھہ لینگے دیکھنا جسکا ہی منظور نگاہ
سامنے سے پردہ دور کیا جو وا ہو جائیگا

ہنس پڑیگا سنکے اوسکو گر سر غنچہ دہن
آہ آتش بار سے کار صبا ہو جائیگا

رخت ہستے بھی نہ منہ سے پہر بدن پر دیکھنا
گر کہیں بخیہ چاک قبا ہو جائیگا

تیری بے پروائیون سے جان پر بن جائیگی
دو شمشیر تغافل سے گلا ہو جائیگا

آپ جاوینگے تو اوسمین مین بھی آگے کا نہیں
گہر میرا بے آپکے وحشت سرا ہو جائیگا

بادشاہ بحر و بر بھی جائیگا زیر زمین
لیت ایسا ایکدن بخت رسا ہو جائیگا

یا علی اعظم پہ ہووے مہربانی کی نگاہ
آپکے لطف و کرم کا آسرا ہو جائیگا

اسیر حلقۂ گیسو بنا سکے گا پہر کیا
بلا کے پیچ میں اے دل پہنسائیگا پہر کیا

عدم سے ہستی موہوم مین جو بنے آیا
سیہ نصیب تجھے اب دکھائیگا پہر کیا

جو تیغ ناز سے تم کاٹ دوگے سر میرا
نیاز مند قدم پر جھکائیگا پہر کیا

جسے کہ حیرت الفت نے کردیا خاموش
زبان پہ حرف تمنا و لائیگا پہر کیا

جو پاؤں توڑ کے بیٹھے تمہاری کوچہ میں
تو اوسکو در بدر گردون پھرائیگا پہر کیا

ابھی تو بیٹھ گئے ہیں خدا خدا کرکے
بتوں کے شوق میں اے دل اوٹھائیگا پہر کیا

یہہ سوچ کر میرا اسباب لیگیے دشمن
کہ اپنے ہوش مین دیوانہ آئیگا پھر کیا

جو زندگی مین نکالی نہ آرزو دل کی
وہ بعد مرگ بھلا کام آئیگا پھر کیا

عذاب نار سے بیغم ہین سوختہ تیرے
جلو نکو شعلۂ آتش جلائیگا پھر کیا

اسیطرح جو رہین بیوفائیان تیری
کوئی کسی سے بھلا دل لگائیگا پھر کیا

مین کل کہون گا اگر آج تمنے ٹال دیا
زبان پہ حرف تمنا نہ آئیگا پھر کیا

خیال یہہ بھی نہ یوسف سے بھائیون نے کیا
کہ یہہ عزیز نہ کنعان مین آئیگا پھر کیا

ابھی تو پاک اسی کر چکا ہون ای ساقی
میری لباس کو دہبا لگائیگا پھر کیا

کہا یہہ گیسون والون نے ابتو جانیے دو
ہماری دام مین اعظم نہ آئیگا پھر کیا

وہان یار کا مطلب عیان مطلق نہین ہوتا
زبان گویا نہین ہوتی بیان مطلق نہین ہوتا

تپ دوری نے ایسی آتش فرقت لگائی ہی
جلا جاتا ہے دل لیکن دھوان مطلق نہین ہوتا

وہ فرقت آشنا ہین ہم کہ صحرا مین غبار اپنا
شریک گرد راہ کاروان مطلق نہین ہوتا

ریاضی دان کو مطلب شاعری کا کیونکر حاصل ہو
زمین ہوتی ہی ہے لیکن آسمان مطلق نہین ہوتا

پڑا ہون اسطرح مین گوشۂ صحن قناعت مین
تصور بھی کسی جانب روان مطلق نہین ہوتا

وہان تم بادہ نوشی غیر کی صحبت مین کرتے ہو
یہان دور شراب ارغوان مطلق نہین ہوتا

کہان تک ہو سکے آشنا ہو کس کے دشمن ہو
تمہارا حال کچھ ہم پر عیان مطلق نہین ہوتا

ہمین بیتاب کرتی ہی دل نالان کی خاموشی
کسی کے رو برو سرگرم فغان مطلق نہین ہوتا

جو کوئی خرچ کر دیتا ہے کچھ عقبیٰ کی سودے مین
سوا سود کے اوسکو زیان مطلق نہین ہوتا

سفر درپیش ہے اوس راستہ کا اہل دنیا کو
جہان ہیہ اعتبار کاروان مطلق نہین ہوتا

ضعیف ایسا کیا ہی گردش چشم فسونگر نے
سر تسکین دل بھی آنکھو لیسی وان مطلق نہین ہوتا

سہے ہیہوت بیجابی کی تو قسمت نے دکھا دی
کہ پھیر اوسکے پر داد میان مطلق نہین ہوتا

جو کرتے ہین جلدی منزل ہستی سے چلنے مین
اونہین لوگو نسی پاس ہمرہان مطلق نہین ہوتا

ٹھکانا پوچھتے ہے کیا ہو عدم جا نیوالونکا
پتا ملتا نہین بیدا نشان مطلق نہین ہوتا

اوسی سے ہم نگاہ لطف کی امید رکھتے ہین
ہمارے حال پر جو مہربان مطلق نہین ہوتا

لکھا ہی سرد مہری کا زمانہ کے جو افسانا
تو وہ قصہ بھی گرم داستان مطلق نہین ہوتا

کسی محبوب کو کامل نپایا ہمنے الفت مین
تمہین پر بیوفائیکا گمان مطلق نہین ہوتا

جو رو دیتا ہون غم سبط رسول اللہ مین اعظم
ہیرا اشک فتادہ رائگان مطلق نہین ہوتا

بتلا نشان وادیٔ وحشت کی ڈانڈ پکا
ای قیس مین امین ہون جنگل کی ناپکا

کامل ہمارے شوق کو ہونے تو دیجیے
پیغام آپسے وہ کرینگی ملاپ کا

فرزند ہما ناشدنی گر ہوا تو کیا
بیٹا وہی جو نام کرے اپنے باپ کا

مجھپر بھی التفات کی فرمایئے نگاہ
مین بھی نیازمند ہون مدت سے آپ کا

محشر مین ای کریم پڑیگا تجھی سے کام
بیٹے کا باپ ہوگا نہ فرزند باپ کا

ہو وے نہ اعتبار تو اعظم سے پوچھ لو

سب لے رہے ہیں نام وظیفہ میں آپکا

کیا آپ نے انداز نکالا ہی ادا کا　　خلوت میں تو پروانہ ہی شرم و حیا کا

فریاد ہے ای دست جنون جلد خبر لے　　احباب مجھے کرتے ہیں پابند قبا کا

گلشن میں ہنسی آتی جو ہوا آگئے گل و بلبل　　ہستی کا تماشا ہے شگوفہ ہی صبا کا

وہ کرتے ہیں وہان زینت دامن کا انجام　　ہم کرتے ہیں یہان چاک گریبان قبا کا

اوس برق تجلی نے لگایا جو چمن پر　　رشک شجر طور ہوا نخل حنا کا

اپنے ہیں جامہ کی حقیقت نہیں معلوم　　پر غور سے وہ تہا نظر آتا ہی ریا کا

اے عشوہ گر و جان نے فدا ہو گیا عاشق　　ماتم تو کرو کشتۂ انداز و ادا کا

طاؤس چمن بولتے ہیں ابر میں سنتے　　مجکو بھی تمنا ہی لبطامی کی صدا کا

نفرت ہی رہی صورت دیدار طلب سے　　بھولے سے بھی ہنسنے کبھی غرفہ سی تنا کا

اب جلد ہوا جاتے ہیں کام ہمارے　　ہوتا ہی گذر باب اجابت پہ دعا کا

و البتہ تو عشوہ گری ختم ہے تمہیں　　تم طرز اڑا لاے ہو پریونکی ادا کا

آنکھون میں سمایا ہے جمال رخ تابان　　چمکا ہی ستارا میری تقدیر رسا کا

شفاف نظر آتا ہی سیماب کی مانند　　جوہر دل بیتاب میں ہی صدق و صفا کا

آعظم کی حقیقت کو نہ پوچھو کہ تمہین بھی
احوال تو معلوم ہے اوس بے سر و پا کا

طفلان نے پا یار نے محشر مچا دیا　　خوابندگان کنج لحد کو جگا دیا

یوسف کو مول لیکے زلیخا نے یہہ کہا
اچھا ہے مجھے نصیب نے سودا دلا دیا

تھا بھی نا دہند کوئی دوسرا نہین
لیکن کبھی نہ تمنے دل مبتلا دیا

سودائے زلف یار کی دلمین جگہہ ہوے
قسمت نے کس بلا کو میرا گھر بتا دیا

تونے ہمین بہار مین عریان کیا جنون
دامان آرزو مین گل مدعا دیا

آیا نہ کوئی اوسکے اوٹھانیکے وا سیطے
تمنے جسے نگاہ سے اپنے گرا دیا

پانی پہاڑ کو مرے نالون نے کر دیا
آنکھون نے ہجر یار مین دریا بہا دیا

دامن مین میرے یار نے پی جہاڑ کر شراب
کس پارسا کے رخت مین دہبا لگا دیا

گر چلی گئی میرے دل سے اختیار کی
تمکو اوٹھا کے پاس ہمارے بٹھا دیا

کس درد کی دوا ہی تو اے موسم بہار
تو نے تو اور روگ جنون کا لگا دیا

لیلی جو دشت نجد مین آئی تو دوڑ کے
محمل کا جذب قیس نے پردا اوٹھا دیا

دلسے ہمارے یہہ بھی تمنا نکل گئی
آنکھون نے اس جہان کا تماشا دکہا دیا

کچھ اور تو نہ پستی ہمت سے ہو سکا
یوسف کو بھائیون نے کنوئین مین گرا دیا

قسمت نے اسمین شوق بہرا تیری عشق کا
چھوٹے سے میرے دلمین بڑا مدعا دیا

اب تک جیا ہی یار کو مشتاق دید سے
دیکھا ہمین تو دوڑ کے پردا گرا دیا

جو لوگ تیرے بام سے اوترے تو یہہ کہا
قسمت نے آسمان سے زمین پر گرا دیا

ساقی ہمین بھی ساغر مے کے طلسم نے
جام جہان نما کا تماشا دکہا دیا

کیا جانیے کہ دلمین اوٹھا کس بلا کا درد

اعظم کی آہ نے تو کلیجا ہلا دیا

موجود نازکون کی کمر کا نشان ہوا   پردے مین تھا جو راز نہانی عیان ہوا

واماندگان کو بانگ جرس کا گمان ہوا   مین نالہ کش جو ہمسفر کاروان ہوا

شیرین کے اشتیاق مین جسکا زیان ہوا   فرہاد کا ریاض عبث رائگان ہوا

محرم کے بند ٹوٹ گئے میرے ہاتھ سے   کیا جرم اتفاق سے یہہ ناگہان ہوا

تہمت لگائی بوسہ عارض کی یار نے   نخل مراد مین بھی شگوفہ عیان ہوا

اونگلی دبا کی ہونٹھ مین خاموش رہگیا   جس سے ہماری کم سخنی کا بیان ہوا

چاہا تو دور کر دیا چاہا بلا لیا   مین آدمی ہوا کہ سگ آستان ہوا

بہونچال میری قبر کو چکر دیا کیے   میرے لیے زمین کے تلے آسمان ہوا

جب جی کی سمت ناقہ محمل نشین چلا   لیلی کے اشتیاق مین مجنون روان ہوا

ہمسا کوئی نہوگا وفادار دوسرا   الفت کی سعی کر مین اگر امتحان ہوا

وہ بھی رہے نہ قافلے سے جو بچھڑ گئے   واماندگان کا کوچ پس کاروان ہوا

دل کی طرح سے شیشہ ہی ہم لیتے توڑتے   یہہ راز محتسب کے نہ اوپر عیان ہوا

اوس نے گلون کا ذکر کیا مین نے اوکا   مین اور عندلیب چمن ہمزبان ہوا

تھک تھک کے بیٹھ بیٹھ گئے لوگ راہ مین   پیدا نشان منزل مقصد کہان ہوا

آئی بہار پھر چمن روزگار مین   آباد عندلیب کا پھر آشیان ہوا

پھولون کی سیج پر جو وہ سویا شب وصال   جسم لطیف مین رگ گل کا نشان ہوا

جب بڑہگیا شمار شہیدان عشق کا
تب اونکی تیغ ناز کا جوہر عیان ہوا
تہا جسکو عشق گیسوے زنار بند کا
تا تار سے وہ وارد ہندوستان ہوا

ہوتا نہ منطقی سے میری بات کا جواب
آعظم بجا ہوا کہ جو تو بے زبان ہوا

پیش نظر ہے عارض گلرنگ یار کا
آنکہونکو سامنا ہے ہمیشہ بہار کا
صحرا مین ڈہیر چبہنے لگا پاے خار کا
سودا ہوا ہے نشتر مژگان یار کا
وعدہ پہ وہ مسیح نہ آیا تو دیکہنا
آنکہون کو اور روگ لگا انتظار کا
اوڑکر مرا غبار شریک صبا ہوا
تہا خاکسار ساتہہ دیا خاکسار کا
گیسو کے اشتیاق مین چہوڑا سواد ملک
سودا ہوا ہے سنبل مشک تتار کا
سیر بہار باغ جہانکی ہوس رہی
ہم داغ لیگئے چمن روزگار کا
سودا ہے جو داغ جنون کی نمود ہو
تو جا نیوالے ہی شگوفہ بہار کا
پہونچے تمہارے کوچہ جنت نظیر مین
انجام ہو بخیر ہمارے غبار کا

آعظم کو آپ اپنے غلامون مین لیجیے
اتنا سوال ہے دل امیدوار کا

فرط غم سے حیرتی تصویر ہنکر رہگیا
رنج کا پتلا دل دلگیر ہنکر رہگیا
نالۂ آتش نشان نے کسقدر پایا فروغ
آسمان پر جاتی ہی تنویر ہنکر رہگیا
ہو سکا سر انہ اسباب اسیری بہی درست
کچہ ادہورا حلقۂ زنجیر ہنکر رہگیا

گر اسی صورت رہی صید افگنوں کی آرزو
مین کسی فتراک مین نخچیر بنکر رہگیا

آتے آتے پھر گیا رستہ سے وہ خورشید رو
ماہ کامل نیر تقدیر بنکر رہ گیا

ہوسکا ہم سے نہ وصف زلف پیچان لبسبب
ہر سخن اولجھی ہوئی تقریر بنکر رہگیا

لاکھہ دہویا پر نچھوٹا خنجر سفاک سے
خون ہمارا جوہر شمشیر بنکر رہگیا

مجھہ گرفتار محبت نے جو بویا باغ مین
عشق پیچا صورت تصویر بنکر رہگیا

وہ کرسی جھیلے ہوئے ہوشین کہ تیر وحشت کا
ہر بگولا آہنی زنجیر بن کر رہ گیا

خواہش دل کے لیئے چارون طرف کا دوڑنا
ساتھہ میرے گردش تقدیر بنکر رہگیا

رکھدیا جو طاق پر نقشہ دہان یار کا
معجزہ سے غنچہ تصویر بنکر رہ گیا

کربلا جانا ہوا اعظم کا توسن بھیجیو
خادم سرداب شبیر بنکر رہ گیا

تری مستی کے سبو دمین ہین بیہوش نیلم کا
سنا کرتے ہین افسانہ ہمارے گوش نیلم کا

شراب سرخ پر سبزی کا طرہ چاہیئے ساقی
کھلے گا ساغر گلرنگ پر سرپوش نیلم کا

اسیے نیرنگ کہتے ہین کہ عکس خط ساقی سے
پیالا ہوگیا ہنگام نا و نوش نیلم کا

ہزارون لطف آرائش دکھائی حسن نے نگینے
فقط بندا کیا تہا دینے زیب گوش نیلم کا

ہماری بیقراری نے ہمین پتھر بنایا ہی
تڑپنے کے سبب سے ہوگیا آغوش نیلم کا

جواہر ہین جو تیرے پاس تو کسکام کے غافل
پھر وسا کر جواہر کانہ اسی بیہوش نیلم کا

جواہر کار ہیگا زندگی بھر حوصلہ بستے
نکل جاویگا دم سے ساتھہ سارا جوش نیلم کا

تمہارا چہرہ رنگین ہے آفتاب نیا
یہہ انقلاب تو ہے اے فلک جناب نیا

سوال وصل مین حرف قبول فرمایا
نکل گیا دہن یار سے جواب نیا

سمٹ کے سینہ نکہین پہ انکو ٹکین دہر لینا
شب وصال نہ کر بیٹہنا حجاب نیا

بنا کے ایک دل بیقرار پہلو مین
لگا دیا ہی میری جان کو عذاب نیا

ترا مرید ہون پرہیزگار ہو ساقی
نکال میرے لیئے کا نشہ شراب نیا

طریق شہر خموشان مین جاگنے کا ہیرا
اسی مکان سے ہی خوابیدگان کا خواب نیا

ہمارے خانۂ دل سے نکال دے اسکو
خدا کرے بت بیداد پر عذاب نیا

بہت ہین اور بہی دنیا مین نوجوان معشوق
فقط تمہین پہ نہین عالم شباب نیا

لباس مین نہین رہتا ہی آدمی اپنے
جہان مین عشق و محبت کا ہی عذاب نیا

مرے ہوئے ہون تو لگا ہو لیے کیجے زندہ
دکہائیے کوئی اعجاز اے جناب نیا

کہا نہ تمنے کبہی ہمسے راز دیرینہ
سمجہہ گئے کہ یہی خانمان خراب نیا

تری جبین پہ سرکے کو لوگ کہتے ہین
یہہ آسمان نیا ہی یہہ آفتاب نیا

کسیکے خانۂ دلکو بہی کیجیے آباد
بنا سیے کوئی کعبہ ہے ثواب نیا

خفا ہو جیسے اب ہیرے بیقرار لیے
زمین نیا نہ نیا دل نہ اضطراب نیا

عطا ہے قیمت دل مین نہ کیجیے جہگڑا
وہ پیش کیجیے گر ہو کوی حساب نیا

شب وصال جو پردہ اوٹہا کے منہ دیکہا
نظر پڑا مہ تابان تہ نقاب نیا

ہمارے لوٹنی پر لوٹ لوٹ جاوگے
کہو گئے ہیں یہہ تماشا اضطراب نیا

یقین ہووے تو پھر چلکی دیکھیے اعظم
جہان مین دانہ قسمت نیا ہی آب نیا

شاہد معنی رنگین کا شناسا نہ رہا
حسن بندش کا کوئی دیکھنے والا نہ رہا

لطف رنگینی مضمون مصنف نہ رہا
اس جواہر کا زمانہ مین شناسا نہ رہا

نخلبندان سخن آج بہی ہین دنیا مین
یہہ نہ سمجھو کہ چمن مین چمن آرا نہ رہا

فکر رنگین کو تو ڈہب یاد ہی رنگینی کا
پر کری کیا کہ کوئی دیکھنے والا نہ رہا

کس بہروسے پہ کری اسمین کوئی غواصی
بحر اشعار مین تنکے کا سہارا نہ رہا

ہاتہہ دہو بیٹھے ہین یوسف کی خریداری سے
کیا کرین مصر کے بازار مین سودا نہ رہا

ہجر کی رات بہی تقدیر نے زندہ رکھا
ہمتو سمجھے تھے کہ اندیشۂ فردا نہ رہا

غیر سے ربط کیا غیر کا دل لیے بیٹھے
ای میری جان تمہین دہیان ہمارا نہ رہا

ہم جنون مین بہی ترے در پہ رگڑتے ماتہا
کب زمین پر سر آمادۂ سودا نہ رہا

ای صنم ہمنے بہی یون دل سے نکالا تمکو
جیسے کعبہ مین نشان بت ترسا نہ رہا

دم تزئین جو مجھے گہر سے نکلوائے ہو
کون دیکھے گا جو مین دیکھنے والا نہ رہا

بند محرم کے کہلے ہاتہہ سے نامحرم کے
غیر سے اوس بت بیباک کو پردا نہ رہا

اضطراب دل بیتاب جو دیکھا نکلیا
ایکدم ٹھیرے بالین پہ مسیحا نہ رہا

بے سبب مین نہین گستاخ ہوا یا تو نہ پھر
میرے تابو مین لب عرض تمنا نہ رہا

فارغ اقبال کیا ہے سر و سامانی سے
مال دنیا نہ رہا جو رکا کہٹکا نہ رہا

حشر کے وعدۂ دیدار سے ہم بھی خوش ہیں
خیر اچھا ہے ہمیشہ کا تقاضا نہ رہا

شعر پڑھتا ہوں تو فرماتے ہیں سنئے واہ نے
ذکر کچھ اور کرو یار یہ چرچا نہ رہا

مجھکو دکھلا کے رقیبوں سے نظر بازی کیجے
شوخ چشمی سی ہمیں آنکھ کا پردا نہ رہا

کون سی رات تیری زلف کا سودا نہ رہا
کون سے روز خیالِ رخِ زیبا نہ رہا

آج دل نے سر آمادۂ سودا نہ رہا
خیر اچھا ہوا گردش کا ستارا نہ رہا

آرزو پر ہوئی اوس دم ہمین قدرت اعظم
جبکہ قابو مین دلِ محوِ تماشا نہ رہا

مین انتظار ہی دلِ حیران مین رہگیا
کم بخت جا کے کوچۂ جانان مین رہگیا

ہے ہے اسیر قید سے چھوٹے تو کیا ہوا
دیوانگی کا ذکر تو زندان مین رہگیا

جو لعل بے بہا تھی وہ پہونچے تھا ہے یار
جو قیمتی نہ تہا وہ بدخشان مین رہگیا

کچھہ دیکھنے دیا نہ مجھے اشتیاق نے
مین تو محبتِ لب و دندان مین رہگیا

دامن کو مین نہ پھاڑ سکا آہ کیا کرون
ناطاقتی سے ہاتھہ گریبان مین رہگیا

برباد کیا ہمین ہین جہان خرابین
آباد کون عالمِ امکان مین رہگیا

ضبطِ فغان سے آہ نہ آئی لبون تلک
نالون کا حوصلہ دلِ نالان مین رہگیا

کھٹکا جو سیر تک سے ہمین تہا وہی ہوا
دامن اولجھہ کے خار بیابان مین رہگیا

ملت کا اختلاف دوئی سے نہ مٹ سکا
آخر نفاق گبر و مسلمان مین رہگیا

برسات بھی بہانہ تہی ساقی گذر گئی
مین آرزو کے بادہ ریحان مین رہگیا

کاریگری سے یار نے دہو یا بہرا لہو
دہنا بہی دیکہنے کو نہ دامن مین رہگیا

اغیار کا قیام ہوا کوئی یار مین
عفریت جا کے ملک سلیمان مین رہگیا

تابوت مین اپنی روح روان کو نکر سکا
اتنا قصور پیکر انسان مین رہگیا

اس بانکی جنون سے شکایت ہمین ہی
رخت حیات کیون تن عریان مین رہگیا

وحشت حسن مین اوڑکے نہ پہونچی ہماری خاک
سرمہ کا شوق چشم غزالان مین رہگیا

آعظم کو انتظار رہا جسکا رات بہر
وہ صبح تک بناؤ کے سامان مین رہگیا

صاف مطلب دل مشتاق کا کہولا گیا
اونکے آگے کبہی بولے کبہی بولا گیا

سر سے داغ سر آماده سودا نہ مٹا
ایکمدت میرے پاؤن سے پہولا گیا

آپنے کی میری جس روز سے خاطر شکنی
زندگی بہر میری خاطر سے بلولا گیا

دین سمجہی تہی خریدار مجہے سنجیده
مین وه دانہ تہا جو بازار مین تولا گیا

گنج گوہر بہی کئی بار بقدر سے ملے
پر میری ہمت مردانہ سے رولا گیا

وصل مین ناخن تدبیر بہت کام آئے
کونسا عقده پنہان تہا جو کہولا گیا

حال باتون ہی مین سب تیرے غمخوارون کا
تجہسے آعظم دل احباب ٹٹولا گیا

بارہا سنگ فسان پر تیرا خنجر اوترا
پر تغافل کے سبب سے نہ کوئی سر اوترا

وه سواری سی ہوا غیار کے گہر پر اوترا
دل مایوس مین اندوه کا لشکر اوترا

جوہری پہاں تھے مین خاک تیرے کوچہ کی | اونکی نظرون مین چڑہا ہی تیرا گوہر اوترا
کچھ نہین پر نہین احسان تری رزاقی کا | من و سلوا ہی تیری فیض سے گھر گھر اوترا
وصل مین خاک نکلتی مری دلکی حسرت | اپکا غصہ بیجا تو نہ دم بھر اوترا
خط لیا یا نہ لیا خیر شکایت تو یہہ ہے | کہ تری ہاتھہ سے بازوی کبوتر اوترا
مفلسی مین بہی دہن اسکو بنا رکہا ہے | شاہد فکر کا ابتک نہین زیور اوترا
کبہی زائل نہوا چشم سیہ کا سودا | کسنی دیکہا ہی کہ جادوی فسونگر اوترا
قلزم فکر مین اسطرح لگای غوطے | جسطرح سے کوی دریا مین شناور اوترا
ہم ضعیفون پہ ہوی دست جنونکی امداد | ٹکڑے ہو ہو کے لباس تن لاغر اوترا
کہل گی پہلوی دایہ مین تیری ندا کے | دودہ پایا تو کہا رزق مقدر اوترا
کشتنی مجہسا میسر نہوا قاتل کو | طاق نسیان پہ ہے سر سے بعد نہ خنجر اوترا
تجکو کہاتون پہ چڑہاتا ہی کوی راتونکو | نظر آتا ہی سحر کو رخ انور اوترا
عطر سازون نے لیا عطر بنانیکے لیے | شب کا پہنا ہوا پہولون کا جو زیور اوترا
پیرہن گلکا لبانیکے لیے باد بہار | لیگی نکہت رخت تن اطہر اوترا
اپنی صورت ہوی جو دیکہنے منظور تمہین | آئینہ طاق سے اوترا تو مکدر اوترا

نارسائی پہ مرے مکتوب کی دیکہو اعظم
آشیانہ سے زمین پر نہ کبوتر اوترا

تمہارے فیض قدم نے چمن مین کام کیا | زمین باغ کو بہی آسمان مقام کیا

شگفتگیٔ گل تر کا انتظام کیا — چمن طراز نے باد صبا کا کام کیا

یہ بیخودی کا سبب تھا کہ ہمنے ساقی سے — شرابخانہ مین جا کر سوال جام کیا

مدینہ و نجف و کربلا و بیت اللہ — خدا نے اوج مین اونکو فلک مقام کیا

قیام حشر مین الظالمو غضب ہو گا — ستم کشون نے جو دعوائے انتقام کیا

تمہین بتاؤ کہ راہب نے اور زاہد نے — کسے حرم مین کسی دیر مین سلام کیا

ہماری دل کو لیا یار نے نگاہون مین — ہمین پہ آنکھ لگانیکا اہتمام کیا

بنے حبیب سے شبکو جو اوٹھ گیا پردا — تو نور حسن نے کار مہ تمام کیا

تمہاری گیسوی عنبر فشان کی نکہت نے — شمیم نافۂ مشک ختن کا کام کیا

اسطرح کی اگر ہے بت خداوندی — ہمین سے بندۂ درگاہ نی سلام کیا

دہڑی جہاکی تماشا دکھا دیا اوسنے — جو پان کہا کی تو سوسن کو لالہ فام کیا

عدم سے آکی نذر ہو گئے ہین ہستی پر — مقام خوف جہان تھا وہین مقام کیا

کمال اوج جو دیکھا رسول اکبر کا — ادب سے بدر وڑ کی اقبال نے سلام کیا

تری زبان کی معجز بیانیان سنکر — سنا کی بلبل شیرین نے کلام کیا

متاع عشرت و حرمت عطا ہوئی ہمکو — تمہاری جود و کرم نے ہمین غلام کیا

بنے سحر نہ دیکھا یا نہ خود تمام ہوئی — ہمارا کام شب ہجر نے تمام کیا

مجھے دیا مرے اللہ نے شرف اعظم
نبی کا آل نبی کا مجھے غلام کیا

وہ مشتاقون کو ترساتا رہیگا | فقط انداز دکہلاتا رہیگا
وہ موتی ہاتھہ سے کہو بیٹہے | جو برسون خاک چہنواتا رہیگا
ترقی پر رہیگا حسن جبتک | ادا و ناز سکہلاتا رہیگا
ہماری ہاتھہ کی گر دستگیری | یہہ تیری زلف سلجہاتا رہیگا
اگر چاہون گا مین کچہہ باندہنا کچہہ | یقین ہی گا نہتہہ کا جاتا رہیگا
وہ دم بہر بہی نہ ٹہہرینگا میرے پاس | رہیگا بہی تو اکتاتا رہیگا
بربادی مین کرینگے پیار ہمکو | ہمارا شوق کیا جاتا رہیگا
رہیگا دل میرا جب قافلہ مین | جرس کیطرح چلاتا رہیگا
خزان بہی ہوگی فصل گل بہی ہوگی | زمانہ رنگ یکہلاتا رہیگا
جواب آرزو ملنا تو معلوم | وہ ہم مطلب کی فرماتا رہیگا
کہنچے گی گر ہماری دلکی صورت | مرقع روز کہلاتا رہیگا
رہیگا کچہہ دنون حسن جوانی | یہہ عالم ایکدن جاتا رہیگا
عدم کا راستہ ہوگا نہ مسدود | کوئی آتا کوئی جاتا رہیگا
ادبہر یہ کیجو دن آوینگے | تیرا جوبن غضب ڈہاتا رہیگا

رہا آعظم جو سودا گیسون کا
بلا سر پر سے لاتا رہیگا

لوٹنا طائران بسمل کا | کہیل ہے بیقراری دل کا

نہ کھلا عشق حسن کامل کا — راز پنہاں رہا مرے دل کا

متحمل ہے جور قاتل کا — حوصلہ دیکھئے مرے دل کا

جب بگڑنی لگی ہوائے چمن — ہوش اڑنی لگا عنادل کا

نجد میں جی کا قافلہ لایا — دیکھئے جذب قیس کے دل کا

ناز کہدیا یہہ سے لیلے سے — آج پردہ اوٹھے نہ محمل کا

پاؤں دہوئے نہ آپ جبتک — پاک دامن ہوا نہ ساحل کا

اب خبر چھوٹنی کی دیتا ہے — دم بدم ٹوٹنا سلاسل کا

ہوگئیں آپہی جنون شفا ہمکو — کام کرنا پڑیگا عاقل کا

آگ کا جس جگہہ ٹھکانہ تہا — جسم میں وہ مقام تہا دل کا

دیکھہ کر تمکو اختر سیار — راستہ بہولتے ہیں منزل کا

زخم کاری لگا تو چوم لیا — قبضہ خنجر کا ہاتہہ قاتل کا

جب نہ روکا کسینی نالہ کو — حوصلہ بڑہ گیا سلاسل کا

جلد دامن کو دہوئیے ورنہ — رنگ لاویگا خون بسمل کا

دستگیری جو مرتضی علی کی — پاؤں ٹوٹا ہماری مشکل کا

کسکو امید تہی پہنچنے کی — لیگیا اشتیاق منزل کا

ضبط اشکو لگا ہو جو مدنگاہ — باندہی بند رخنۂ دل کا

آمد آمد بہار کی سنکر — غم غلط ہوگیا عنادل کا

قید ہستی مین ہم رہے جبتک | مہو شور نالۂ دل کا
آپ زندانیون سے پوچھی تو | غل سنا تہا کبہی سلاسل کا
آتش گل تیرا ٹہکانا ہے | گہر سلامت رہی عنادل کا
ٹوٹتا ہی بدن بدن میرا | درد ہی ہاتہ پاؤنمین لگا

چلتے چلتے جو تہک گئی اعظم
نظر آیا سواد منزل کا

روز ازل جو پیکر انسانکو سر ملا | جو جسقدر تہا درد اوسی اوسقدر ملا
جسکو غبار روضۂ خیر البشر ملا | آنکہونکو روشنی ہوئی کحل البصر ملا
دہونڈہا تو مجہکو کردن مین دل نیم کر ملا | تیر نگاہ ناز مین اپنا جگر ملا
الفت پڑا ہے ذائقۂ دوستی کو چکہہ | میٹہا جو چاہتا ہے تو دونی شکر ملا
معشوق بہی ملی تو ہمین نازنین ملے | نازک بدن کوئی کوئی نازک کمر ملا
بالکل ہوئی خراب عمارت کی آرزو | جب یہہ سنا کہ خاک مین کسرا کا گہر ملا
فیاض سی بخیل بہی ہوتا ہے فیض یاب | ہوسی ہی کا سبب تہا جو قارونکو زر ملا
کم کا گلہ کیا نہ زیادہ طلب کیا | کاٹی اوسی مین راہ جو زاد سفر ملا
اعضا کئیے جو صانع قدرت نے منقسم | سودا بہرا تہا جسمین وہ ہمکو سر ملا
ڈوبا تہا خط جو آب ندامت کے درمیان | تر دامنون کو نامۂ عصیان بہی تر ملا
خانہ بدوش روح کے باعث سے آدمی | جب مر گئیے تو خاک مین رہنے کو گہر ملا

تاریک رات مین جو ہوئی یار کی تلاش
چمکے میرے نصیب بہ رشک قمر ملا

آئینے مین بے سبب ہین اوسنی لگائی چپ
بیشک دعا حیز کو باب اثر ملا

چینے سے یار رکھتا ہی خم ٹھوک ٹھوک کر
کچھ حوصلہ جو ہو تو کمر سے کمر ملا

آیا جو خط یار تو ہمکو یقین ہوا
تعویذ حرز نسخہ درد جگر ملا

اعظم تمام صاحب جوہر ہین آدمی
دنیا مین بے ہنر نہ کچھی کو ہنر ملا

پہنچا کوئی جو بندہ سبے کد بنا ہوا
پایا ارم مین قصر زبرجد بنا ہوا

جیتے جو بر خلاف ہوا اہی سول پاک
سیدھا گیا سقر کو وہ مرتد بنا ہوا

بنیا وہی زمین سے صنوبر کا باغ مین
اوترا ہی آسمان سے تیرا قد بنا ہوا

غم جانتا ہے میری دل بیقرار کو
بیٹھا ہون اپنے گھر مین سر آمد بنا ہوا

بندہ ہی اوسکے تن چشم آرزو
جس جا ہی نقش پائی محمد بنا ہوا

بعد فنا جو قبر پہ اونکا گذر ہوا
بگڑے ہمارا دیکھیے مرقد بنا ہوا

ممکن ہے کوئی وادی وحشت دبا سکے
مین تو ابھی ہون واقف سرحد بنا ہوا

منت میری زبان سے کرتی ہین ادے
مین سر سے پاؤن تک ہنوز خوش آمد بنا ہوا

ایدل خفا ہوئی وہ تری اضطراب سے
ظالم بگڑ گیا میرا مقصد بنا ہوا

سبزی کا محتسب نے پیالا کیا خراب
توڑا ہمارا جام زبرجد بنا ہوا

سرمہ ہی چشم حور دلک مین ہا کی خاک
ہے جس زمین پہ روضہ احمد بنا ہوا

اعظم جناب مہدی ہادی کی ذات سے
ہر سبز ہے ریاض محمد بنا ہوا

دہبا لگا نہ خون شہیدان ناز کا
قاتل قتیل ہون مین تری اعتبار کا

معشوق بنکے حق غلامی ادا کیا
محمود جانتا ہو نہین قصہ ایاز کا

غفلت نے کر دیا ہی ہمین تارک الصلوٰۃ
نیند آگئی جب آگیا موقع نماز کا

حال غریق لجہ حسرت نہ پوچھیے
ساحل تک آکے پہر گیا تختہ جہاز کا

بستر مرا ہوا در دولت نظیر پر
رستہ کو گہر ملا ہے غریب النواز کا

طفلی مین بہی حسین کا تہا مرتبہ بلند
خادم تہا جبرئیل امین مہد ناز کا

اب دوش سے اتریے یہ آئی کمر ملک
کچھ بند و بست کیجیے زلف دراز کا

تخت الثری سے تا بفلک ہے نگاہ میں
رکہتا ہو نہین خیال نشیب و فراز کا

خط اپنے حال زار کا لکھتا نہین ہون میں
لکھتا ہون مرثیہ کوئی سوز و گداز کا

باغ جہان مین ہمسے نہ پوچھو کہ کیا ہوا
واقف نہین ہو نہین گل و بلبل کے راز کا

انجام پاینگے ہمیرے مطلب برے بڑے
ہی حوصلہ بلند ہمارے کارساز کا

کس منہ سے مین کرونگا عبادت کا ادعا
کیا اعتبار مکر و دغا کی نماز کا

دریائے معصیت مین تباہی کا ڈر نہین
اللہ ناخدا ہی ہمارے جہاز کا

اعظم کمال صنعت دنیا تو دیکھئے
پتلا بنا دیا ہے ہمین مکر و آز کا

بوسہ دیا تو ای میری دلدار کیا ہوا
اسمین بہلا خسارۂ سرکار کیا ہوا

بگڑا ہی میرا مزاج جو ٹہنڈی ہوا چلی
سودا ہوا بہار کا آثار کیا ہوا

ایسا ہماری شوق نے بیباک کر دیا
اب پوچھیے نقاب رخ یار کیا ہوا

رکھتا ہی اسطرح بہی کوئی راہ مین قدم
دیکھو تو حال عاشق رفتار کیا ہوا

عاشق زوال حسن مین پوچھینگے آپسے
وہ ناز دلفریب میری یار کیا ہوا

اب عشق کا پتہ ہے نہ ہی حسن کا پتا
وہ دل کدہر گیا وہ دل آزار کیا ہوا

وہان دربان یار نے اچھا کیا حجاب
لو بند ولیت رخنۂ دیوار کیا ہوا

عبرت یہہ کہتی ہے لحد بادشاہ پر
جو دبدبہ تہا آپکا سرکار کیا ہوا

جب دن ہوا تمام تو آئی شب وصال
اعظم کو رنج ہجر سزاوار کیا ہوا

محیط جام کو بزم شراب مین دیکھا
اسی کا دور جہان خراب مین دیکھا

جو نور یار کے حسن شباب مین دیکھا
نہ طور مین نہ رخ آفتاب مین دیکھا

نہ کی کسینی کسی دن ہماری دلجوئی
ہزار بار ہمین اضطراب مین دیکھا

خیال باندہ کے سوتے تو دیکھتے انکو
ہمین تو نیند نہ آئی نہ خواب مین دیکھا

وہین سے کوچۂ جنت کا راستہ پایا
عجیب فیض در بوتراب مین دیکھا

سمند ناز تمہارا ہوا مین بہر آیا
سر اغبار جو لپٹا رکاب مین دیکھا

اثر سے عشق کے لیلی بہی ہو گئی بیتاب
کمال قیس کو جب اضطراب مین دیکھا

رخ اور انکا رات کو اچھی طرح نہ دیکھ سکے
سحر کو روشنی آفتاب مین دیکھا

غرور حسن سے بیباک ہو گئی ایسے
کبھی نہ آپکا چہرہ نقاب مین دیکھا

ہوئی ضعیف تو طاقت نہ تھی جو ابل
مزاج اور ہی اس انقلاب مین دیکھا

شب وصال جو زلفوں کو چھو لیا مین نے
تمام رات اونہین پیچ و تاب مین دیکھا

کیے جو آپنے ماموروں کا تبان عمل
تمہین کہو کہ ہمین کس حساب مین دیکھا

کبھی نہ جانب قبلہ سر نیاز جھکا
کبھی نہ پاؤن کو راہ ثواب مین دیکھا

یقین نہین مجھے اعظم کی پارسائی کا
اوسی تو آج ہی بزم شراب مین دیکھا

نظر اوٹھا کی نہ دیر خراب کو دیکھا
کبھی جو آنکھ تو ہمنے حباب کو دیکھا

ہوئے اس موسم دور شراب کو دیکھا
چمن مین پھول فلک پر سحاب کو دیکھا

بلا مین کی میری عباس نے مددگاری
حمایت خلف بوتراب کو دیکھا

اوٹھایا پردۂ عارض کو آرزو نے مری
سوال کر کے رخ لاجواب کو دیکھا

کہا کسی نے یہ بوڑھا ہی چاہتا ہی نہین
کبھی مجھے کبھی اپنی شباب کو دیکھا

سیر اغبار جو تھا گرد راہ کے ہمراہ
سوار رخش ادا کو عتاب سے دیکھا

رہے حضور تو پردہ مین بھی کھلی شبد
نقاب مین بھی نہ بند نقاب کو دیکھا

ہمارے شوق نے جامے سے کردیا باہر
شب وصال تمہارے حجاب کو دیکھا

ہزار شکر میرا انتظار کام آیا
نگاہ شوق نے خط کے جواب کو دیکھا

کسیکے چہرۂ روشن کے دہیان مین اعظم
تمام رات رخ ماہتاب کو دیکھا

شکوہ ہی رفتگان مقام بعید کا
ایسے گئی کہ خط بھی نہ بھیجا رسید کا

ہر چند مستحق ہون عذاب شدید کا
پر آسرا ہی بخشش رب مجید کا

شادی کی دہوم آج گذشت تبا غیر ہے
برپا ہی حشر خون مسلمانکی عید کا

جلوی ہین آفتاب بنا میری واسطے
دیکھو گمان نیر بخت سعید کا

ہر چند مجھہ فقیر کا بستر نہین درست
تکیہ ہی پر حمایت رب مجید کا

اپنی کہین گے ادنکی زبانی سنینگے ہم
موقع کہین ملیگا جو گفت و شنید کا

دہ آئیے آتے فاتحہ خوانی کو پہر گئے
ذرہ چمک کے رہگیا خاک شہید کا

آسان ہے سراغ چشمۂ حیوانکی جستجو
مشکل ہی ڈہونڈہنا دہن ناپدید کا

اب دیکھنے کو آئیے دم بہر کیواسطے
آنکھون مین دم ہے آپکی مشتاق دید کا

سن لیجیو کہ نخل تمنا ہرا ہوا
جہونکا چلا کوئی جو ہوائے امید کا

ہم مست ہوکے ہی تو ساقی سے یہ کہا
اے پیر ہاتھ تہامنے اپنے مرید کا

قلاش و دہر ا ہین مجہ سا حریص قوت
توشہ لیا فقیر نے بابا فرید کا

دقت سوال ای دل مستغنی المزاج
مالک تو ہی ہی قفل دہن کی کلید کا

قاصد کا کام لیجیے پیک خیال سے
یہہ طے کریگا دور کے رستہ بعید کا

داہو رہی ہین نرگس بیمار کیطرح
آنکھو نکو اور روگ لگا اونکی دید کا

بے آپ سے جو جانا نہ دل کیا مجال ہے ۔ لکھوا لیا ہے تمنی قبالہ خرید کا

موقع تو خوب یار سے ملنے کا ملگیا
اعظم کو کیا سعید ہوا روز عید کا

خبر نہین کہ کہا ہمنے اضطراب مین کیا ۔ نہ یہہ سنا کہ کہا یار نے جواب مین کیا
ابہی ہی قاتل عالم ہو تم لڑکپن مین ۔ غضب کروگے ستم ڈہاؤگے شباب مین کیا
بنے بگڑتے ہین بگڑے ہوئے سنورتے ہین ۔ تمہین بتاؤ کہ ہوتا ہی انقلاب مین کیا
کبہی جلیگا نہ سینہ حرارت دل سے ۔ لگیگی آگ بہلا برج آفتاب مین کیا
خموشی لب اظہار کا سناتی حال ۔ بہلا کہین گے سخن آفرین جواب مین کیا
چہپائے سے نہ چہپا اونکی عارض روشن ۔ تمام رات چمکتے رہے نقاب مین کیا
گرا ہی دیتا ہی پست و بلند دنیا کا ۔ قدم بڑہا کی دہرین ہم رہ ثواب مین کیا
بدن حرارت درد نہان سے جلتا ہے ۔ دل شکستہ نے ڈالا ہمین عذاب مین کیا
جو بادہ کش ہین اونہین کیا غم تہی دستی ۔ نہ بہک دیگا کوئی کا نشہ شراب مین کیا
نکیجیے گا ابہی کیا نظیر باغ ارم ۔ نہ آئیگا میرے خانہ خراب مین کیا
فنا کے بعد رہے چین سے زمین کے تلے ۔ جوار مرقد ابن ابو تراب مین کیا
ہوئی جہان مین نہ اہل جہانکو آسایش ۔ کہین کو چین ملی خانہ خراب مین کیا
مغالطہ مین پڑا ہون مین ناتوانی سے ۔ خبر نہین ہی کہ بیٹا ہی فرش خواب مین کیا
ہلاگیا نہ مریض فراق سے دن بہر ۔ تڑپ کی رات بسر کی تہی اضطراب مین کیا

کہلی ثبوت دہن مین نہ منطق کی زبان | جگہہ سخن کے ہی تقریر لا جواب مین کیا

تمام عمر مین دم بہر جو ملگیا وہ بہم
بس اور چاہیے اعظم کو اضطراب مین کیا

سو سو طرح سے کیجیے پردا نقاب کا | لیکن کبھی نہ حسن چھپے گا جناب کا
ساغر جو مینے پہینک دیا تہا شراب کا | ساقی اوسی کمال ملا آفتاب کا
بدلا ہوا ہی رنگ ہوا سی سحاب کا | ساقی چلے چمن مین پیالہ شراب کا
اب اندنون تو کیجیے پردا نقاب کا | کچھہ بندوبست کیجیے حسن شباب کا
پہر پہر کیجیے سیر سے گستاخ ہاتہہ سے | اوڑ جای چٹکیون مین نہ جوبن جناب کا
درد دل حزین سا ہے جگر ہو گیا لہو | تہا رنگ آج اشک روانمین شہاب کا
دن بہر جلا کرے جو تمہاری تلاش مین | لادی کوئی کہان ہے جگر آفتاب کا
توڑین کے ہم جو سلسلہ اشک چشم نم | خشکی مین ڈوب جائیگا بیڑا حباب کا
صحبت جو دیکہتا ہون کہین بادہ نوش کی | کھلتا ہی کچھہ تپا میری بزم خراب کا
می سے گزک چڑا گئے پوچھی نہ اوسکی بات | بہونا شرابیون نے کلیجہ کباب کا
نغمہ جہان تہا زمزمہ سنجان باغ کا | آج اوس چمن مین شور مچا ہی غراب کا
او سجادہ ہی بادۂ انگور کی تعظیم | جس طاق پر مقام بنا تہا کتاب کا
اہل عدم بھی کرنے لگے مجھسے احتراز | بگڑا ہوا تہا مین جو جہان خراب کا
ہینسے تمہارے سامنے دیکہا ہی باغمین | سنہ زرد ہو گیا ہے گل آفتاب کا

تنکا بھی بلے کہے نہ کسیکا اوٹھائیو
اعظم خیال چاہیے روز حساب کا

کاندہے پہ ڈوپٹہ تو ہی یگانہ کسیکا
در پردہ ہوا آلیسے یارا نہ کسیکا

سمجھانا بھی بیسود ہے جانا نہ کسیکا
تم چھوڑ کے بیٹھو گے نہ یارانہ کسیکا

خورشید کا پنجہ ہو کہ شاخ شجر طور
لاؤں ترے گیسو کے لیے شانہ کسیکا

ساقی نے کہا کیوں مجھے مردود خرابات
شیشہ کوئی توڑا ہی نہ پیمانہ کسیکا

ہو جائی تو ہو جائے میری تربت ملاقات
چھوڑو نہ میرے واسطے یارانہ کسیکا

تم کرتے ہو آباد کسی اور کے گھر کو
برباد ہوا جاتا ہے کاشانہ کسیکا

وہ رات کو کہتا تھا میری سنکے کہانی
ایسا نہ سنا تھا کبھی افسانہ کسیکا

یوسف جو ہوئی قید تو کہتی تھی زلیخا
زندان نظر آتا ہے میری خانہ کسیکا

ساقی نے مئی صاف و کدر سبکو عطا کی
ہمکو نہ دیا ایک بھی پیمانہ کسیکا

کہلتی ہی تو آجاتی ہی تو دوش کے اوپر
ای زلف نہ ڈر کہہ جائی کہیں شانہ کسیکا

ای پیر مغان ہوش تجھے ہے کہ نہیں ہے
دیتا ہی کسی اور کو پیمانہ کسیکا

نہ ربط کسی سے ہے نہ جدائی ہے کسی سے
بندہ نہ یگانہ ہے نہ بیگانہ کسیکا

ہوشیار قدم خانہ خمار میں رکھنا
ٹوٹے نہ سبو لغزش مستانہ کسیکا

کس ناز سے ساقی نے کہا انکو ہنسکے
لیلے مرے ہاتھوں میں ہی پیمانہ کسیکا

دیکھا جو سبب مجھ سے مسعود عرض تمنا
خود چھیڑ دیا یار نے افسانہ کسیکا

کہتا ہی جو آتا ہے میرے دشت مین مجنون | ہی خوب جنون خیز یہہ ویرانہ کسیکا
ہر چند کہ سودائیونکو قید مین رکہا | قابو مین نہ آیا دل دیوانہ کسیکا
کرتے ہین یہہ اظہار شناسائی خط جام | ہی ساغر جمشید بہی پیمانہ کسیکا
دل غمکا ٹہکانا ہی خوشی آ نہین سکتی | ممکن ہے کہ چہینے کوئی کاشانہ کسیکا
تم دوستی غیر پہ بہولے ہو میری جان | نبہنے کا نہین آپسے یارانہ کسیکا
میخانہ مین ہے کیون تیری آنکہون کی بلا کی | کیا چہین لیا ہاتہہ سے پیمانہ کسیکا
مفلس کو بہی حسرت مین دی بادہ گلگون | دل توڑ نہ اے ساقی میخانہ کسیکا
رہنے کی جگہہ خانہ بدوشون کی نہ پوچہو | مسکن ہے نہ منزل ہی نہ کاشانہ کسیکا
جس طرح سے ہم خانہ دنیا سے سدہارے | یون کوچ ہو بہولے سے سروسامانہ کسیکا
برباد ہی ایوان فریدون سے کہلا حال | نہ قصر رہیگا نہ یہہ کاشانہ کسیکا
چاہے ہے کہ رہے عالم فانی مین سکندر شیر | احسان نہ اوٹہا ہمت مردانہ کسیکا
موسی کو غش آیا گر سے طور پہ بجلی | تو پاس نہ کر جلوہ جانانہ کسی کا
آواز بہی اسکی کوئی بیہودہ نہ سمجہے | دم بہرتا ہے ناقوس صنم خانہ کسیکا
روندا جو اسے روندیے والون نے خطا کی | کچہہ بہول نہ تہا سبزہ بیگانہ کسیکا

عادت جو کرو ناز اوٹہانے کی تو اعظم
کچہہ روز نبہی آپسے یارانہ کسیکا

رشک چراغ طور دہ جانانہ ہو گیا | عاشق مزاج صورت پروانہ ہو گیا

چٹکیون سے ہمنے مانگ کی بی غنچہ پہی سے — دست طلب ہمیشہ ہمیشہ تہی سیما نہ ہوگیا
کیا پوچہتے ہو طالع خفتہ کا ماجرا — خوابیدگان خاک کا افسانہ ہوگیا
جامہ ہمین بہی یہہ فیض ہی بادبہار سے — ہشیار کے لباس مین دیوانہ ہوگیا
گردن جہکی یہہ دست درازی سے شرم سے — سر سے بہی کچہہ بلند میرا شانہ ہوگیا
پہرنے سے جا بجا کے بہلا کیا تمہین ملا — ہان یہہ ملا کہ غیر سے یارانہ ہوگیا
جیسی ہوئی ہی یار سے مجکو مفارقت — مجہسے جدا میرا دل دیوانہ ہوگیا
تقدیر مین لکہی تہی ہمارے برشتگی — دل جلوۂ جمال کا پروانہ ہوگیا

ای یار ہمنے خوب سنا ہی کہ اندنون
اعظم سے اور آپسے یارانہ ہوگیا

شرم روز سیاہ مین رکہنا — یا الٰہی پناہ مین رکہنا
خوش خرامو خرام نازمین پاکہ — جادۂ رسم و راہ مین رکہنا
سر بصحرا چلا ہی دیوانہ — ای بگولو نگاہ مین رکہنا
دہیان رکہنا سر نہ پائیگا — کوئی کانٹا نہ راہ مین رکہنا
جرم کرتے تو ہو گنہگارو — دہیان فرد گناہ مین رکہنا
تم چلی آئیو ہمارے پاس — غیر کو اشتباہ مین رکہنا
دیکہتے ہین بری نگاہ سے — چشم بد بین نگاہ مین رکہنا
نہ گہٹے حسن عارض جانان — روشنی مہر و ماہ مین رکہنا

گر دیا ہی مجہی دل نالان
اثر جذب آہ مین رکہنا

عرض شاہ جنون سے کرتا ہون
میری عزت نگاہ مین رکہنا

عقل و ہوش و خرد نہون باہم
تفرقہ اس سپاہ مین رکہنا

جسم رکہنا نہ میرا جامہ مین
سر نہ میرا کلاہ مین رکہنا

ای میری یار اپنے اعظم کو
زمرۂ خیر خواہ مین رکہنا

خرام ناز سے دل سیتے ہو راہی کا
غرور سر مین سمایا ہی کج کلاہی کا

قلم لکہے تو لب لعل گو شگا انشا نہ
ابہی تو رنگ بدلجائیگا سیاہی کا

گرا یہہ تہا میری گردنکی طوق کا لوہا
گلا تو زیور جنگی بنا سپاہی کا

میری دعا سے ترقی ہوئی ہی جو ہنکی
تمہارے ہاتہہ نتیجہ ہے خیر خواہی کا

بڑہی ہی نوقن سے خطر روئی یار کی قیمت
زیادہ ہوتا ہی محصول کشت چاہی کا

تمہارے دزدکشوں کے لیے گزک ہووے
اگر کباب ہے سر سوریگ ماہی کا

جو قدردان کوئی جوہر شناس تہہ ہونگا
بناؤ ہنگیا بگڑی ہوئی سپاہی کا

میرے جہاز کا ہی ناخدا رسول خدا
نہ ڈوبنے کا الم ہے نہ غم تباہی کا

انہین بنائیے رضا سند ظالمو کر تو
ستم کشون کا ارادہ ہے دادخواہی کا

وہ بے نقاب بہی آئے تو ہم نہ دیکہہ سکے
گلہ ہے دیدۂ بینا کی کم نگاہی کا

قسم ہے کعبۂ مقصد کی آدمی تو کیا
تمہارا نام وظیفہ ہے مور و ماہی کا

یہان تلک ہوئی کسرا کی خانہ بربادی
ستان بہی بیٹہ گیا ہی جلوس شاہی کا

خدا نے تاج شفاعت عطا کیا اونکو — جزا کا دن ہے محمد کی بادشاہی کا
پڑا ہون موج حوادث کی ٹھوکرونکے تلے — مجہے جہاز کہا چاہیے تباہی کا

ہمارے جرم خطا کے ثبوت کو اعظم
قرار عضو بدن نے دیا گواہی کا

مشکل میری حل ہو گی بھروسا ہے خدا کا — ہی نام ید الله میرے عقدہ کشا کا
مولا کو جو پوچھی کا کوئی تو مین کہونگا — مولا میرا مولا ہی شہنشاہ و گدا کا
حاصل ہی یہ جنہی اوسکی غلاموں کے غلام — کونین مین دم بھرتے ہین سب اوسکی ولا کا
پیدا جو نبی اوسکا نہوتا تو نہوتا — اخلاط مین آدم کی گذر اب ہوا کا
وہ ہی میرا مولا مطب فیض مین جسکے — جاری ہے مسیحا کیطرح حکم شفا کا
آہن کی گدازی کی ہی ہمسر داود — حامل صفت حضرت ایوب بلا کا
مہمان نوازی مین خلیل خدا کا — اخلاق مین ہم خلق رسول دوسرا کا
ہر وقت رہے تابع فرمان الہی — دم بھرتے رہے احمد مرسل کی ولا کا
انکھون سے پیمبر کا بجالاتے ہین ارشاد — کہتے ہین کہ ہے حکم نبی حکم خدا کا
گلزار مین اوسکا رخ گلرنگ جو دیکہی — بلبل کیطرح شوق ہو پہنچونکو نوا کا
بے فصل جو چاہی کہ بہار آئی چمن مین — تو کام وہ لے باد مخالف سے صبا کا
طوفان مین ہوا نوح کی کشتی کا نگہبان — دریا مین محافظ ہوا یونس کی بقا کا
ہر طرح سے اسرار الہی سے خبردار — ہر راز مین ہمراز رسول دوسرا کا

سلمان کو بیابان مین ارژن سی بچایا
اوس شیر سے جو شیر تھا صحراے بلا کا

سائل کو نہ پھیرا کبھی دروازہ سے محروم
غم کہا تا ہے فاقہ جو سنا ہی غربا کا

آزاد کیے قید مصیبت سی ہزارون
خود بند رہا حلقۂ تسلیم و رضا کا

روزہ مین بھی بیٹھے رہے فاقہ سے دیکن
حصہ کیا سائل کو عطا اپنی غذا کا

خاک در دولت کو جو ہاتھون سے اوٹھائے
دامان وہ بھری گوہر مقصد سے قبا کا

آنکھون سے لگا دین اوسی ارباب بصارت
نقشہ نظر آجائی جو نقش کف پا کا

حشمت کو جو پوچھو تو شہنشاہ دو عالم
دیکھو جو فقیری کو تو مرشد فقرا کا

جو حشمت دنیا کا طلب گار ہو اوس سے
اسباب دسی ہاتھ لگے تاج و لوا کا

ہر ایک تلفظ مین ادا کرتے ہین تقریر
کر دیتے ہین لب بند جہانمین فصحا کا

گر واسطۂ قبلۂ حاجات نہوتا
ہوتا نہ گذر باب اجابت پہ دعا کا

کہتے تھے کہ ہی حلۂ جنت مجھی کافی
پابند ہون جامہ کا عبا کا نہ قبا کا

سمجھے ہو تو خاموش نہ سمجھے ہو تو سن لو
تو نام بھی لیتا ہون شہ عرش علا کا

اللہ کا ہمنام علی نام ہی اوسکا
ساقی بھی اوسے کہتی ہین کوثر کی عطا کا

وہ نام ہی زخمی کیلیے مرہم جانبخش
وہ نام ہی تعویذ مریضونکی شفا کا

وہ نام علاج دل بیمار حزین ہے
وہ نام دوا ہی مرض ہوش ربا کا

اعظم کی بھی احوال پہ اب کیجیے الطاف
پابند ہی بے رنج و مصیبت کا بلا کا

مولا میرے اب مجکو عطا کیجیے تسکین
کھٹکا نہ میرے دل مین رہے خوف جفا کا

تیز پروازی کو جذب شوق شہپر ہو گیا — خط ہمارا قوت بال کبوتر ہو گیا

جوکہ اسفل تھا وہ اعلی کی برابر ہو گیا — آبلہ داغ سر سودا کی ہمسر ہو گیا

جادۂ رہ زلف کے سودے میں اژدر ہو گیا — وادی وحشت ہمیں صحرای ابر تر ہو گیا

ابروؤں نے خوب لکھیں صفحۂ رخ پر مبین — حسن مطلع مطلع اول سے بہتر ہو گیا

ایک ساعت بھی نہیں ٹلتا دل ناکام کر — ان بتوں کا دھیان بھی چھاتی کا پتھر ہو گیا

عکس ان لفظوں کا نہانے میں جو پانی پر پڑا — زانوؤں کی آئینہ میں صاف جوہر ہو گیا

کیا کہوں تم سے عزیزو سرگذشت عشق کو — میں دل و جان سے نثار ناز دلبر ہو گیا

جرعۂ می سے ہوئی ثابت خطا خم کشی — یہہ صغیرہ بھی کبیرہ کی برابر ہو گیا

ناتوانی سے ہوا ہوں میں وہ پابند بلا — حلقۂ نقش قدم بھی جسکو لنگر ہو گیا

دیر کے بتکدہ میں ہوں میں ایسا زشت کار — آئینہ بھی جسکی صورت سے مکدر ہو گیا

اوسکی گالونکی تصور کا اثر تو دیکھیے — عارضۂ ناسور کا سینہ کے اندر ہو گیا

صاف طینت وہ بنایا ہی مجھی اللہ نے — دل مرا دیکھا سکندر نے تو ششدر ہو گیا

سختی ایام ایسی ہے کہ گلبار بھی ہے پھول — آتے آتے تجھ تلک رستی میں پتھر ہو گیا

وقت بد میں جو میرا نیک مقدر ہوتا — وصل کا روز شب ہجر گذر کر ہوتا

صبحدم گر نہ عیاں وہ رخ انور ہوتا — ہجر کا دن شب یلدا کی برابر ہوتا

بیٹھتا تخت عدالت پہ جو سلطان بہار — بادصرصر کا قدم باغ کے باہر ہوتا

صاف طینت اوسی ارباب صفا ٹھہرائے — آئینہ داری میں تیری جو سکندر ہوتا

نازکی اونکو پہنچنے کی جو طاقت دیتی
الصبا نالۂ بلبل مین جو ہوتی تاثیر
رحل و قرآن اوسی ارباب نظر ٹہراتے
حسن با ذوین رہا آپکی اتنا نقصان
انقلاب خم گردون جو دکہاتا نیرنگ
مین نہوتا جو ترے سرو سامانو تمیز
آج سودا یہہ چڑہا تہا تیری دیوانے
سارے جہگڑے ہین فقط دل کے سبب ای اعظم
میکشو نکلے پاؤن کو کہتی ہی فنا تو شراب
می کی مینے کا جو بی ساقی ہوا اتفاق
اپنی آنکہو نسے بوقت میکشی کہتے ہین وہ
اپنی شب مین اکیلی اسکو مینا ہی حرام
آج ای ساقی کرینگے صاف میخانہ کو ہم
میکشی میری کہٹکتی ہی نگاہ غیر مین
جب کبہی آتی ہی تیری جعد مشکین کی ہوا
پی تری ساتہ سے مینا کی کہاتا ہون قسم
کرتی ہے باد صبا شاداب گلشن اس لیے

ابہی حاضر گل شاداب کا زیور ہوتا
دست گلچین تہہ دامان گل تر ہوتا
میرے زانو پہ اگر یار ترا سر ہوتا
آپ تو رشک پری زاد تہی گر پر ہوتا
ہاتہہ مین محتسب دہر کے ساغر ہوتا
کون سہر شیفتۂ زلف معنبر ہوتا
پہوڑتا سر کو اگر ہاتہہ مین پتہر ہوتا
یہہ نہوتا تو کسی سے نہ کوئی شر ہوتا
میرے ہاتہو نکے لیے ہی قوت بازو شراب
بہگئی ہی آنکہہ سے ہو ہو کی سب آنسو شراب
کر اشارہ ان سے طلب ای نرگس جادو شراب
میکشو جائز نہین بے ساقی مہرو شراب
دیکہیو باقی نہ رہ جائے کوئی چلو شراب
کاسۂ چشم حریصان مین ہوئی ای جہو شراب
کرتی ہی پیدا شمیم نافۂ آہو شراب
حلق سے میری نہین اترتی ہے پی ای جہو شراب
پہول کی کچہوا پیتا ہی میرا مہرو شراب

زہر قاتل ہی مریض درد فرقت کے لیے / ساقیا ہمنی تو جانا تھا کہ ہی دارو شراب

معجونکی دوستی تاثیر سے خالی نہین / کرتی ہی تسخیر میخوارونکو بی جادو شراب

بادۂ دلکش ہوا ساقی ہمی خلوتمین طلب / آج گوشہ مین پئیگا وہ کمان ابرو شراب

اسطرح کا دور ہی ہمکو دکھا ای آسمان / ہر طرف ساقی نظر آوی مجھی ہر سو شراب

اب ضعیفی مین تو اعظم بادۂ گلگون کو چھوڑ
کب تک ای مرد خراباتی پئیگا تو شراب

آشوب روزگار عجب فتنہ زا عجب / تقدیر سے ملا ہے ہمین دلربا عجب

شوق جمال حور سے بچا تو کیا عجب / اللہ نے دیا ہے دل پارسا عجب

صدمے اوٹھا رہا ہی دل مبتلا عجب / سودے زلف مین ہی نزول بلا عجب

ہمکو جدا عجب ہے اونہین ہے جدا عجب / تاثیر اشتیاق کا ہی ماجرا عجب

خیبر مین مرتضی کا ید اللہ لقب ہوا / کرتا تھا کار دست شہ لافتا عجب

جذب خیال قیس سے صحرائے نجد مین / ہووے ورود ناقۂ لیلی تو کیا عجب

تکلیف ہو رہی ہے جہان خراب کے / رہنے کو اس سفر مین ملی ہی سرا عجب

ہوتی ہی دیر کھولنی مین دست شوق کو / سیکھی ہی تمنی بندش بند قبا عجب

شوخی گئی نہ خون شہیدان ناز کی / دامن مین قاتلون کی یہ دہبا لگا عجب

کچھ روشنی ہوئی میرے بخت سیاہ مین / ہو جائے انقلاب مقدر تو کیا عجب

دروازہ قبول سے آویگی با مراد / موہنہ سے نکل کی کام کریگی دعا عجب

جیسے ہوا ہے کعبہ ابرو کا سامنا
ہون بقرار صورت قبلہ نما عجب

الفت ہماری آپکی مشہور ہو گئی
باہم کیے اتفاق کا ہی ماجرا عجب

چہو کا ضرور باد مخالف کا چل گیا
ہی آج عندلیب چمن کی صدا عجب

کہتا ہون اونکی قامت رنگین کو دیکھکر
شاداب ہی نہال گل مدعا عجب

ابرو نے دلکو قتل کیا کوئی غمزہ نے
خنجر عجب شہید عجب کربلا عجب

اڑتے ہین ہوش خوف سے اے مرد الامان
دنیا مین چل رہی ہی مخالف ہوا عجب

بندہ نواز لاف زنونکا حساب کیا
اعظم ہی پاس آپکے ایک باوفا عجب

جلوہ گر ہی رخنہ دیوار و در سے آفتاب
پھر رہا ہی پرتو رخ کیے اثر ہی آفتاب

وصل کی شب کیا کٹی اولٹا زمانہ ہو گیا
صبح کی ہوتے ہوا غائب نظر سے آفتاب

دشت پیمائی مین یون کٹتا ہی مجہ وحشی کا دن
یا دن سے کانٹے گڈتے ہین سر سے آفتاب

پھر کہون سے وہ نکلتی ہین کہ دروازہ کی راہ
دیکھیے ہوتا ہی اب پیدا کدہر سے آفتاب

ہجر مین مجہ تیرہ قسمت کو ہی یکسان رات دن
دور رہتا ہی مرے آنکہون سے پہر آفتاب

میری پہلو سے جو اوٹھکر صبح کو جاؤگے تم
سب کہین گے آج نکلا ہی کدہر سے آفتاب

چشم گریان سے یہ پیتو رہین کہ اوسکو دیکھکر
بہاگتا ہی جنبش مژگان تر سے آفتاب

تاک کو دیکھا تو ہنس اپنی ساقی سے کہا
تیری قدرت سے عیان ہوگا شجر سے آفتاب

چال مین بہی ای مسیحو معجزی کرتے ہو تم
سر اوٹھاتے ہو گراتی ہو نظر سے آفتاب

آج جو تشریف لائے ہو سیر دریا مین
یہہ تو فرماؤ کہ نکلا ہے کدہر سے آفتاب

بہہ گئی گر غیرت آب ابر رحمت یار کی
سرد کر دیوینگے ہم دامان تر سے آفتاب

اوسکے کوچہ مین چمکتا ہی ہمارا داغ دل
متصل ہی اندنون برج قمر سے آفتاب

کانپتا ہون ناگہان جا ٹپکے نہین آہ سرد سے
ہاتھہ آوے تو لگا دون مین جگر سے آفتاب

دیکہیے تو لطف ہر موسم کا دکہلاتے ہین ہم
دلیے سردی چشم سے بارش جگر سے آفتاب

دہوپ تو کیا الفلک مین اوسکا گہنکار و نہین ہوتا
چرخ سی جسکے جلا دینے کو برسے آفتاب

دلین گر ایسے ہو حسب نور بخشتن
ششجہت کے دیکہنے کو روز تر سے آفتاب

مت کرو دعوی کہ ہم قابو مین آتے نہین
تم تو کیا تسخیر ہوتا ہی بشر سے آفتاب

تیرگی چہائی ہے یہہ روز فراق یار کی
مجکو آتا ہی نظر کالا سپر سے آفتاب

فیض گر تیرا نہین اسکو تو کسکا فیض ہے
روشنی لایا ہی کہدے کسکے گہر سے آفتاب

کسقدر میری سیہ کاری سے نفرت ہے اسے
بچ کے چلتا ہے ہماری رہگذر سے آفتاب

روشنی داغ سودا پر مین بہی پاتا رہے
سیکہے رین آپ ہم اپنے ہنر سے آفتاب

سرد ہو جاویگا ای آغظم جو کہتکا ہی اوسے
دور تر رہتا ہے میری چشم تر سے آفتاب

تا در تاثیر گر پہنچی فغان عندلیب
غنچہ گل کی بغل مین ہو مکان عندلیب

ہمکو سکہلاؤ اگر تو تی فغان عندلیب
عرش پر برپا کرے گویا نشان عندلیب

ہنستے ہی ہین ہماری زمزمہ پردازیان
آدمی تم ہو یہہ رکہتے ہو زبان عندلیب

باغمین جب تلک کہ تم تشریف لیجاتے نہین
اضطرابی مین پڑی رہتی ہی جان عندلیب

جتنے ہین کانٹے ہین وہ سب بنی ہوئی ہین تیر
پوچھتے کیا ہو تجاہل سے بیان عندلیب

دیکھکر اوسکو گلستان سے اوڑاتا ہی صبا
بو ہی گل کے ساتھہ ہی روح روان عندلیب

باغبان توڑتے نہین نخل گل تر باغمین
گاڑتے ہین صحن گلشن مین نشان عندلیب

نالۂ عشاق سی دونی خوشی اونکو ہوئی
کھلکھلاتے خوب ہین سنکر فغان عندلیب

دیکھتے ہو تم تو ملتی ہی گلونکو آبرو
بولتے ہو تم تو بڑہ جاتی ہے شان عندلیب

اہل عالم اپنے اپنے حالمین نالان ہین سب
ہی بجا دنیا کو کہیئے بوستان عندلیب

آتش گل سے جلا کر پیسئے اسکو اگر
کیمیا ہو جاے خاک استخوان عندلیب

طفل غنچہ پھر لگے بڑہنے چمن مین دن بدن
پھر ترقی پر ہوا بخت جوان عندلیب

ولہ

شاخ پر شمشاد کی ہی آشیان عندلیب
دلمین قمری کی کہٹکتا ہی نشان عندلیب

شمع رو گلچین کا عشق جو قسمت مین تہا
دل پتنگے کا ملا مجکو زبان عندلیب

اودنہ شک پہولون کا ہی اونکی نزاکت دیکھکر
میر نا سے سیکھے ہی مجھپر گمان عندلیب

سیر گلشن کو مرے رنگین ادا جایا نکر
دیکھکر تجکو پھڑک جاتی ہی جان عندلیب

جو ورکر سکے سنگ پیدا آتا ہی وہ رنگین ادا
آتش گل سے جلاتا ہی زبان عندلیب

[illegible] تہا میرا گلچین عاشق نواز
ہم سنین کے قصہ خوان سے داستان عندلیب

اسقدر عارض ہوئی خوف خزان سے لاغری
چاہیئے گن لیجیے سب استخوان عندلیب

یہہ اشارے کر رہی ہے گرمی فصل بہار
آتش گل پھونکدیگی آشیان عندلیب

کون ہے باغ جہان مین دوسرا تیری سوا
دلربا کی بجا خستہ آرام جان عندلیب

سنتے ہی ہنسنے اڑالین زمزمہ پردازیان
ہاتہہ یارون کے لگی جنبش دکان عندلیب

آسمان پر جاکے ای اعظم بنینگے تیر شہاب
رنگ لائیگے نالۂ آتش فشان عندلیب

پہرتا تہا اپنے خواب مین عریان بدن خراب
پہنا کی دوستون نے کیا پیرہن خراب

جب یہہ گئی تو ہوگئی اعضا کے تن خراب
کی آخرش کو روح نے یہہ انجمن خراب

اکدن تو سوئے عالم بالا نگاہ کر
مدت سے ہی تیرے لیے چرخ کہن خراب

چلنے کا حکم باد بہاری کو دیجیے
سرسبز کیجیے ادہیے جو ہو چمن خراب

گیسو کو جلد کہولیے ای یار ہو چلے
نبت خراب و چین خراب و ختن خراب

تیوری پہ بل نہ ڈالیے آئینہ دیکہیے
ماتہی کا حسن کرتی ہے چین و شکن خراب

غافل عدم کو منزل ہستی سے کوچ کر
پہرتا ہی ملک غیر مین کیون بے وطن خراب

انداز سے نہ ہوجیے باہر دم خرام
ورنہ یہہ رفتہ رفتہ کریگا چلن خراب

غیرون کے ساتہہ سیج پہ سوکر عبث ہوئے
تم بہی خراب پہول بہی دو چار بن خراب

بوسیدہ ہڈیون سے نکلتے ہی یہہ صدا
کیا کیا لطیف و صاف ہو سیئے ہین کفن خراب

دامان گیسوؤن کو تم تو بناتے ہو سرکجان
یہان کرتی ہی زلف شکن در شکن خراب

خوشبو ہوا بہی ناز سے اوس گلعذار کے
کہتا ہے عطر ملکے کرین ہی بدن خراب

تردامنی سے داغ لگا یا غضب کیا — دھبے گناہ کے لگے کرنے بدن خراب

جی ڈوب ڈوب جائی لگا اشتیاق میں — کرنے لگا اب الفت چاہ ذقن خراب

کہتا تھا تجھکو جامہ ہستی کو دیکھکر — نا پکے ہمارے واسطے کیوں پیرہن خراب

کعبہ میں اور کنشت میں ہیں تیرے واسطے — زاہد ادہر خراب ادہر برہمن خراب

پردا ہمارا مصر محبت میں رہ گیا — یوسف کی طرح سے ہوا پیرہن خراب

دوڑا کیے نہ منزل ہستی میں اسقدر — کیا اسمیں فائدہ ہی کہ ہون بیوطن خراب

وحشت یہ کہہ رہی ہے کہ آباد کیجیے
آعظم بہت دنون سے ہے مجنون کا بن خراب

غش میں گلگے اگر دیکھے صفائی عندلیب — باغبان غنچوں پہ چہرے کے حا کیا عندلیب

عاشقون سے گر محبت ہے تجھی ای گلبدن — مول لے دیکر زر گلکو بہائی عندلیب

حشر میں کس کا دامن گیر اے گلچین — خون بہا میرا بھی ہی اور خون بہائے عندلیب

باغ عالم میں ہیں ہم بھی ایک گل نا شگفتہ — ماجرا اپنا بھی ہے ہم ماجرائے عندلیب

عاشق و معشوق میں اخلاص باہم چاہیے — گل ہے بلبل فدا اور گل فدائے عندلیب

دیکھیے کیا غیب کے پردہ سے گل ہی پھولتا — عرش تک جا لگے ہیں نالہائے عندلیب

غم نہیں صیاد آنکلے جو بے پروا لگی — باغ میں گلچین نہ جانے دے رہنا عندلیب

باغ سے گر دور ہون ای ہمصفیران چمن — کان تک میرے پہونچتی ہی صدائے عندلیب

درد پہلو صورت گل سے ہوا کرتا ہی دور — روغن گل چاہیے پہر دوائے عندلیب

خبر گذری آجکی ہی بخچہ صیاد سیتی / دام ٹوٹا ٹنگنی سر سیتی بلائی عندلیب

فصل گلہا جاودانی نہائی پہلی ہی وہ مرگئی / کیا بقائی گل سیتی بہی کم تہی بقائی عندلیب

ایک گل رعنا بہاؤ باغ تو گلچین سیتی لی / اور یون صیاد سیتی مین خون بہائی عندلیب

واقعی ہم جنس کو ہم جنس سیتی ہوتا ہی ربط / یار گل کا آشنا ہین آشنائی عندلیب

غنچہ بگلکی چٹکنی سیتی پریشان ہی وباغ / شور محشر ہی نزاکت سیتی نوائی عندلیب

چاک پیراہن کرینگی گل بہی اسکی عشق مین / پہنچی گر باب اجابت پر دعائی عندلیب

اگ مین دام و قفس کو رکہہ کی ہو جا فقیر

گر سیتی صیاد واعظ نالہائی عندلیب

جسکو ہی تیری عارض پر نور سیتی مطلب / رکہتا ہی بہلا کب وہ رخ حور سیتی مطلب

تم ایسی ہوا ہی زنہار یار جو چاہو / عیسی کا لکھا تو لب رنجور سیتی مطلب

اک جام مین کہل جاتا ہی احوال دو عالم / کونین کا پوچھو دل مخمور سیتی مطلب

جب وصل کا اقرار لیا زلف دکہائی / جاتا کہ ہی اوسکا شب دیجور سیتی مطلب

ہوسی کیطرح کوہ پہ مجکو نہ بہراو / دیدار کا طالب ہون نہین طور سیتی مطلب

موقع کی جگہہ اہل غرض کو نہین چارہ / اظہار کیا چاہیئے ضرور سیتی مطلب

کافر ہوں اگر نکرون سجدہ خالق / نکلی جو میرا اوس بت مغرور سیتی مطلب

پڑ جاینگی وہ زخم سر دامن جلن ور / بگڑیگا میرا مرہم کافور سیتی مطلب

عبرت تمہین منظور ہی لوگو نکو دکہانی / لینا تہا غرض سہہ سر مغفور سیتی مطلب

ساقی تری اعجاز سے ہم بادہ کشون کا   کیا صاف نکل آیا ہی انگور سے مطلب

اعظم کی تمنا ہی کہ اے خالق داور
بندیکا کبھی نکلے کسی دستور سے مطلب

جانباز کو ہے ابروے خمدار سے مطلب   خنجر سے غرض کچھ ہے نہ تلوار سے مطلب
ہون قیس تو ہی وادیٔ پرخار سے مطلب   فرہاد جو ہون مین تو ہی کہسار سے مطلب
آیا شب تیرہ مین جو تو بام کے اوپر   خورشید کا نکلے تیرے رخسار سے مطلب
یہہ عقدۂ لاحل نہ سلجھنا تھا نہ سلجھا   الجھا ہی رہا گیسوے خمدار سے مطلب
وحشت مین ہی الجھا نہین رہتا ہی مرا کام   پاؤن کا نکلتا ہی سر خار سے مطلب
تجھ سے جو نظر کی تو خزان مین ہوئی سیر   بلبل کا ہوا عارض گلنار سے مطلب
سینے یہہ حقیقت کہ دم عرض تمنا   نکلا نہ ہمارے لب اظہار سے مطلب
آتا ہی اندھیرے مین وہ خورشید سے باہر   مین نور کا لیتا ہون شب تار سے مطلب

اعظم سے وسیلہ کو جو پوچھا تو یہہ بولا
احمد سے ہے یا حیدر کرار سے مطلب

کشتہ جنبش خلخال کیا چلتے وقت   تمنے انداز نکالا یہہ نیا چلتے وقت
قصد آنیکا جو کرتا ہی مری بالین پہ وہ شوخ   ناز کہتا ہے کہ ملوا دو حنا چلتے وقت
بس سکتا ہی تو پہلی ہی سے کہتا ہی وہ مست   ٹوک دنیا نہ مجھے مرد خدا چلتے وقت
سیر گلزار کو لیجائینگے ہمکو اوسدن   ٹھنڈی ٹھنڈی چلے جب سرد ہوا چلتے وقت

ناز ترغیب سے دیتا ہے اوسی وقت خرام
فتنۂ حشر کو ٹھوکر سے جگا چلتے وقت

تم شکایت نکرو وصل مین عمر یا نکی
باندہ بہی دینگے ہمین بند قبا چلتے وقت

عرض احوال کی رہجاتی ہی حسرت ہمین
ملتفت بہی نہین ہوتا وہ ذرا چلتے وقت

صبح ہوتے ہوے دل کہوتے ہین لپٹے لپٹے
سیر ہے اوسکی کوہی پروا نہ کیا چلتے وقت

اوسکا رستہ مین بہی ممکن نہین نظارۂ حسن
سر اوٹھاتے نہین مٹتی ہی حنا چلتے وقت

اور مجہہ چاک گریبان سے تو کچہہ ہو نہ سکا
رو دیا تہام کے دامان قبا چلتے وقت

وہ جو جاتے ہین تو ہو جاتا ہے سکتہ اعظم
ہوش رہتے نہین اپنے تو بجا چلتے وقت

اوسکی گلی مین جاتے ہین آہ جگر بہت
نزدیک رہگیا ہے مقام اثر بہت

زینت پسند ہو گئی طبیعت جو یار کی
کانون کی واسطے ہین مہیا گہر بہت

شام فراق یار کے کٹنے کے واسطے
سیفی پڑا کیا ہون مین وقت سحر بہت

تو کیا اب جہان نہین گہرتا نہین قدم
شیشے نے میکدہ مین اوٹہایا ہے سر بہت

سینہ مین دل تہا سر مین جگر تہین جان تہی
لائے تہے ہم عدم سے متاع سفر بہت

اوس غیرت چمن کے نہ گہر کا پتہ ملا
مدت تلک خراب رہے نامہ بر بہت

اللہ وہ مکان قیامت تلک رہے
بیت الصنم مین اپنا ہوا ہی گذر بہت

دیکہا تو دہر ہستی نا پائدار مین
کمتر حباب سے ہی قیام بشر بہت

دیکہا مجہے تو یہہ میرے صیاد نے کہا
یہہ صید ناتوان تو ہی بے بال و پر بہت

ہستی مین ہی عدم کا مجھے دم بدم خیال
آتا ہی یاد وادی غربت مین گھر مجھے

آتا ہو نکو مجھ غریب کے خانے جاتے ہیے
آنسو نہین ہیکسی کی پھرا ہی اثر بہت

منزل کے اشتیاق مین بیٹھا کہین نہ مین
رستے مین سایہ دار کھڑی ہی شجر بہت

کیا تاب ہے قفس مین پھر بیری جو سکین
قسمت نے کھینچ کھینچ کے باندھی ہین پر بہت

جاگے ہمارے بخت تو ادسے کہین گے ہم
سونے کی آرزو تھی ہمین سیمبر بہت

سنتا ہون بانٹنے کو خرید آئے تجھے
دل پر کھلی ہی آپ کی نازک کمر بہت

سیلاب دیکھنے کی تمنا نہین تجھے
میرے لیے ہے گوشۂ دامان تر بہت

بازار حسن مین نہ خرید و متاع عشق
جانے دو مول لیتے ہو کیون دردسر بہت

اعظم کہین گئے دیر مین جا کر بتون سے ہم
پتھر سے بھی کڑے ہین تمہارے جگر بہت

رہی وہ روشنی بزم غیر ساری رات
سحر تلک رہی تاریک تر ہماری رات

دل و جگر کا نہ پوچھو فراق یار مین حال
یہ دونو خوب ساتھ ہین بین باری باری رات

شب فراق کی کیا سرگذشت پوچھتے ہو
سنی تو ہوگی تمنی بھی آہ و زاری رات

شب وصال مین تو ہی چڑھا کی بیٹھے وہ
سمند ناز کی اوپر رہی سواری رات

رہے وہ آکے ہمارے سیاہ خانہ مین
بہت خراب ہے رات سے گذاری رات

تھے کوچۂ رنگین سے غیر بھاگ گئے
ہاہوئی خلیل کے گلشن سے دور ناری رات

ہمین بھی وصل کا دن گر فلک نے دکھلایا
کہین گے ہم بھی کہ اب ہجر کی سدہاری رات

سحر کو پھینک کیے زیور گلو انکا بٹھہ گیے | کہا کہ بوجہ اوٹھایا ہی ہمنے بہاری رات

تمہارے شوق مین الگل ہمارے ناو نکی | ہوا بند ہی جو چلی باد نو بہاری رات

کہا کہ ہوتی ہے گرمی بہی وصل مین جانکی | یہہ بند باندھ کیے او نکی قبا اوتاری رات

اوٹھایا یار نے اپنے ہمین چہپر کہٹ پر | پر یکی تخت کیے او پر ہی سواری رات

نہ پوچھنا تہا نہ پوچھا کہ کون روتا ہی | سنا کیے لپس دیوار آہ و زاری رات

سحر تلک جو جیے تو کہین گے یار سے ہم | قضا کا سامنا تہا تیری انتظاری رات

نثار کر سکو او سکے رخ پہ اور گیسو پہ | سحر نے دن تو سر شام نے اوتاری رات

شب فراق مین صبح وصال یار بغیر
کسینی کی میری اعظم نہ غمگساری رات

کیا اغیار کو گوشے مین پنہان اسکا کیا باعث | ہمین جو کہا تو تانی تیر مژگان اسکا کیا باعث

تری مژگان یہہ بر گشتہ رہا کرتی ہی عاشق سے | کہی رہتی ہے ہر دم تیغ بر آن اسکا کیا باعث

مجھی پر تیر دستی اے جنون کیا آزمانی تہی | نچہوڑا ایک بہی تار گریبان اسکا کیا باعث

نہ دل سے آہ کی ہی ہے نہ آنکہون سے بہی آنسو | محبت کا کہلا اسرار پنہان اسکا کیا باعث

کسی خورشید رو کے عشق نے مجھکو جلایا ہے | مثال شمع ہین ہر داغ پنہان اسکا کیا باعث

تو نکلی آرزو دل سے میری نکلی نہین یارب | زمانہ مجھکو کہتا ہی مسلمان اسکا کیا باعث

جو کہتا ہون کہ دیکر ایک بوسہ کیجیے ممنون | تو کہتے ہین کرین نہین تمپہ احسان اسکا کیا باعث

نہین معلوم ہے کس گلبدن کی آرزو اسکو | پہرا کرتی ہی بوی گل پریشان اسکا کیا باعث

گزند ہی مجھے عقرب کے نیش کا اندیشہ — میری نصیب سے پیدا ہوئی ہی خار میں روح

وبال جان ہوئی غیر جنس کے صحبت — بدن میں آ کے پڑی رنج بیشمار میں روح

جو دیکھتا ہی تماشا تمہیں تڑپنے کا — تو میری جسم کی بہر دو تن شکار میں روح

شب فراق کی ایذا نہ پوچھیے ہم سے — پڑی ہی صدمۂ دیو سیاہ کار میں روح

فراق یار میں کسکو دیجیے تسکین — قرار میں نہ بدن ہے نہ ہی قرار میں روح

ہم ایسے جلوۂ بیساختہ کے سوختہ ہیں — بدن سے کوچ کری جبکی اک شرار میں روح

ہوا کے شوق میں اڑنیکی آرزو ہی ہمیں — لگی ہی طائر رنگ حنائی یار میں روح

غزل اک اور بھی ارشاد کیجیے اعظم
لگی ہے آپکی مضمون آبدار میں روح

غبار ہی میرا صحرا میں کوئی یار میں روح — نہ ہی مزار میں لاشہ نہ ہی مزار میں روح

تمہارے آنیکا اغماض سد راہ ہوا — ہماری ہو گئی تحلیل انتظار میں روح

شراب لا میرے سامنے جو ہے ساقی — ہوا کی ساتھ اڑی ابر نوبہار میں روح

وہ صید ہوں کہ بچا یا نہ جسکو شارع نے — کہا حلال ہی گر ہی تن شکار میں روح

نہ باندھ سکتے اسی ہم نہ کھول سکتے ہم — غضب تھا ہوتی جو بند قبائے یار میں روح

بہار میں جو ہمیں دغدغہ خزاں کا ہوا — زیادہ تر ہوئی تحلیل لالہ زار میں روح

مری ہی کوی جو اونیہ ہمیں کیا پڑا — یہ حسن والے سمجھتے ہیں کس شمار میں روح

نکلنے دیتا بدن سے نہ یہہ قیامت تک — غضب تھا ہوتی جو بندیکی اختیار میں روح

خیال زلف مین جو ٹیکا سندہ گیا جو بیان
سواد ہند سے پہنچی میری تتار مین وج

ہمین بھی اک بت شیرین ادا پہ مرنا ہے
تلاش کرتی ہی تیشہ کو کوہسار مین وج

میری حیا نگار شتہ ہی اوس سے وابستہ
بھری ہوئی ہے تیری گیسوئنکی تار مین وج

تراون لبونکی صفت معجزہ پہ آجاوے
رقم کے وقت بھری کلک آبدار مین وج

غم حسین مین رویا کرونگا اے اعظم
ہی جبتلک کہ میری چشم اشکبار مین وج

ایک بندہ ہی نہین ہی تن تنہا گستاخ
آپ سے سب ہین دم عرض تمنا گستاخ

مہربانی نے تمہاری کیا کیا گستاخ
اہل حاجت ہین دم عرض تمنا گستاخ

ادب آموز ادب سے نہین ہوتے باہر
وادی عرض مین موسی کو نہ کہا گستاخ

جرس قافلہ حی سے یہ آتی تھی صدا
قیس آوے نہ سوئی ناقہ لیلا گستاخ

اوس سے کہدو کہ فقیرونکے بہت سر نہ چڑھے
رہی کسرے ہی سے تاج سر کسرا گستاخ

کنگھی کرنیکا ارادہ ہے تیری گیسو مین
ہو گیا شیفتہ زلف چلیپا گستاخ

آنکھ دیوار کے رخنونسے لڑی رہتی ہے
شوق در پردہ ہوا جاتا ہے کیسا گستاخ

کر سکین دعوی اعجاز تمہارے آگے
نہین ایسے لب اعجاز مسیحا گستاخ

تجھ تک اے عرش نشین اوڑکی پہنچنا معلوم
اسقدر کب ہے پر طائر سدرا گستاخ

اودیکھے تو کہا کہ لپٹ جاؤن تو کیا کیجیے آپ
ہنس کے بولے کہ نہین ہے کوئی ایسا گستاخ

عمر بھر مجھ ندامت مین رہونگا ڈوبا
اونکی خدمت مین ہوا ہون لب دریا گستاخ

ہو رہا ہے تیری پانو کی حنا کا طالب
کسقدر ہے میرا داغ سر سودا گستاخ

رحمت ایزد و غفار پہ تکیہ کرکے
ہمکو کردیتا ہی اندیشۂ فردا گستاخ

ای میرجان ادب خوب نباہا ہمنے
ہمنے اعظم کو کبہی تمسے نہ دیکھا گستاخ

کشتنی مجھسا نہ پیدا ہوا میرے بعد
دوش قاتل پہ رہی تیغ جدا میرے بعد

نہوا اور کوئی سلسلہ پرداز جنون
منصب قیس کسیکو نہ ملا میرے بعد

ہوگئے حلقۂ گیسوے ستمگر بیکار
ان شکنجون مین کوئی پہر نہ پہنسا میرے بعد

سیر گلشن سے وہ آئے تو یہ کہتے آئے
اب چمن کی نہین بنتی کی ہوا میرے بعد

مجکو امداد ہوا جامہ ہستی سے پہلے
تاج غنچہ کو ملا گلکو قبا میرے بعد

ادبنا کوئی نہ رہا جبکہ اوٹہا ہو الا
کوچ فرما گئے انداز و ادا میرے بعد

بند محرم بہی کہلے بند قبا بہی صاحب
جو نہ کہلنا تہا وہ عقدا بہی کہلا میرے بعد

شاید آجائے کوئی اور بہی مجہسا امیر
مدتون وا در فردوس رہا میرے بعد

مجہسا ہوگا نہ کوئی شیفتۂ طرز خرام
ٹہوکرین کہا ئیگی گہنگرو کی صدا میرے بعد

قیس کہتا تہا کہ پہنچا میرے مرقد پر
ناقہ شاید محمل کو خدا میرے بعد

میرے دم تک تہی زمانہ مین نزول آفات
اب نہ نازل کوئی ہوویگی بلا میرے بعد

مقتل عشق مین وہ کشتہ مقبول ہون مین
جو شہید آئیگا خون بہا میرے بعد

خون ترا داد تنکو رلا دیگی لہو
رنگ لاویگی میری جان حنا میرے بعد

ہے قاتل نے بہانی یہ حنا کے اعظم
ایکدم کف افسوس ملا میرے بعد

شراب حضرت سے بہاتا ہے آب کی مانند / ہمیں جلاتا ہے ساقی کباب کی مانند

سوار دوش پہ جنکو کریں رسول خدا / نہ تھا کوئی خلف بوتراب کی مانند

دکھا کے دل یہ ہمیں محتسب سے کہنا ہے / ایسے ہی توڑی جام شراب کی مانند

نہ سر رہیگا نہ لغزش قدم کو ہوویگی / بسر کرونگا بڑھاپا شباب کی مانند

ثبات کی ہمیں امید بحر فانی میں / ہوا بدن ہمیں بہر کے حباب کی مانند

اگر سے کا چلتے ہو ایسا لوگ کہتے ہیں / رگیں ہانکی کہی ہیں طناب کی مانند

خیال ہی نکرون حشمت سکندر پر / ملی اسیر جو مجکو خضاب کی مانند

ہوا ہوں آرزوئے سلطنت سے مستغنے / ہما کو جانتا ہوں میں غراب کی مانند

میرے کریم وہ دنیا ہمارے رہنے کو / بہشت ہو جو در بوتراب کی مانند

کسی طرح سے نہ ٹوٹا طلسم شرم حبیب / ہوا ہے چہرہ بھی بند نقاب کی مانند

اسی کی دم سے لقائی حیات فانی ہے / ہمیں عکس نہیں ہے پیری شباب کی مانند

نظر ٹھہر نہیں سکتی تمہارے عارض پر / چمکتا ہے رخ آفتاب کی مانند

فراق یار کی ایذا کسی بشر کو نہو / کوئی عذاب نہیں اس عذاب کی مانند

نکر جہاں میں حسرت کی آرزو غافل / یہ ہے خیال کی مانند خواب کی مانند

زیارت قدم پاک کی تمنا میں / ہو گئے ہیں آنکھ کے حلقے رکاب کی مانند

تمہارے ہوش ٹھکانے نہیں ہیں مستی سے | چڑھا ہی جوش جوانی شراب کی مانند

وہ سامنے بھی ہو جیے تو بھی ہم نہ دیکھ سکے | رہا حجاب کا پردہ نقاب کی مانند

نہ ہمکو چاہیے حیا سے نہ ہمکو نوابی

ہمارا نام ہے اعظم خطاب کی مانند

قدم میرا ونکی گرد لگا جو عرض حال کے بعد | جواب کچھ نہ ملیگا تجھے سوال کے بعد

اوٹھا دیا یار نے پردہ جو قیل و قال کے بعد | کھلا جمال جہان آفرین جلال کے بعد

نکل گیا ہوں میں جامہ سے ہو کے شاد مر گیا | کبھی ہوئی ہے جو آسودگی ملال کے بعد

جھڑک جھڑک کے دیا ہی جو اسنے یار رولنے | مجھی ہوئی ہے ندامت بہت سوال کے بعد

ہوا جو غیر پہ قابو تو یار رہا تھا لگا | شکار ہے نہ کیا شیر کا شغال کے بعد

خروس صبح یہ کہتا ہی عیش دیو بسے | سحر حلال کریگی شب وصال کے بعد

نجات ہے نہیں ہوتی ہی جب تلک بسمل | قضا کا سامنا رہتا ہی انتقال کے بعد

کوئی نہیں ہی میری بات پوچھنے والا | خدا کے بعد نبی اور نبی کی آل کے بعد

ڈبو دیا آب ندامت میں مجکو غیرت نے | نہا گیا ہوں پسینے میں انفعال کے بعد

ہمیں تو وہ بھی نہ دیوانگی میں رد سکے | جو صوفیوں کو نشہ لا کیے تھے حال کے بعد

کسیکو پاتے نہیں ہیں جو ٹھوکروں کی تلے | تو وامت ہیں ہے میں وہ پائمال کے بعد

کمال رنج دیا مجکو اہل دنیا نے | کہ میری بات نہ پوچھی کسی کمال کے بعد

ہماری شوق کو ہونے نہ دیجیے کلال | پھر آپ چھپ نہ سکیں گے کبھی خیال کے بعد

غزل ایک اور بھی ارشاد کیجیے اعظم
کمال اور بھی دکھلایئے کمال کیے بعد

ہوی ہی عرض تمنا جو عرض حال کیے بعد
در قبول کھلا ہی میری سوال کیے بعد

اب اونکی واسطے بیہ چاہیے جمال کیے بعد
زوال کا نہ رہی ڈر نہ غم کمال کیے بعد

خدا ہی جانی کفن بھی ملی و یا نہ ملی
قبا کیے بعد دوشالہ کیے بعد شال کیے بعد

شرف ملا ہی رفیقو نکو بھی پیمبر کیے
شمار مین ہین صحابہ بھی کی آل کیے بعد

ریاض دہر مین جا ہو جہان کرو آرام
نہال رہ گئے ہین ہو جو دین نہال کیے بعد

سنین اصول کی پہلے ملائکہ تقریر
جواب کیے نہ ہین منتظر سوال کیے بعد

خدا نے دنکو تنزل مین بھی دیا ہی شرف
نماز صبح پڑھی جاتی ہی زوال کیے بعد

ہوا بحال تو پھر اختلاج ہوشمین بھی
گیا دماغ سے سودا نہ اختلال کیے بعد

کیا جو غور تو دنیا مین بستر و سامان
کوئی نظر نہ پڑا مجھ شکستہ حال کیے بعد

بہری کریم پھر دیکھا ہی تیری رحمت کا
گناہگار کو بخشش کا انتقال کیے بعد

کلیم طور سے ہوتی تھین راز کی باتیں
ہمین جواب بھی ملتا نہیں سوال کیے بعد

دبلا جان ہی مشتاع جہانکی افزایش
ہلاک ہو گیا قارون حصول مال کیے بعد

قطعہ

صبا بہ سنم وحشی مزاج سے کہنا
میری لطف سے ہیبت خواہش وصال کیے بعد

کہ چلک کرتا ہی رخصت بدن تو کر غافل
کہ اب بہار پھر آوے گی اک سال کیے بعد

خط اونہین لکھنے کو مین لیکے جو بیٹہا کاغذ
حرف مطلب کی جگہہ رنگیا سادا کاغذ

اضطرابی دم تحریر خط شوق ہوئی
ہاتھہ مین لیکی مین اوٹہا کبھی بیٹہا کاغذ

بام تک یار کے پہنچیگا خط شوق میرا
اوڑکے پہنچیگا کبوتر سے بہی اونچا کاغذ

جذبۂ شوق تو دیکہو کہ میرے نامہ کا
اوسکی جانب کو چلا جاتا ہی اوڑتا کاغذ

ہہی جو نفرت میری جانب سے تو منہہ پہیر لیا
میرے نقشہ کا اونہین جبکہ دیکہایا کاغذ

پڑہنے والیکو میرے حال پہ رقت جو ہوئی
اپنی اشکون سے بہگویا کیا بیٹہا کاغذ

درد فرقت نے رولایا دم تحریر مجہے
آنسون سے مرے تر ہوگیا سارا کاغذ

کاتبان عمل زشت کا شکوہ کیا ہے
جبکہ تقدیر مین لکہا تہا دہ لکہا کاغذ

رسم خط ہوگئی جاری میری اونسے اعظم
آج میرا گیا کل اونکا بہی آیا کاغذ

خاموشی دیوانہ ہی تقریر سے باہر
آواز بہی آتی نہین زنجیر سے باہر

ہوجائیگی وحشت میری تدبیر سے باہر
گر پانو ہوے حلقۂ زنجیر سے باہر

اللہ ری خدنگ نگہ ناز کا احسان
حسرت کو نکالا دل نخچیر سے باہر

جو لوگ کہ محبوس محبت ہین تمہارے
وہ طوق سے باہر ہین نہ زنجیر سے باہر

موقع کی جگہہ خال خط یار مین دیکہا
نقطہ بہی نہین خوبی تحریر سے باہر

رخسار سے زلفونکو ہٹاتی ہین جو محبوب
خورشید کو کرتے ہین شب قیر سے باہر

آتش قدمی کا یہہ اثر ہے کہ میری پانو
شعلہ کیطرح ہوتے ہین زنجیر سے باہر

او پردہ نشین شرم و حیا کا تیری مضمون
ہی دلین یہ ہوتا ہہین تقریر سے باہر

دیکھ دم رخصت بہی وہ پہنچا گئے اگر
ہم گہر سے ہوئے یار کی توقیر سے باہر

کر شوق سے اونکو ہدف ناوک مژگان
شکوہ بہی نہوگا لب نخچیر سے باہر

ہتا نہین بوسہ لیا رخسار صنم کا
واللہ خطا ہی میری تقصیر سے باہر

اب شور کی طاقت نہی ضعف سے لینے
آواز نکلتی ہی تو تاخیر سے باہر

مہجور ہون ایسا جو بنائین مجہے تو وہ
پیکان بہی الگ جا کے پڑے تیر سے باہر

چپ رہ گئی بہی اب دیکھ لیا تہا کہین دن
نالے تو دیکہائی دیے تاثیر سے باہر

اغیار کی آواز ہی کوچہ مین صنم کے
ناقوس ہے تا دیر تب بے پیر سے باہر

مژگان کی اشارہ کو سمجہہ کر تری تاہنیے
دل پہینک دیا چہید کے خود تیر سے باہر

کہتا ہی وہان پر پرواز کبہو تر
قاصد کی زبان ہوتی ہی تقریر سے باہر

دامن سے وہ خود پوچہہ کے ابرو نہ ہیہ تو
لو رنگ کہینے کیا شمشیر سے باہر

اللہ رہی صورت گر تیئے دست مصور
ایک خال سر مو نہین تصویر سے باہر

آیا جو ترحم دل صیاد کے اندر
تیرونکو کیا خود تن نخچیر سے باہر

پہر خانہ محبوب مین اعظم ہوتہین تم
اغیار تو ہو دیوے کسی تدبیر سے باہر

آمادہ جب سے ہی وہ کمان ابرو جنگ پر
دل لگ رہا ہی آنکہ لڑی ہی خدنگ پر

پیدا ہم آپ شوق سے کرتے ہین درد سر
ماتہا رگڑ رگڑ کے تری در کے سنگ پر

اللہ رے شوق نیند نہ آئی شب وصال
ہم جاگتے رہے جو وہ سوئے پلنگ پر

سرمہ نہیں ہے دیدۂ مکحول یار مین
باندہی ہے غمازیون نے کمر چست جنگ پر

دلمین رقیب کے ہوئی یاد خط نگار
سختی آسمان سے جمی دوب سنگ پر

اے خار دشت کر کف پائی جنونکو لال
لا سنگ کودکان سر سودا کو رنگ پر

گلزار جیب بنا کے اوڑایا ہے یار نے
کہایا ہے خار مرغ چمن نے پتنگ پر

توڑا نہین شکار کا صید افگنی کرو
تا کو کسیکو ربط جاؤ تفنگ پر

اونکی ابہی بجا ہین تلون مزاجیان
نام خدا شباب ہے اعظم امنگ پر

جو داغ کہ تہے سال گذشتہ میرے تن پر
اس سال وہ سب ہنستی ہین گلہائے چمن پر

نازان ہین جو وہ گیسوئی مشکین بے شکن پر
ہنستی ہین کہڑی سنبل تاتار ختن پر

ساقی ہے بطمی کو اوڑا دے تو مزہ ہو
عالم ہے عجب ابر مین طاؤس چمن پر

پہبتی کہی اچہی کسی رنگین نے میرے جان
رخ پر گل شاداب کی غنچہ کی دہن پر

اوسکو بہی تو معلوم ہوا انداز تمہارا
تم بہی تو چلو کبک خرامانکی چلن پر

ہنکیون مین کفن جا لگے رندونکی ہے یا رب
ہوتا ہے کسی وز بہی رخت بدن پر

اک رشک گلستانکی ہوس لیگئی مجہکو
ورنہ مجہے میلان نہ تہا سیر چمن پر

دو روز سے گیسو جو نہین یار نے کہولے
اک ابر طلاطم ہے کہ چہایا ہے ختن پر

افلاک فلک کی میری نالہ نے رسائی
تو آج ہی بات ہوئی چرخ کہن پر

برسات مین ساقی نرہی خشت نہ [illegible]
شیشہ کیے صراحی کیے بہوجی کیے دہن پر

گلکار قبا زیب بدن کر نہ دم سیر
دہبا نہ لگا جائیگا گلہاے چمن پر

لو آپکی دانتون کی صفت ہوتی ہی اظہار
صدقی کرد موتی کی لڑی سلک سخن پر

توڑا میری بیتابی دل نے اونہین اس سال
ٹانکے جو لگائے تہے میری زخم بدن پر

بہیگے ہوئی گیسو رخ رنگین پہ کہلے ہین
چہائی ہوئی برسات کی بدلی ہی آ چمن پر

بیتابیکی افشان پہ لگایا گیا ٹیکا
بجلی بہی چمکنی لگی سورج کی کرن پر

سمجہا ہی کوئی جی کا نہو ویگا ندیدہ
ہون آنکہہ لگائے ہوئے شیشہ کی دہن پر

ابرو جو چڑہائی تو اوتارا سر عشاق
قاتل کو بجا ناز تہا ماتہی کی شکن پر

مژگان کا بہت دن سے اشارہ ہی کہ اعظم
جاروب کشی چلکے کرو قبر حسن پر

رستی مین جو چہو جائے بدن تل کی برابر
کہتا ہی کہ اتنا نہ چلو مل کے برابر

نالان ہی بہلا کون میری دلکی برابر
بیہوش اوڑاتا ہی عنادل کی برابر

دو گام بہی چلنے کی نہین قیس مین طاقت
پر شوق لیئے جاتا ہی محمل کی برابر

کب اسمین دکہائی دیا کونین کا احوال
آئینہ سکندر نہ بنا دل کے برابر

افسون نہین ہماری بہی ہین تاثیر کے آثار
اور رشک پری ہم بہی ہین عامل کی برابر

بیجے و [illegible] کو پہچان لیا ہے
عارف کوئی عامل نہین عاقل کی برابر

کہتا ہی تیری گہر مین میرا اتیرا اقبال
پہنچا ہو مین خورشید کی منزل کی برابر

غنچون سے چٹکنے مین ہے اک درد کی آواز — گل میرے چمن کے ہین عنادل کے برابر

در پردہ یہہ تھا ناز کا لیلے کو اشارہ — مجنون کہین آجاے نہ محمل کے برابر

آنکھون کی برابر ہے مجھے جام مئے ناب — شیشہ ہے محبت مین مجھے دل کے برابر

فرقت کا بیمار بنو کیجیو مجھکو — یہہ دو کہہ ہی ہے ای سنگدل بسمل کے برابر

سودا تو دیا قیس کو اور ہمکو دیا دل — کردیجیے مجھے بہی سلاسل کے برابر

پابند محبت ہین کسی زلف کے ہم بہی — ہم بہی ہین گرفتار سلاسل کے برابر

خال رخ محبوب کی تشخیص کرین کیا — دانہ ہے یہہ اقلیم کے حاصل کے برابر

کرجاے میری آہ کسی دلمین جو تاثیر — پہولون کا کرون میں عنادل کے برابر

بت کرتے ہین اک ناز مین تسخیر دلونکو — یہہ رشک پری زاد ہین عامل کے برابر

اللہ ری نور فلک حسن ترا فیض — ہے خال کا جلوہ مہہ کامل کے برابر

مضمون ترے دندان کے لکھتے نہین دیکھے — وہ ہین کہ چلے آتے ہین ساحل کے برابر

جب چاہے کر ڈالیے مٹہو کرے اپنے جو جی — کانسہ ہین سر دن کے قدح گل کی برابر

تم گل کیطرح یار ہنسو باغ جہان مین — ہم آہ کرین شور عنادل کے برابر

جہلکی تو کبہی حسن کی انکو بہی دکھاؤ — دیدار کے بہوکے بہی ہین سائل کی برابر

بندے کو توسل کسی دامن سے نہین ہے — کشتی میری آتی نہین ساحل کے برابر

بازار محبت مین جو دیکھا تو یہہ دیکھا — سودا کو ہی ہے قدر نہین دل کے برابر

افضال خدا سے کوئی رکھتا نہین مطلب — واسطے [illegible]

یوسف کی قسم حسن کے اقلیم مین ہینے — ہر چاہ کو دیکھا چہ بابل کے برابر

دہان کا نہ پڑی دلین یہان عذر کی سوجھے — ناخن بہی جسے عقدۂ مشکل کے برابر

قاتل حرکت ناز کی رہجا ہے نہ کوئی — ٹہوکر بہی چلے اب سر بسمل کے برابر

اب ضعف سے پہنچا ہے یہہ احوال ہمارا — دو گام کا چلنا بہی ہے منزل کے برابر

اعظم کو تمنا ہے یہی شاہ نجف سے
وا کیجیے عقدے مرے مشکل کے برابر

اسفل ہوئے مقدار مین اعلے کے برابر — چہالے پڑے ہے داغ سر سودا کے برابر

جا نکلے جو دیر بت ترسا کے برابر — نالے کیئے ناقوس کلیسا کے برابر

اس شرط پہ ہم نازادہ ٹہہاتے ہین تمہارے — غیر دلکو نہ بٹہلائے بلوا کے برابر

اللہ رے نور فلک حسن ترا فیض — ہے کان کا جہمکا بہی ثریا کے برابر

بہٹکا نہ کبہی غول بیابان مرے نزدیک — کون آتا ہے آمادۂ سودا کے برابر

پہر پاؤن سوے حد اب سے میرے باہر — پہر ہاتہہ گئے گردن مینا کے برابر

ہم بہی ابہی قمری کی طرح ہوتے ہین صدقے — شمشاد تو ہو قامت زیبا کے برابر

سنبل کی بہی کی سیر بنفشہ کو بہی دیکہا — دیکہا نہ تری زلف چلیپا کے برابر

حکمت سے کیا جام کو جمشید نے طیار — لیکن نہ بنا ساغر صہبا کے برابر

جلوہ میرے بلندی مین ترے بام کو کیسے — یا طور کی یا عرش معلے کے برابر

یا رب یہہ دعا کرتا ہے اعظم کہ بہو و سیر

مطلب میرا حاصل ہو تمنا کیے برابر

اى پری پیرو کہو یون جسا رتابان دیکہکر
غش نہ ہوویے کیطرح ہو دین سلیمان دیکہکر

اپنے دیوانونکو صحرا مین نہ جانے دیجیے
زلف کا سودا اوبہریگا سنبلستان دیکہکر

جلوہ گر ہوویگا جس کوہ پہ میرا برق شرر
طور سمجہینگے اوسی کو سبہی عمران دیکہکر

ہو سم گل کیے اثر سے آگیا ہی جسم مین
خون ہو وا نشتر خار مغیلان دیکہکر

واہ رے سفاک بیے پروا اترا اٹکہیلیان
ٹہوکرین چلنے لگین گنج شہیدان دیکہکر

بیے ثباتی یاد آجاتی ہیے باغ دہر کی
اسقدر حاصل خزائین ہی گلستان دیکہکر

غش ہوا اسکتہ ہوا بیخود ہوا سودا ہوا
صورتین کیا کیا ہوئین تصویر جانان دیکہکر

فصل گل آئی لگے ہونے جنون کے ولولے
پیرہن پہٹنے لگے صحرا کا دامان دیکہکر

تم جو جاتے ہو چمن مین سیر کو تو شوق سے
چہچہے کرتے ہین مرغان خوش الحان دیکہکر

شوق چشم وحشت افزا کا جو دیوانہ ہون مین
بہاگ جاتے ہین مجہے غول بیابان دیکہکر

دامن دریا مین موتی کو چہپا دیتے ہین
الصفا طینت تیری پاکیزہ دندان دیکہکر

ڈہونڈہنے کو جائیو دیر و حرم مین یار کو
اپنے اپنے دل مین ای گبر و مسلمان دیکہکر

باغ مین جانے تمہین دیتے ہین ہم اس شرط پر
پاس اعظم کے چلے آنا گلستان دیکہکر

سر کوٹہے پہ جو وہ ماہ لقا آئے نظر
جلوۂ نیر تقدیر رسا آئے نظر

سیکڑون کشتۂ شمشیر ادا آئے نظر
اوسکی کوچہ مین مزار شہدا آئے نظر

کوئی غارتگر ایمان جو ملے زاہد کو
یہہ سمجھے جو ہے کوئے مین ترا آئے نظر

ہم نظر آئین جو تم پردہ غفلت کو اوٹھاؤ
آنکھہ کھولو تو تمہین اہل وفا آئے نظر

چشم رغبت سے نہ دیکھی کبھی مائل تیرا
باغ جنت مین جو حور رو کی ادا آئے نظر

سینے والا جو کوئی ہو تو کیا جائیے سوال
ہاتھہ پھیلے جو کوئی اہل سخا آئے نظر

رقص مین یار کی ٹہوکر جو دکھائے اعجاز
چشم مشتاق کو گھنگرو کی صدا آئے نظر

آپکے خنجر مژگان کا اشارہ گر ہو
سر جانباز ہتھیلی پہ دہرا آئے نظر

دل ہوا ایسا کہ تری یاد سے معمور رہے
چشم ایسی ہو کہ دیدار ترا آئے نظر

یاد کر یجیو گیسو کے گرفتارون کو
کوئی دنیا مین جو پابند بلا آئے نظر

ہم کہینگے جو شہیدون کی زیارت ہوگی
کشتہ خنجر تسلیم و رضا آئے نظر

پیرہن سے تن عریان کو ہے نفرت اعظم
جامہ جسم کو پہاڑون جو قبا آئے نظر

دیکھین ابرو کو تو شمشیر قضا آئے نظر
آپ تو ترک فلک سے بھی سوا آئے نظر

نہ تو دامن نہ گریبان نہ قبا آئے نظر
تیرے دیوانے ہمین بے سروپا آئے نظر

تیری شوکت جو کرے حکم تو دروازے پر
ہاتھہ مین موسی عمران کے عصا آئے نظر

رہروؤن کو بھی تری دید کا مائل دیکھا
جو کہ آگے سے گئے رو بہ قفا آئے نظر

کسی گستاخ نے کھینچا ہے تمہارا دامن
آج ٹوٹے ہوئے جو بند قبا آئے نظر

گر مٹا دو تو بڑا آپکا احسان ہووے
لوح پر گر مری قسمت کا لکھا آئے نظر

کبھی آنکھوں بسے لگا وین کبھی ہاتھ ہار گزین — قدسیون کو جو در عرش سرا آئے نظر

چشم تو تیر ہے گر آپ نظر فرما دین — شوکت جم ہے سوا شان گدا آئے نظر

ای فلک تجکو بڑا تفرقہ پرداز کہوں — غم جو تیرے دل مضطر سے جدا آئے نظر

خضر بھی گر مجھے ظلمات کا رستہ بتلائین — زندگی بھر نہ مجھے آب بقا آئے نظر

جسم محسوس سکرو کا کہان ہوتا ہے — غیر ممکن ہے کہ آنکھوں کو ہوا آئے نظر

کوئی اعظم کسیطرح ہو دے نہ گیسو کا اسیر
دل شکنجے مین کسی کا نہ پھنسا آئے نظر

کبھی صدمہ رہا دلپر کبھی صدمہ رہا جانپر — شب غم یوں کٹی تیرے مریض درد ہجراں پر

پھر دسا اسقدر تو بھی نہین بھی چشم گریان پر — اگر رونے پہ آجاوے تو شرف لیجا طوفان پر

چمن مین جی نہ لگتا تھا زلیخا کا تو کہتی تھی — بہار گلشن فردوس تاہے یوسف کے زندان پر

ادا وہ اور ہوتی ہی جو بہا جاتی ہی عاشق کو — نہ خط پر منحصر ہے وہ نہ ابرو پر نہ مژگان پر

عزیز مصر کے یعقوب کو صورت دکھا دینا — الٰہی رحم کرنا نور چشم پیر کنعان پر

بیان سنیے ہین اوس ابرو کماں کی جو سراپا کا — ہمارا دل تڑپ جاتا ہے ذکر تیر مژگان پر

جو تم سنتے نہین فریاد تو مارے خجالت کے — گھڑی ہی یا کیے پڑتے ہین ہماری آہ سوزان پر

جنہین روز ازل سے وہ امانت دار سمجھے تھے — انہین لوگوں کو واقف کر دیا اسرار پنہان پر

جفا و جور بیجا سے عبث ہمکو ڈراتے ہو — مصیبت جھیل لیتا ہے جو پڑ جاتی ہے انسان پر

بہار آمد گلین ہزارون داغ دینا ہی — جنون سکہ بٹھاتا ہے ہمارے جسم عریان پر

قطعہ

کوئی پوچھی کہ ہین کس سوچ مین دن رات ہم تم ہون
تعجب کر رہا ہون انقلاب چرخ گردان پر

لحد مین خاک بہی اب کاسۂ سر کی نہ ہو وےگی
کسیدن تاج سلطانی دہرا تہا فرق سلطان پر

خدا جانے کہ کیسے سند جمشید کو تو کا
نظر کیا جانے کس کی لگی خسرو کے ایوان پر

عدم کو لیگئے تشریف خالی ہاتہہ دنیا سے
قیامت تک بہروسا تہا جنہین ہستی کی سامان پر

مجہے اپنے چہپر کٹ پر بٹہا یا اوس پر پڑے ونے
مقدر سے قدم مینے دہرا تخت سلیمان پر

تمہارے جلوۂ رخ سے بوقت فاتحہ خوانی
نظر آتی ہے چادر نور کی گور غریبان پر

خط مقسوم کی اصلاح گر مد نظر ہووے
تو اعظم جبہہ سائی کر در شاہ خراسان پر

نزاکت سے اوٹہیگا بار کیونکر
سنبہالو گے گلے کا ہار کیونکر

نہین کہلتا کہ بے بندی کیے کہو
کہلے بند قبا سے یار کیونکر

خزان ہوتی نہین ڈانڈے سے باہر
ہمارا کشت ہو طیار کیونکر

قدم دہرتی ہی گہوارہ سے باہر
چلے تم ناز کی رفتار کیونکر

اوسی نے خود اوسے سر پر چڑہایا
نہو وے بل پہ زلف یار کیونکر

جو ہو وے چشم سے ڈور رو کا پیدا
وہ توڑے آنسوؤنکا تار کیونکر

سن اپنے ایغافل سوا شکلک شاسے
کہلے گا عقدۂ دشوار کیونکر

دہن کیے راز دانون کو خدا نے
دیے گنجینۂ اسرار کیونکر

سیاہی سے صفا تہا دل ہمارا
کری برق نگاہ یار کیونکر

جسے دیکھو وہ ہے پگڑی کو تکتا — بچےگی دیکھیے دستار کیونکر
تمہین تو جہانکنا تہا ناگوارا — بنائے روزن دیوار کیونکر
چڑہا تہا عشق بت بند کیے سر پر — اوترتے دوش سے زنار کیونکر

تعجب ہے زمانہ کو کہ اعظم
رہا ہو کر دونون مین بار کیونکر

اونکا میلان طبیعت ہے جفا کے اوپر — ہم بہی بیٹھے ہین کمر کس کے وفا کے اوپر
سر فدا کرنے کے جانباز سے لیتے ہین قسم — ہاتہ رکہواتے ہین شمشیر ادا کے اوپر
دیکہہ آتی ہی پرستا ہین پر بیزا دونکو — اندنون ہی نگہ شوق ہوا کے اوپر
راستے قرب الہی کے ہمین بتلائے — رہبری ختم ہے محبوب خدا کے اوپر
یہہ شب وصل ہے یہ شوق نے بیباکی کی — دست گستاخ پڑی بند قبا کے اوپر
کس کے تیجے کی ملی ہی یہ قاتلکو مراد — پہول جہڑتے ہین مزار شہدا کے اوپر
حشر کے روز بہی قاتل ترا پردہ کہلا — کوئی دہبا نکلا سرخ قبا کے اوپر
دی کہین ناقہ لیلے کا حدی خوان آواز — قیس نے کان لگائے ہین صدا کے اوپر
نازکی چال سے پہلے تو ستم ڈہاتے تہے — اب گلے کٹتے ہین شمشیر ادا کے اوپر
اونکو دیتے ہین ثواب ابدی کے بدلے — لوگ احسان سمجہتے ہین گدا کے اوپر
گر پڑا ہین تو زمین سے نہ اوٹہایا تمنے — آسمان ٹوٹ پڑا مہر وفا کے اوپر
عرض مطلب نکیا شرم گنہ سے ہمنے — رہ گئے وقت دعا ہاتہ اوٹہا کے اوپر

آتے جاتے جو ادہر سے وہ گذر جاتے ہیں ۔ دم بہر رک جاتا ہے نقش کف پا کی اوپر

بے ثباتی کا کہلا کہلتے ہے کہلتے احوال ۔ زندگی آئی ہی امید بقا کیے اوپر

ہے سے کیون کہل نہ سکا بند نقاب رخ یار ۔ کوئی پردہ تو نہتا عقل رسا کیے اوپر

خوش خرامون کا زمانہ سے نرالا ہے چلن ۔ ٹہوکرین چلتی ہین پامال ادا کیے اوپر

دیکہتے ہین جو تمہارے گل عارض کی بہار ۔ اوس پڑ جاتی ہی پہولونکی قبا کیے اوپر

دشت خالی نہین دیوانہ کا دیوانے سے ۔ قیس ہی بادیہ پیما میری جا کیے اوپر

جب نہ تب میری ہی گہر آتی ہے دیوانی ۔ جن چڑہا رہتا ہے ہر روز بلا کیے اوپر

دیکہتی آتی ہی کس ناز سے یعقوب کے پاس ۔ بوئی پیراہن یوسف ہی ہوا کیے اوپر

بند کر دیجیے نور رخ روشن جلدی ۔ غش کی آمد ہوئی مشتاق لقا کیے اوپر

ہمکو بہی ناخن تدبیر کے اوپر ہے غرور ۔ ہے او نہین ناز اگر بند قبا کیے اوپر

اوس گلیمین سے گئے اندہون کیطرح سے اعظم
ہاتہ رہتے ہیں ہر یک دوش صبا کیے اوپر

آج بہی اوٹہ گیا دروازہ سے پردا ہوکر ۔ آج بہی رہگیا کار دل شیدا ہوکر

دل سنبہل جاتا ہے آمادہ سودا ہوکر ۔ ای جنون جیتا ہون دیوانون مین یکتا ہوکر

دیکہنے والونکو یہہ نفرت میرے احوال سے ہے ۔ محفلون مین میرا رسوا ہی چرچا ہوکر

شان ہی بندہ نوازی کی تمہین پر موقوف ۔ تم غلا ہو نیہ کرم کرتے ہو مولا ہوکر

غم فرقت سے جو ہوتا ہی دل زار مین جوش ۔ اشک آنکہون سے ابل چلتے ہین دریا ہوکر

ادیکھے جلوہ کی ذرا حسن ساقی دیکھو
دلمین بستا ہے خیال رخ زیبا ہوکر

بیے پر و بال تھے جب تک تو رہے پنجرے ہم
ہوش اوڑ آہین پر و بال نے پیدا ہوکر

سر کے دنیا کے گرفتار و نہ یہہ حال کہلا
آخر کار یہی ہوتا ہی کیا کیا ہوکر

سیکڑون لالہ رخون نے ہے جلایا مجکو
سکہ داغ ملے ہین مجھے چیدا ہوکر

جا ئے کعبہ مقصود ا دسے سمجھے ہم
رخت ا دترا جو ترے جسم سے میلا ہوکر

قفس تنگ جہان مین میرا احوال یہہ ہے
شوق پرواز مین رہجاتا ہے پر وا ہوکر

دیکھیے لاتا ہے اس سال جرائے کیسے
عارضہ فرقت دلدار کی تپ کا ہوکر

ناپسندیدہ ہی یہہ جنس خریدار و ہین
دل مشتاق کا رہجاتا ہے سودا ہوکر

اپنے بیمار دنکی احوال سے غفلت ہے تمہین
جی چہپاتے ہو مریضون سے مسیحا ہوکر

دیکھیے معرکہ حشر سے بعد ای اعظم
اور کیا ہوتا ہے ہستی کا تماشا ہوکر

سودا ہوا بہار کے آثار دیکھکر
تیکے جنون کا سبزۂ رخسار دیکھکر

ابرو کے دہیان مین ہی گلا کاٹنے کی تہرن
لیتے ہین کوئی تیز سی تلوار دیکھکر

احوال میری روح کا مجھسے نہ پوچھیے
تڑپے ہے اضطراب دل زار دیکھکر

اہل جہان سمجھتے ہین تمکو عزیز دل
شوکت سے امتیاز کے آثار دیکھکر

بیے یار میکدہ مین جو میرا گذر ہوا
آنسو ٹپک پڑے ہین گلنار دیکھکر

پہنچے تری گلیمین یہہ حاصل ہوا ہمین
طوبیٰ کا لطف سایۂ دیوار دیکھکر

غیروں کے ساتھ بادۂ گلگون نہ پیجیے
طوفان کرینگے دیدۂ خونبار دیکھکر

مشتاق کی نگاہ مین اندہیر ہونجلیے
سرمہ لگائیے گا خبردار دیکھکر

اوس شوخ دل پسند کی شوخی تو دیکھیے
مہندی طلب ہوئی مجھی خونبار دیکھکر

کچھہ دن رہی جو ملت اعظم اسیطرح
نفرت کرینگے کافر و دیندار دیکھکر

دنیا مین دل لگائیے کیا یار دیکھکر
ڈرتا ہون حسن و عشق کی تکرار دیکھکر

نکلے ہماری حسرت دیدار کس طرح
تمنے تو منہ کو پھیر لیا یار دیکھکر

سہہ کہکی عندلیب سے باد صبا چلے
جاتی ہون بے ثباتی گلزار دیکھکر

دل بیچڈالتے ہین بہائی قلیل پر
یوسف شناس کوئی خریدار دیکھکر

تم پر پڑے نگاہ جو بازار حسن مین
یوسف کو بھول جائین خریدار دیکھکر

روزن بھی بند کردیے جھنجھلا کے یار نے
مجکو پڑا ہوا پس دیوار دیکھکر

ہم اوسکے گھر کو دیکھ کے یون شادمان ہین
گویا کہ آئے قہقہۂ دیوار دیکھکر

کم رزق تو طبیب ازل نے نہین کیا
کہانا دیا ہے طاقت بیمار دیکھکر

افسوس ہے کہ موت نہ آئی غضب ہوا
وہ ڈر کے پھر گئے مجھے بیمار دیکھکر

ایجذب شوق باغ سے ایسا اوبہار لو
آویں ہمارے پاس وہ گلزار دیکھکر

ایسا جمال یار کے تہا دیکھنے کا شوق
سیری ہوئی نہ دلکو کئی بار دیکھکر

بازار حسن مین کوئی لیتا نہین ہمین
کرتے ہین ناپسند خریدار دیکھکر

اعظم نے اونکی سامنے کہولی نہتی زبان
واہو گئی ہتی خود لب اظہار دیکھکر

چارہ گر کرتے ہین تدبیر دگر سو سو بار | پہنکے دیتا ہے مجہے درد جگر سو سو بار
دیکہیے دیکہیے پردہ مین خلل ہوتا ہے | آنکہو دیکہتے ہین اہل نظر سو سو بار
آپ کو سامنے آئینے مین تامل کیا ہے | خانۂ دل مین تو ہوتا ہی گذر سو سو بار
انتظاری مین نہ پوچھو میری گہری حالت | بند ہو ہو کے کہلا رانکو در سو سو بار
عشق کو مد نظر ضبط ہوا تہا ورنہ | چشم تک آئے تو تہے لخت جگر سو سو بار
دیجیے دست درازی کی یہہ مجکو تعزیر | پاؤن پر اپنے رگڑوائیے سر سو سو بار
آزماتا ہی ادنہین اہل صفا کا منظور | روز پسواتے ہین پتہر سے گہر سو سو بار
دوسرا مجہسا زمانہ مین نہوگا بیتاب | پا رگڑتا ہون پٹکتا ہون مین سر سو سو بار
زخم تن عالم نیرنگ دکہاتے ہین مجہے | خشک ہو ہو کے ہوئے جاتے ہین تر سو سو بار
بند ہوتی ہی نہین لخت جگر کی آمد | دہوے جاتے ہین میرے دیدۂ تر سو سو بار

غم شبیر مین رو رو کے بہرے ہین اعظم
دامن رخت تمنا مین گہر سو سو بار

جاتا ہے دہیان جب رخ زیبائے یار پر | آتا ہے رشک صانع نقش و نگار پر
کچہہ سوجہتا نہین تری مشتاق دید کو | اک ٹکٹکی بندہی ہی رہ انتظار پر
لکہتے ہین وصف آپکی فیض نگاہ کا | لیتے ہین قرض خامۂ جادو نگار پر

رشک چمن نہ کیونکہ کہین ہم حبیب کو ... نام خدا ہی عارض گلگون بہار پر
کشتا ہی زلف و رخ کے تصور مین رات دن ... گردون کو رشک ہی تیرے لیل و نہار پر
قول صبا یہہ ہی کہ جو پہنچون رکاب تک ... آنکھین ملا کرون قدم شہسوار پر
تمپر جو حسن ہے تو ہماری نگاہ مین ... ای گل بہار ہے چمن روزگار پر
اوس جنگ جو کی دید کا یہہ اشتیاق ہے ... آنکھین لڑا رہا ہون کہار رہگذار پر
ضبط فغان کیا نہ کرا ہا شب فراق ... مین نے دیا نہ رنج دل غمگسار پر
مشکل کشا کرینگے سر دشمنان قلم ... اعظم ہے اعتبار شہ ذوالفقار پر

ہی تمہاری مانگ شکل کہکشان بالاے سر ... پھر رہی ہی کیا نگاہ مردمان بالاے سر
پا رکا رکھتے ہین سنگ آستان بالاے سر ... ہم اوٹھا لیتے ہین بار آسمان بالاے سر
اسقدر ہی شوق زلفون کی بنانیکا تمہین ... ہاتہہ رہتا ہی تمہارا ہر زمان بالاے سر
اوس سرا پا نور نے ٹانکی جو ٹوپی کی کنت ... چاند تارے ہو گئے شکل کتان بالاے سر
بے تامل واجب التعظیم ہی کوچہ تیرا ... ہین پئے تسلیم دست رہروان بالاے سر
عرض یہہ وحشی نے کی پایا جو رخت زندگی ... چاہیے تاج سر شوریدگان بالاے سر
نقش پا کی خاک غنچون پر چہڑکنے کے لیے ... لیگئے کوچے سے تیرے باغبان بالاے سر
کیا ہوا یوسف کو پہینکا بہائیون نے چاہ مین ... لائیگا شوق زلیخا کاروان بالاے سر
گر نہ تہا شایان فرزندی آدم تو پہر ... کیون لیا الزام ننگ خاندان بالاے سر

لوٹتے ہین پائے خم پر دیر کشن جوان ❊ دست شفقت پہیرا ای پیر مغان بالای سر

بار سر ای عزیز خلق اپنی جان سے ❊ پاؤن رکہہ لیتے ہین سب پیر و جوان بالای سر

منہہ نہ کہلواؤ مرے لیجیکے رہوا ای حاسدو ❊ غافلو لیتے ہو کیون زخم زبان بالای سر

سیکڑون فغفور سے افتادگان خاک ہین ❊ راہ مین پڑتے ہین پائے رفتگان بالای سر

کیون کئے جاتے ہو تم کہٹکے گناہو پر گناہ ❊ ہو رہا ہے غافلو بار گران بالای سر

سوختہ جانونپہ روشن ہے کہ وہ ثابت قدم ❊ ایک ٹہوکر مین اوڑا دیگا دہوان بالای سر

جا نہین سکتا ترا اعظم رہ مقصود تک *
بہیجدے یارب کوئی مطلب رسان بالای سر

حور ہے اسکو نہ کوئی ہی پری پیکر عزیز ❊ تو ہی تیرے عاشق شیدا کو ای دلبر عزیز

چشم کو دل کو جگر کو جسم کو اور جان کو ❊ کسکو کسکو تو نہین ہے ای میری دلبر عزیز

مسند شاہی کی کچھہ توقیر نظرون مین نہین ❊ تیرے در پر بوریہ کا ہے ہمین بستر عزیز

تیغ چوبی کو کہین زیبکر دیکہا نہین ❊ چیز کوئی بہی نہین ہوتی ہے بے جوہر عزیز

لے گیا زیر زمین بہی دولت دنیا کو وہ ❊ بعد مردن بہی ہوا قارون کو کیا زر عزیز

کونسا دل ہی نہین جسمین کہ اوسکی منزلت ❊ وہ عزیز خلق ایسا ہی کہ ہی گہر گہر عزیز

خال چہرہ کا ترے ہوگا پسند نکتہ سنج ❊ خط عارض کو کرینگے صاحب دفتر عزیز

جسکی ہے جلوہ افروزی ہما یا رینے ❊ ہمکو کیا اوس کوہ کا مو سے کوہی پتہر عزیز

اسطرح اعظم کو ہے پیغا مبر سے التفات

جسطرح ہو صاحب ملت کو پیغمبر عزیز

اغیار اسطرح سے ہین جانان کے آس پاس ۔ جسطرح دیو اوسلیمان کے آس پاس

زندان میرا ہو کوچہ جانان کے آس پاس ۔ دوزخ بہی ہو تو روضۂ رضوان کے آس پاس

دیوانہ اپنے جذبۂ کامل کا ہون مین آپ ۔ پریان اوترتی ہین میرے زندان کے آس پاس

ساقی بط شراب کی بہی ہو صدا بلند ۔ طاؤس بولتے ہین گلستان کے آس پاس

جذب دلی نے دی ہے زلیخا کو تہنیت ۔ حاضر ہی کاروان چہ کنعان کے آس پاس

ساقی بہار ہووے جو فصل بہار مین ۔ ساغر چلے ہین خیابان کے آس پاس

محشر مین کس شہید کا پہنچا ہی اس پہ ہاتھ ۔ قاتل لہو ہی تیرے گریبان کے آس پاس

راحت طلب جو ہو تری مژگان کا شیفتہ ۔ بستر لگانے نخل مغیلان کے آس پاس

دیوانہ اپنے نالۂ آتش فشان کا ہون ۔ شعلے نکلتے ہین میرے زندان کے آس پاس

عارض کا نور اوسکے لبون پہ نہین محیط ۔ بجلی چمک رہی ہے بدخشان کے آس پاس

اوسوقت اشتیاق میرا کیجیے ہے مجھے ۔ پردہ نہ ہووے جب درجانان کے آس پاس

یہہ آرزو رہی کہ تمہارا سمند ناز ۔ گذرا کبہی نہ گور غریبان کے آس پاس

جلوہ دکہائیگی میرے ایمان کی روشنی ۔ چمکیگا نور گور غریبان کے آس پاس

ہم دلکو اشتیاق مین دوڑا رہی ہین یار ۔ غبغب کے آس پاس ہین زنخدان کے آس پاس

جیسے کہ آجکل ہے برادر ہین دلخراش ۔ ایسے تو بہیڑیے نہین کنعان کے آس پاس

کس سے ہو تیرے خوان کرم کا ادا شکر ۔ ہی نعمت جہان تیرے مہمان کے آس پاس

نالے میرے محیط میرے بوریے کے ہین
بہہ شیر گونجتے ہین نیستان کے آس پاس

اعجاز آب تیغ سے قاتل کے دیکھنا
لالہ اوگیگا خاک شہیدان کے آس پاس

محشر مین یا رسول خدا کیجیو نگاہ
اعظم بھی ہوگا گوشۂ داماں کے آس پاس

کہتے ہین قسم کھا کے جو رکھتے ہین ذرا ہوش
یہہ گیسون والے نہین رکھتے ہین بجا ہوش

جامہ سے کئے دیتا ہے باہر بدن یار
ہے اور تکلف کہ اوڑاتی ہے قبا ہوش

قسام نے پابند کیا ابرو نہی کا
سودی کی جگہہ سر مین ہمارے جو بھرا ہوش

پابند محبت ہین وہ گیسوے بتان کے
جن لوگون کو اللہ نے بخشا ہے رسا ہوش

طوف حرم دل کے لیئے اوڑکے پہنچا
کعبہ کی قسم رکھتا اگر قبلہ نما ہوش

برسات کے ایام مین بے بادہ وہ یار
طاؤس چمن کے بھی اوڑاتی ہی صبا ہوش

ہشیار کو کھو دے تو ہو موسم گل مین
اپنے تو اوڑا لیگئی گلشن کی ہوا ہوش

ہم بادۂ گلرنگ بھی پینے نہین پاتے
پہلے ہی سے لیجاتی ہے ساقی کی ادا ہوش

آئی طرف نجد جو لیلی کی سواری
مجنون کے اوڑا لیگئی آواز درا ہوش

دیکھی جو ملاحت شکم یار کی ہمینے
جاتا ہی رہا کھولتی ہی بند قبا ہوش

تم دور جو رہتے ہو تو رہتے ہین اوسان
تم پاس جو ہوتے ہو تو ہوتے ہین بجا ہوش

عشاق کے مذہب کا ٹھکانا نہین اعظم
بت پوجنے لگتے ہین جو دیتا ہی خدا ہوش

وہ تو کہتے ہین کہ کرینگے نہین ہم اخلاص / ہمکو دعوی ہے کہ کر لیوینگے محکم اخلاص

غیر سر چڑہ بڑہ کے جو کچھ تمسے کہا کرتے ہین / چاہتے ہین کہ مرے آپکے ہو کم اخلاص

عندلیبان چمن کو نہین غیرت آتی / گل سے راتون کو کیا کرتی ہی شبنم اخلاص

سینہ او بہرا ہوا دکہلا کے ملو دل سے بخند / چہوڑ نیکی نہین تجہسے تری محرم اخلاص

حال طومار عداوت کا نہ پوچہو ہمسے / یہہ وہ دفتر ہے جسے کرتا ہی برہم اخلاص

رنگ اور بو کیطرح بلبل و گل ملجاوین / چاہیے عاشق و معشوق مین باہم اخلاص

طبع یار تلون نے یہہ کر رکہی ہے / ایکدم بغض و عداوت ہے تو ایکدم اخلاص

دن بدن ہوتی ہے غیرون سے زیادہ الفت / ہمسے کرتے ہو میرجان بہت کم اخلاص

اسکی عادت ہے ہی جہر دکرم و لطف بعید / چہوڑ بیٹہا ہے ازل سے دل ظالم اخلاص

یار سے ایک طرح سے نہین نبہائی الفت / نہ بڑہا یا نہ گہٹہا یا کبہی اعظم اخلاص

اپنے رتبہ کی مساوی سے ہی کم اخلاص / نہ زیادہ ہی تعلق ہی نہ کم ہے اخلاص

ساقی چشمہ کوثر سے محبت ہی ہمین / بحر کونین مین ہے ابر کرم سے اخلاص

ہی گدا اور شہنشاہ برابر مجہکو / نہ تو ادہم سے عداوت ہے نہ جم سے اخلاص

قل ہو اللہ سر قبر وہ پڑہ جاتے ہین / کرتے ہین بعد فنا کشتۂ غم سے اخلاص

پڑہ کہتے ہین ہمہ دیکے تم گیسوی دراز / راست بازان محبت کو ہم سے اخلاص

ہم کبہی دیتے ہین ای عربدہ جو ظلم نکر / چہوڑ بیٹہے گا کوئی جور و ستم سے اخلاص

تجھسے ای رشک چمن خار جو رکھی اوسکو
نخل شدا دہو باغ ارم سے اخلاص

پھر مرضی کی خوشی مین جو رہا کرتے ہین
اونکو ہی عالم ایجاد مین غم سے اخلاص

ظالمونسے ہمین نفرت ہی کہ ہم رکھتے ہین
کشتہ تیغ سے یا کشتہ سم سے اخلاص

مد تون تیغ بکف آپ رہی ہین اب تو
کیجئے عاشق جانباز سے دم سے اخلاص

ہو چکا شکوہ بیجا کا زمانہ صاحب
اب تو لازم ہی کہ فرمائیے ہمسے اخلاص

کوئی اتنا وہ نہین سمجھا کہ اب اعظم سے
کیجئے لطف و عنایات و کرم سے اخلاص

شمشاد سے غرض نہ صنوبر سے ہی غرض
باغ جہان مین قامت دلبر سے ہی غرض

کسکو زلال قند مکرر سے ہی غرض
زمزم کی چاہ تجھے کوثر سے ہی غرض

مستونکو انقلاب جہان کی نہین خبر
بیخود ہین اونکو گردش ساغر سے ہی غرض

انکھیون کی چال سے ہمکو یقین ہوا
تیرے خرام ناز کو ٹھوکر سے ہی غرض

خط بھیجنا ہی دلبر عالیمقام کو
روح الامین کے شہپر کو شہپر سے ہی غرض

ہمکو مدام بزم شراب و کباب مین
کچھ جنگ سے غرض ہی کبھی تیر سے ہی غرض

مریخ کو بلا و شہادت کیواسطے
قاتل کو بیر خون کے محضر سے ہی غرض

دلکی کشش سے اڑ کے پہنچا ہون یار تک
نہ خضر سے غرض ہی نہ رہبر سے ہی غرض

سو جو دسے نہ اور زیادہ طلب کرے
آدم کو اپنے رزق مقدر سے ہی غرض

شب کو وہ اپنے گھر سے نکلتا نہین کبھی
اوس مہر اوج حسن کو چادر سے ہی غرض

اعظم کسیکا تابع فرمان نہین ہون نہین
حکم خدا و حکم پیمبر سے ہی غرض

صاحب ملت و دین کے نہین احکام غلط
یہہ وہ قاصد ہین جو کہتے نہین پیغام غلط

کام جتنے ہین ترے او بت خود کام غلط
وعدۂ صبح غلط عہد سر شام غلط

دہن تنگ مین گنجایش تقریر نہین
کمر یار مین ہو جاتے ہین اوہام غلط

جلوہ افروز ہو جس رات وہ خورشید جمال
مطلع صبح کو اوس شب کی کہے شام غلط

ای بتو تمسے خدا ہمین جو رکھتا ہے امید
ہم سمجھتے ہین کہ سمجھا ہے وہ ناکام غلط

اپنے ابرو کی طرف دیکھہ کی کہتا ہے وہ شوخ
کرلی ہی دعوی مہ نو نے یہہ صمصام غلط

ہوشیار رہی یہہ تاکید ہی مجھہ مجنون کی
میرے سے سو دیکو نہ ولوایو ازام غلط

دوستداران رسول عربی کا اعظم
نہ تو آغاز غلط ہے نہ تو انجام غلط

ہی جب تلک لحاظ تو ہی مہربان لحاظ
پردہ جو اوٹھہ گیا تو کہان تم کہان لحاظ

بیباک آپ ایسے ہوینگے دیکھنا
رہنے ندیگی آج می ارغوان لحاظ

شکوہ پہ سب کہلے جو تمہارے تو دیکھنا
باقی رہیگا پھر نہ ہمین دوستان لحاظ

ہو جسجگہہ نشان کف پای بوتراب
اوس سرزمین کا چاہیے ای آسمان لحاظ

پردہ ہماری چشم تماشا پہ پڑگیا
خلوت مین آگیا جو اونہین ناگہان لحاظ

گستاخ مین ہوا تو لگین گالیان مجھے
باقی رہا تمہین بھی نہ ایجانجان لحاظ

اونکی حیا و شرم کا انداز دیکھنا / آنکھون کو بند کرتے ہین آیا جہان لحاظ

خلوت مین بیحجاب ہنونا غضب ہے یا یہ / کوئی نہین ہے کرتی ہو کسکا یہان لحاظ

اوس گلبدن سا ایک نہ دیکھا چمن مین گل / سو سو طرح سے کرتے رہے باغبان لحاظ

کہتا ہون آج آپسے حال دل خراب / جب جی پہ آبنی تو کہان جانجان لحاظ

بے قدر سے کرو نہ شکایت لحاظ کی
اعظم تمہارا کرتے تو ہین قدردان لحاظ

کیون اوس صنم پہ کرتے ہین دیندار اجتماع / ضدین کا تو ہوتا ہے دشوار اجتماع

اعظم کرا ہے تو ہوش ہے یار اجتماع / لڑکون کا ہو چکا سر بازار اجتماع

سید انتظار قایم آل رسول ہے / ہی راستون پہ دیدہ بیدار اجتماع

کچھ در پہ اونکے بیٹھے ہین مجمع کیے ہوے / کچھ عاشقون کا ہے پس دیوار اجتماع

وہ جھانکتے ہین اوس سے جو گردن نکال کے / کرتا ہے نور رخنہ دیوار اجتماع

رحمت کی شان سنکے بھروسے پہ آپکے / رکھتے ہین اپنے ہوش گنہگار اجتماع

غیرون سے بھی اونھین ہین تلون مزاجیان / ہر بار تفرقہ ہی تو ہر بار اجتماع

پردہ کا کر رہا ہی دہان ناز بند و بست / یہان کر رہے ہین طالب دیدار اجتماع

ایکدن تو عام خاص ہین تشریف لا کے / ہو جائے ایکدن سر بازار اجتماع

اعظم مجھکو بار ملتی نہین عرض حال کی
غیرون کا در پہ رہتا ہی ہر بار اجتماع

خون چاٹ چاٹ کر دم خنجر ہے باغ باغ
بستر کے لوٹنے سے یہہ خوشتر ہے باغ باغ

گلشن میں چل رہی ہے نسیم طرب فزا
بلبل ہی باغ باغ گل تر ہی باغ باغ

صحبت ہی قدر دان کی ہر ایک شے کو مغتنم
ساقی کے دست پاک میں ساغر ہی باغ باغ

گلشن میں کر رہی ہے تیرا ذکر فاختہ
سن سنکے تیرا نام صنوبر ہے باغ باغ

راحت میں آپ ہیں تو ہمیں بھی نشاط ہے
تم ہو خوشی خوشی تو یہہ مضطر ہی باغ باغ

دل اسقدر فضائے چمن نے کیا نہال
وہ رشک باغ باغ کے اندر ہی باغ باغ

بزم مشاعرہ بھی ہے جا طرب فزا
سامع خوشی خوشی ہی سخنور ہے باغ باغ

اسباب ظاہری کو بھی رونق نہیں ہے
تم خوش ہو تو ہمیں کی تو زر ہے باغ باغ

مسجد میں سن لیا ہے جو واعظ نے تیرا ذکر
محراب خندہ رو ہے تو منبر ہی باغ باغ

تنہا نہیں ہی صحن چمن میں شگفتگی
اس دس غیرت بہار سے گھر ہی باغ باغ

کس گل کے دیکھنے سے تم اعظم ہوئے نہال
کچھ ان دنوں جمال سخنور ہے باغ باغ

ہر آہ کے ہمراہ نکلتا ہی دھواں صاف
لو دیکھ لو حال دل سوزاں ہے عیاں صاف

میں عاشق گیسوئے معنبر ہوں عجب کیا
عنبر کی سی بو دے میری آہوں کا دھواں صاف

قلقل کی آواز ہے صور کا دھوکا
قد سے تری ہوتا ہے قیامت کا گماں صاف

اعجاز سے خالی نہیں تقریر تمہاری
دی ہے تمہیں اللہ نے عیسی کی زبان صاف

وہ شوخ جو گلشن میں ہوئیں تانکی لگا
بسمل کی طرح لوٹ گئی سرو جوان صاف

تقدیر سے اولٹی ہوئی تدبیر دل زار
دریا پہ گیا ہو گیا مجکو خفقان صاف

دہویا گیا محشر مین میرا نامہ اعمال
لکھا گیا دنیا مین ہوا جا کے وہان صاف

لعل لب جانان پہ نہین رنگ مسی کا
ہے آتش یاقوت سے اوٹھتا ہے دہوان صاف

ایسا ہی شب غم کا اگر طول ہے اعظم
گھبرا کے نکلی جائیگی ایکدن میری جان صاف

بعد فنا بھی ہے اسے ٹھوکر کا اشتیاق
دیکھو تو اپنے کشتہ خنجر کا اشتیاق

تکیہ سے آشنا نہین ہوتا ہین رات دن
ایسا ہی مجکو زانوی دلبر کا اشتیاق

جام شراب ناب کو منہہ سے لگایئے
بر لائیے کبھی لب ساغر کا اشتیاق

ایمائے چشم یار سے ثابت ہوا ہمین
تیغ نگاہ یار کو ہی سر کا اشتیاق

طالب ہون ایسا دولت دیدار یار کا
مفلس کو جسطرح سے کہ سو زر کا اشتیاق

لیجائیگا مقام تمنا مین خضر دل
اس راہ مین نہین مجھے رہبر کا اشتیاق

آتے نہین ہین ایسے دولت سرا مین ہم
لاتا ہی کھینچ کھینچ ترے در کا اشتیاق

یا شاہ کربلا مجھے جلدی بلائیے
اعظم کو بھی ہے روضہ انور کا اشتیاق

مٹی ہی گر نجبل سے ہین کیمیا کی خاک
سونا ہی دست صاحب جود و عطا کی خاک

گلشن مین تیرے رشک سے ای کربلا کی خاک
پردہ مین بو کے چہرہ گل سے اڑا کی خاک

تحریک کچھہ ضرور تھی اجنون اسے
جنگل مین لیے ہوا میری سر سون اڑا کی خاک

بیٹھا جو کوئی آکے دہان وہ غنی ہوا
اکسیر ہو گئی در دولت سرا کی خاک

گرد سم سمند کا تیرے گمان ہوا
پروی مین گرد باد کی دہوکا ہوا کی خاک

چلتی ہی انقلاب کی دنیا مین جب ہوا
شاہونکی سر پہ پڑتی ہی پائی گدا کی خاک

اللہ رے اشتیاق کہ کوچہ سے یار کی
اوڑتی نہین ہی کشتۂ ناز و ادا کی خاک

ساقی نے شیشے کہولکی رکہی غضب کیا
اوڑ اوڑکی آفتاب پہ اوپر ہوا کی خاک

روئی زمین پہ تو جو کریگا خرام ناز
مین طوطیا کرونگا تیری نقش پا کی خاک

دامن بہرا صبا نی عبیر مراد سے
اوس گل نے جیب و تار سے جہاڑی قبا کی خاک

اے خضر مجہکو چشمۂ حیوان نہ چاہیئے
آب بقا ہی میرے لیئے کربلا کی خاک

اے آسمان اپنی کدورت سے درگذر
چہنوائی تونے مجہسے بہت جا بجا کی خاک

برباد گر کیا ہی تو اتنا تو کر فلک
گیسو پہ اوڑکے جائی اسیر بلا کی خاک

اعظم جو خاک ہو تو بحق ابو تراب
یا تو نجف کی خاک ہو یا کربلا کی خاک

نیرنگ خو نے دم عزم شکار رنگ
لا صید گاہ عشق مین اپنی شہسوار رنگ

کرجاتا ہی صید معانی کو شعلہ
صیاد میرے خون سے دام شکار رنگ

رویا میرے مقابلہ مین گر فلک لہو
ہوویگا انسوونکا میرے آبدار رنگ

مین رفتہ رفتہ خاک رہ عام ہو گیا
لایا ہی آخرش میری دلکا غبار رنگ

روشن ہو جیسے پردۂ فانوس مین چراغ
یون ہی تہ نقاب ہی تیرا آشکار رنگ

ہمنی جو آکے گلشن ہستی کی سیر کی — دیکہا ریاض دہر کا ناپائدار رنگ

خون شہید دست نگارین سے لال کر — پائی حنا طلب کو ہی اب ای نگار رنگ

حسن لطیف سیر کے قابل ہی یار کا — رد غیرت چمن ہی تو رشک بہار رنگ

اللہ رے نازکی جو نظر ہین لیا ادسے — کہہا اور ہو گیا دم بوس و کنار رنگ

اودگی دامن قاتل سبک نہین — لاویگا میری خون کا ایکبر وزبار رنگ

ساقی شتاب بادۂ گلگون کا جام دے — لائی ہے کیفیت کا نسیم بہار رنگ

کہویا گیا وہ خود تیرے پانون کو دیکھکر — دزد حنا ہی نے نکالا ای نگار رنگ

کہتا ہے مجکو دیکھکے نیرنگ آسمان — ہو ایسے عارضون پہ شفق کا نثار رنگ

اعظم بقول حضرت مظلوم ابکی سال

کیا کیا جما رہی ہے چمن مین بہار رنگ

ہین وحشیو نہین ہمتو گنہگار سے الگ — اسواسطے کہ پاؤن پڑے خار سے الگ

افشان ہی اونکی ابروے خمدار سے الگ — جوہر دکھائی دیتے ہین تلوار سے الگ

دربان تمہارا مجکو اوٹھاتا ہے کسلیے — بیٹھا ہون مین تو سایۂ دیوار سے الگ

کثرت مین کم نہ جانیے انسان کی بود کو — قطرہ نہین ہے قلزم زخار سے الگ

مرکز پہ اپنے جاؤنگا سیدھا چلا ہوا — رکہتا ہون اپنے چال مین پرکار سے الگ

اسواسطے کہ میرا خریدار کون ہے — گذریگا قافلہ مرا بازار سے الگ

بہلا طلسم توڑیے شرم و حجاب کا — پردی کو آج کیجیے دلدار سے الگ

روح رواں ہوئی تھی یہہ کہکر شریک تن — ہو جاؤنگی مین منزل دشوار سے الگ

یہہ تو کہو کہ کون کریگا وفائی قول — تم تو ابھی سے ہو گئے اقرار سے الگ

پوچھو نہ اپنے ابروئے خمدار سے غبار — جوہر یہہ ہی ہوویگا تلوار سے الگ

دیکھو کہان سے آتا ہی پانی نصیب کا — ہوتی ہی سیپ ابر گہربار سے الگ

اچھا ہوا کہ غیر کے ذمہ رہا قصور — مین رہگیا نتیجۂ تکرار سے الگ

مجھہ خانمان خراب کو سون سے دیکھکر — سایہ بھی بھاگ جاتا ہی دیوار سے الگ

اپنا تو قول ہے کہ قیامت ہو کبھی — فتنہ اگر رہے تیری رفتار سے الگ

ہم وحشیون کی سرکو الہی بچائیو — پتھر ہوئے ہین دامن کہسار سے الگ

ابتو یہہ حکم ہے کہ نہ آوے وہ سامنے

اعظم کھڑا ہو رخنۂ دیوار سے الگ

دیکھیے رہتی ہی درپیش لگا پو کب تک — جستجو یار کی دوڑاتی ہی ہر سو کب تک

راہ دوگے نہ صبا کو بھی سر مو کب تک — تم چھپاؤگے پرستار سے گیسو کب تک

دل بیتاب کو ہوتا ہی نہین کسدن آرام — چشم خونبار سے تھمتے ہی نہین آنسو کب تک

اس توقع پہ سہے جاتے ہین ایذا ہم بھی — دیکھتے مین کہ بدلتی ہی تری خو کب تک

ضبط گریہ مین غم یار نے بھیجے یہہ کہا — دیکھنا ہی کہ نکلتے نہین آنسو کب تک

یار روئے گے تری چشم سیہ کا دہوکا — دوڑ دوڑاتے ہین مجھے وحشتمین آہو کب تک

نکہت زلف سے سودا ہی نہین جاتا سر سے — دیکھیے مغز مین رہتی ہے یہہ خوشبو کب تک

دل دکھاوینگی ہم آغوشی جانانکی ہوس
دیکھئے درد کریگا مرا پہلو کب تک

باغ عالم تری قامت دلچسپ سے یار
سرکشی کرتا ہی شمشاد لب جو کب تک

دیکھئے یار کے جوڑے پہ فدا کرنے کو
ہاتھہ آتے ہین مری نافۂ آہو کب تک

منہ سے یہہ بھی نہ نکالینگے تمہارے مظلوم
کہ کھڑی ہوگی عدالت کی ترازو کب تک

رشک ہے اعظم کو تمنا ہے ہم آغوشی کی
اسکی تقریر سے نکلیگا یہہ پہلو کب تک

پڑگیا داغ رخ مہہ مین قمر ہونے تک
لگ گیا عیب بڑا اہل ہنر ہونے تک

سینہ کھلے سیپ کا یارب کہین نیسان سے تر
کان محبوب کے خالی ہین گہر ہونے تک

پیچ و سعد و م کا عقدہ نہ کھلیگا ہرگز
دست گستاخ سے قابو مین کمر ہونے تک

خلقت حضرت آدم سے یہہ احوال کھلا
ہیچ بیکار تھا دنیا کا بشر ہونے تک

عمل خیر کی تدبیر کرو جیتے جی
چاہیے زاد سفر پاس سفر ہونے تک

یہہ نہوگا تو نہوگی کوئی آفت نازل
سب خرابی ہے جہان مین مرا گھر ہونے تک

دیکھنا دیدۂ یعقوب رہیگا بے نور
سامنے چشم کے یوسف سا پسر ہونے تک

جی مین آتا ہی کہ یہہ آہ جگر سے کھینچین
ہم رہینگے دل جانان مین اثر ہونے تک

صبح کے ہوتے ہی بے نور ہوئی بزم تماشا
تھا تماشا ہی شب عیش سحر ہونے تک

جلوۂ وادی ایمن کا تصدق یارب
چشم روشن رہے یار نظر ہونے تک

تم جو جاؤگے تو گھبرا کے نکلجائیگا جی
زندگی ہوتی ہی پہلو مین جگر ہونے تک

میری راحت کیلیے دعا مانگو ابی نفس ماہ
تیرے سودا کی جگہہ ہے مرا سر ہونے تک

اونکا دیدار ہی آنکھوں کو میسر ہوگا
حشر گر روز قیامت کے سحر ہونے تک

نام جانیکا لیا آپ نے بیتاب ہوں میں
بیٹھیے بیٹھیے قابو میں جگر ہونے تک

شان رزاق تو دیکھو اعظم
رزق مقسوم دیا زیست بسر ہونے تک

دیکھکر عاشقیہ توسن خوشرنگ کا رنگ
ہو گوارا نہ سلیمان کو پھر اورنگ کا رنگ

ہوا چہرہ محبوب سے غصہ زائل
صلح کے بعد بھی زائل نہوا جنگ کا رنگ

لب شیرین نے تیری کام کیا دم نوش
شربتی کر دیا بالکل قدح بنگ کا رنگ

رات تاریک بنائی ہے تو دن نورانی
دیکھتا ہوں میں شب و روز عجب ڈہنگ کا رنگ

ترک الفت کا ارادہ تو میرے دل میں نہ تھا
ہو گیا تو نے بگاڑا میرے آہنگ کا رنگ

ہو سیاہی بسفیدی بدل العمر دراز
روز افزوں ہو تری کاکل شبرنگ کا رنگ

تیری خنجر میں لہو دیکھکے پوچھے جو کوئی
تو یہہ کہدیجیو قاتل کہ یہہ ہی زنگ کا رنگ

تیرا جلوہ دل اغیار کو کر دیوے پر خون
لال خورشید جہانتاب کرے سنگ کا رنگ

بوسہ ہائے دہن تنگ کا مشتاق ہوں میں
پوچھتے کیا ہو تمہارے دل تنگ کا رنگ

لائی قسمت جو تیری دشت حمایت میں اُسے
شیر کیطرح ہوا آہوئی پالنگ کا رنگ

سرخ رو ہوویگا ہرچند سیہ کار ہے یہہ
دیکھنا حشر کے دن اعظم بے ننگ کا رنگ

دیکھیے گا اثر دیدۂ نمناک کا رنگ
ہوگا آبی پس مردن بھی میری خاک کا رنگ

عکس اندام سے گلرنگ ہے پوشاک کا رنگ
صاف ظاہر ہے تمہارے بدن پاک کا رنگ

دود آہ شرر افگن تو تماہی ہے تاثیر
آتشی کیون نہو اگنبد افلاک کا رنگ

سرخ پوشاک پہنتا ہی وہ میرے خاطر
زرد ہوتا ہے رقیبان کی پوشاک کا رنگ

خون مقتول نے گر جوش محبت مارا
تو شفق ہوا نیگا قاتل کبھی فتراک کا رنگ

چادر نور کا مشتاق جو ہو مثل کلیم
شب تاریک مین دیکھی تری پوشاک کا رنگ

کی ہی قاتل نے مگر خاک شہیدان پامال
لال ہی نعل سم توسن چالاک کا رنگ

جوش شادابی انگور سے ٹپکے ہی شراب
ہیکش دیکھتے ہو تم شجر تاک کا رنگ

گرم رفتار ہی ہیں کرتے ہو تم اعجاز خلیل
سرخ ہو جاتا ہے نقش قدم پاک کا رنگ

گردش چرخ نہ کیون گردش دامن ہو مجھے
آسمانی ہی میری یار کی پوشاک کا رنگ

ہون سیہ کار ہین ایسا جو لون ہاتھ میں جام
زنگ ہو بادۂ گلرنگ کا تریاک کا رنگ

باغ جنت مین جو ہوگی ہوس گل اعظم
دیکھ لین سے کفک صاحب لولاک کا رنگ

میرے داغون کو جو فرماتے ہو تم ہین کیسے پھول
بے بہے ہین دیدے مین باغبان نے جیسے پھول

ایکدن ان سب کو لادین سے وہ اپنی نگہ
اوتکی گلگونہ مین سب ملجائینگے لیس پیسکی پہول

سیج پر بھی سختیان کہین انتظار یار نے
ہوگیے بستر سارے پھول گویا مس سے پھول

تیری آنکھون کو جو رغبت کی نگہ سے دیکھ لین
دیدہ اہل نظر کی آنکھ مین نرگس کے پھول

روز مرجاتے ہین صد ہا عاشق جان باختہ
یہہ نتیجہ ہے اوٹہاتے ہین وہ بہلا کسکے پہول

ایسے ہون سرسبز ہون نخل مغیلان سیکڑون
جوش وحشت مین دکہاتے ہین تماشا اسکے پہول

پہول بہی اوٹہتے نہ دیکہے ہمنے اوسکے بعد مرگ
دامن مقصود مین دیکہا کیے ہین جسکے پہول

لائی ہی تقدیر اوس گلشن مین پیدا ہون جہان
آہنی شاخین برنجی پتیان اور سنگ کے پہول

ہمنے ای گلرو تمہاری آج آنکہین دیکہکر
دامن نظارہ مین بہر لیے نرگس کے پہول

حسن رنگین کا تمہارے باغ بہی ہی شیفتہ
خاک مین مل مل گئے ہین آپ پرین لیکے پہول

عاشق صادق جو مرتا ہی تو مرتے ہین وہ
گلشن فردوس مین جو ہین کہ رنگی اسکے پہول

پردۂ برگ حنا مین دیکہئے گا باغ سے
پای بوسی کو تمہارے آئینگے بس لیکے پہول

بارے آویگا اے اعظم نہال آرزو
گلشن امید مین پہولے ہوے ہین اسکے پہول

پہر دی ہی مغز مین بوی بدن گل
صدقے ترے آنے کے نسیم چمن گل

دونون کی صدا ایک ہی گوش شنوا پر
بلبل کا ترانہ ہو کہ ہو سخن گل

بہر دیگا وہی دامن مقصود مین گوہر
جسنے در شبنم سے بہرا پیرہن گل

اندیشۂ صرصر ہے نہ اندیشۂ گلچین
کیا گلشن تصویر ہے دامان گل

مے مجکو پلاؤن جو پیے ساغر خورشید
سبزی تری چہانون جو ملے پیرہن گل

میرے دل مردہ کی نہ کی یار نے تدبیر
سچ ہے کوئی کرتا نہین فکر کفن گل

پردے سے نکلتا ہے جو اونکا رخ رنگین
پہر جاتے ہی آنکہون مین ہزار انجمن گل

دیکھی نہ کسی مین یہ نزاکت نہ لطافت
اللہ کی قدرت سے بنا ہے بدن گل

ایسا تو نہین باغ جہان مین کوئی گلگو
بس ایک چٹکنے کی صدا ہے سخن گل

انصاف یہہ ہی ہے کہ مرغان چمن کو
صیاد کرے باغ مین صرف دشمن گل

ہم جانتے ہین تو نہ تھا کو زمانہ کی برابر
انہون کو ہم کہتے ہین شکستن گل

سوتے تھے کہان رات کو تم سیج کے اوپر
موجود یہین ہی تمہاری شکن گل

پہولونکا وطن باغ ہی کو جانتے تھے ہم
ہستے نے کہا ملک عدم ہے وطن گل

اونکا جو اڑا رنگ تو اسکا ہی اڑا ہوش
ہے بلبل بیتاب شریک محن گل

آتے ہین مجھے دیکھنے مشتاق گلستان
مجکو مرے داغون نے کیا ہے چمن گل

سودا ہے گذشتہ نہ مجھے یاد دلاؤ
دیوانون سے کرتے نہین ذکر کہن گل

معلوم ہوا گلشن توحید مین ہمکو
غنچون کا چٹکنا ہے صدائے دہن گل

پہولون مین جو انکو نظر شوق نے تولا
کانٹے مین مزہ کی ہوا سنگین وزن گل

عاشق ہے کسیکے گل رخسار کا اعظم
کمبخت کو بہاتی نہین سیر چمن گل

یون تڑپتے ہین جدا ہوتے ہین جب دو دلکے دل
جسطرح جیسے بسملان کوچہ قاتل کے دل

آپ لکسکو نہین بزم عالم مین عنبرین
اہل محفل ہے جگر حضار بر محفل کے دل

دیکھئے تو دیکھتا ہے روز ادل سے تمہین
اپنے سینہ مین نہین ہے عاشق بیدل کے دل

کار سازی یاد دلواتا ہی تیرا اے کریم
صاف عقدے کہول دیتا ہی ہر مشکل دل

صاف کہدین وہ کلیم طور سے گر پوچھیے
نور کے بکلی ہین ارباب صفا انزل کے دل

تیر کی وسعت دریا مین اب نہین طاقت رہی
بحر غم مین ڈہونڈتا ہی آسرے ساحل کے دل

کس طرح اوسمین نہو تا عشق مجنون کا اثر
آخرش پہلو ہی مین تہا صاحب محمل کے دل

دست صانع سے ہوا ہے جسم اعظم کا خمیر
جا ہون کا عاقل بنا ناقصون کا ملکے دل

زور و نہہ جو بہار گلشن ہے آج کل
ہر بال عندلیب کا شہپر ہے آجکل

پامال آسمان میرا پیکر ہے آج کل
قسمت مین اس جہاز کی ٹہوکر ہے آجکل

بوسے ملک سوار جو دیکہا حسین کو
عرش کریم دوش پیمبر ہے آج کل

باب فتوح وعشق کہلا ہے کبر سے لیے
یا دم را د تبد میر سے گہر ہے آج کل

آشوب روزگار کو بہی بہیتی ہین وہ
ٹہوکر کے نیچے فتنۂ محشر ہے آجکل

حال ہو اس وہوش خرد کچہہ نہ پوچہیے
مجہسے علحدہ ہی میرا لشکر ہے آجکل

چمکا دیا ہے جلوۂ حسن شباب نے
ہر ذرہ اوسکی راہ کا اختر ہے آجکل

دو دن کو تم گئے تو پہر مجکو یقین ہوا
روح بدن مقام سے باہر ہے آجکل

مجہہ خانمان خراب پہ تنہا ستم نہین
شکوۂ جفا سے یار کا گہر گہر ہے آج کل

فتنہ بپا وہ مانگتا ہے اوسکی چال سے
پہیم خرام ناز مین ٹہوکر ہے آجکل

اوس را دشت نجد مین مجنون کا قافلہ
بارے نصیب قیس بہی یاور ہے آجکل

اپنے صفائے قلب کا حیران کار ہون
آئینہ جمال سکندر ہے آج کل

اک بوریہ رہا ہے بچھانیکے واسطے
بستر مرا فقیر کا بستر ہے آج کل

ایسا ہون مگر عمر در دروزہ مین بہواسر
دن رنج کا خوشی کی برابر ہے آجکل

بار جنون ہے پاؤنکا اوٹھانا محال ہے
دیوانگی چڑہی ہیر ہے سر پر ہے آجکل

ایچرخ تو بھی چھیڑ سہہ فرصت کا وقت ہے
اعظم جفائے یار کا خوگر ہے آج کل

نظر کو ہمین رکھا ہے آب و تاب مین گل
یہ تیرے رخ کی مقابل ہی کس حساب مین گل

اگر کھیچ ہے تو لاویگے اضطراب مین گل
سنا ہی پہولتے ہین تختۂ گلاب مین گل

حنا کو پاؤنمین ملکر جو وہ سوار ہوے
کفک دکہائی دے حلقۂ رکاب مین گل

سدا بہار مین آتے ہین دیکھنے تجکو
پڑے ہین تیرے لیئے کیسے اضطراب مین گل

سوال بوسۂ عارض مگر قبول ہوا
کہ اوس نگار نے بھیجے ہین جواب مین گل

بوقت نوش جو عکس رخ حبیب پڑا
دکہائی دینے لگی ساغر شراب مین گل

خیال جلوۂ دیدار دل مین ہے اعظم
کھلے ہوے ہین یہان خانۂ خراب مین گل

غزل در صنعت غیر منقوط

اسکو گر ہو سر عطا ہمدم
کو کا کو وہ ہو طلا ہمدم

مالک ملک اور کو کر دو
ہمکو در کا کر و گدا ہمدم

وصل دلدار ہو الم ہو دور
ہو اگر طالع رسا ہمدم

وصل اوس ماہرو کا حاصل ہو — کارگر ہو اگر دعا ہمدم

دل کو سودا ہوا رگ گل کا — ہمکو وہم کمر ہوا ہمدم

درد دل اور زلال دل آرام — گاہ کم گاہ ہو سوا ہمدم

مارا ہمکو دکھا دکھا کر آہ — طول کاکل کا سلسلہ ہمدم

علم اسرار کا کرو آگاہ — حال کہہ دو کہلا کہلا ہمدم

طول کاکل کا کم کرو للہ — ہمکو سودا ہوا سوا ہمدم

ہوگا سالار عسکر اسلام — در احمد کا ہر گدا ہمدم

صدمہ درد دل کو دور کرو — کام دو ہمکو دوسرا ہمدم

واسطہ ہوگا راہ مولا کا — آل احمد کا سلسلہ ہمدم

کام موسی کا تو ہوا حاصل — طور سر سبز ہوا ہمدم

عدل عادل دوا ہوا دل کا — داد رس درد رس ہوا ہمدم

آسرا دل کو ہر طرح ہوگا — درد رس ہم رسول کا ہمدم

دل اعلا کو ہر طرح ہوگا — آل احمد کا آسرا ہمدم

(اعظم)

ہوئی تھی طاقت فرہاد کو سہار میں ہم — نگاہ قیس تھی لیلی کے انتظار میں ہم

پڑے ہیں الفت حسن شباب یار میں ہم — خود انقلاب کی صورت ہیں روزگار میں ہم

ہوا کی طرح سے لپٹے ہوئے غبار میں ہم — اڑا کئے ہیں رہ عشق بے سوار میں ہم

فزا ہے باغ کا عالم نہ پوچھئے ہمسے — ہمیں خبر نہیں بیہوش تھے بہار میں ہم

فنا کے بعد جو تم فاتحہ پڑہو آکر
زمین قرار سے محشر تلک مزار مین ہم

حرم مین دیر مین پہر پہر کے ڈہونڈتے انکو
کہین کے رہی اگر اونکی انتظار مین ہم

جگہہ ملی ہے جو پردہ مین شور کرنیکے
سما گئے ہین دل عندلیب زار مین ہم

جناب موسی عمران نے بہی نہ دیکہی تہی
وہ چشم لیکے چلے ہین تلاش یار مین ہم

وہی ہین ہم کہ کہٹکے ہین چشم آہو سے
شغال جانتے تہے شیر کو شکار مین ہم

شباب مین ہوئے پیر سپکے خوف سے پامال
خزان کی ٹہوکرین کہا پائیے بہار مین ہم

ہجوم عام ہوا اشتیاق سندون کا
گئے وطن سے جو اعظم کسے دیار مین ہم

ہو رہے ہین اندنون برہم زمین و آسمان
پہر گئے ہین بے سبب اعظم زمین و آسمان

یہ ادہر آرام سے ہے وہ ادہر آرام سے
ہین تمہارے دور مین بے غم زمین و آسمان

چند روزون گر اسی صورت جو بیتابی رہے
کیا عجب سر پر اوٹہالین ہم زمین و آسمان

ہجر کی شب بیقرار ایسے دل مہجور کے
رات بہر ہلتے رہے پیہم زمین و آسمان

بس وہی ہے چاہیے امید استقلال کی
جسکی طاقت نے کیئے محکم زمین و آسمان

اسطرح خلوت مین ہمنے گدگدایا یار کو
ہنستے ہنستے ہوگئے بیدم زمین و آسمان

ہم بہی ہے جانتے ہین آپکو جان جہان
ہونے پائے بہی نہ تہی محرم زمین و آسمان

اسطرح جو وہ ماہرو ہم خاکسار رولنے سے ملے
جسطرح جیسے ہوگئے باہم زمین آسمان

تم پہرے ہمسے خفا ہوکر کہ دونو پہر گئے
بندہ پرور ہو گئے برہم زمین و آسمان

بے تامل منہ مین جو آتا ہے کہہ جاتے ہین وہ
چپکے بیٹھے دیکھتے ہین ہم زمین و آسمان

اسمین گنجایش جو ہے اوسمین وہ گنجایش کہان
وسعت ویسے بہت ہین کم زمین و آسمان

چلکے اون سے چاپلوسی کی کرینگے گفتگو
یار کو دکھلائینگے اعظم زمین و آسمان

بے آپکے تو پھول بھی ہین خار باغ مین
گر تم نہین تو کچھ بھی نہین یار باغ مین

غنچے دکھائی دیتے ہین طیار باغ مین
موجود ہین بہار کے آثار باغ مین

حاضر ہوا تھا مین در جنت نظر پر
تشریف آپ رکھتے تھے سرکار باغ مین

کس گل کا اشتیاق نسیم چمن کو ہے
آتی ہے دوڑ دوڑ کے ہر بار باغ مین

آئیگا کون پردہ نشین سیر کے لیے
ہوتے ہین بند رخنۂ دیوار باغ مین

ہمراہ مجکو باغ مین تم لیچلے تو ہو
اغیار سے نہ بولنا زنہار باغ مین

مشتاق چھوڑتے نہین گلشن بھی اوٹھ کر
باہر کھڑے ہین چار تو دو چار باغ مین

پھولونکی سیر کرنیکو آیا نہین ہون مین
مجکو تو آپسے ہے سروکار باغ مین

ہے موسم بہار مین ساقی کا التفات
ڈھلتی ہے ان دنون مئے گلنار باغ مین

اے عندلیب نالہ کشون سے نہ بولیو
اچھا نہین نتیجۂ تکرار باغ مین

گیسو نچوڑتا ہے نہا کر چمن مین یار
چھایا ہوا ہے ابر گہربار باغ مین

تاراج پھول ہوتے ہین گلچین کے ہاتھ سے
لٹتی ہے عندلیب کی سرکار باغ مین

جاتا ہے جب وہ رشک پری سیر کے لیے
دیوانہ ساتھ ہوتے ہین دو چار باغ مین

ای رشک آفتاب جو تیری نظر پڑے
سورج کبھی ہو رخنۂ دیوار باغ مین

اعظم مین ہے سبب نہین پھرتا چمن چمن
ہے ایک گلبدن سے سروکار باغ مین

ہمین کو اونکی طرف دیکھنے کی تاب نہین
وگرنہ وہان کوئی پردا نہین حجاب نہین

مئی سرور سے واقف دل خراب نہین
وہ میکدہ ہی ہمارا جہان شراب نہین

تمھارے حسن جہان سوز کا جواب نہین
کوئی تمھاری طرح رشک آفتاب نہین

بیاض گردن محبوب کا جواب نہین
کتابخانۂ عالم مین یہہ کتاب نہین

ہماری آہ تو جاتی ہی عرش اعلی تک
اثر جو ہو تو نہ ہو جائے اضطراب نہین

کوئی سوال کریگا تو کیا کہینگے ہم
ہمارے نامۂ اعمال کا جواب نہین

ہر ایک شخص کو تیری تلاش رہتی ہے
دکھون ہے جو ترے واسطے خراب نہین

برنگ سیل چلا ہون بحر ہستی مین
کہ سر ہے پاؤن سے ٹوٹا سر حباب نہین

شباب کی نہین امید عہد پیری مین
یہی وہ دن ہے کہ جن مین کچھ انقلاب نہین

جو اونسے کیجیے تقریر تو نہین سنتے
جو اونکو بھیجیے تحریر تو جواب نہین

جلال وہ کہ جسے سنکے ہوش اوڑتا ہے
جمال وہ کہ جسے دیکھنے کی تاب نہین

ازل سے سلسلۂ زلف کے اسیر ہین ہم
ہمارے دور تسلسل مین انقلاب نہین

نثار قصر سخن اور سے کیجیے اعظم
سنے وہ بیت کہ جس بیت کا جواب نہین

بہلا ہوا کہ جو ساقی نہین شراب نہین ❊ یہان ہی عہد جوانی نہین شباب نہین

ہمارے صبر کے ایوب کو بہی تاب نہین ❊ تمہارے جور کی کچھہ حد نہین حساب نہین

ہمارے دل کی تڑپنے کا کچھہ حساب نہین ❊ وہ کہہ رہے ہین ابہی اسکو اضطراب نہین

نہ محتسب کی شکایت ہی اور نہ قاضی کی ❊ وہ کیا کرین مرے مقسوم مین شراب نہین

جو کچھہ زبان پہ ہے وہ ہمارے دل مین ہے ❊ ہمارے ظاہر و باطن مین انقلاب نہین

کچھہ اختیار نہین ہے عزیز پہلو پر ❊ ترے کہے مین دل خانمان خراب نہین

ہوا کو ہر سے نسبت نہ دو سکندر کو ❊ نسیم گلشن جنت مین پیچ و تاب نہین

نہ مجکو غم ہے بخشش نہ یار سے شکوہ ❊ ملال دل کو نہین جانکو عذاب نہین

یہہ باندھ جاتے ہین یا اوسکے بند کہلتے ہین ❊ ہمارے ہاتھہ نہین یا تیر انقاب نہین

غنی سے نشۂ دولت کی کیفیت پوچھو ❊ وہ کیا کہے کہ میسر جسے شراب نہین

مین جانتا ہون تجاہل کو اپنے مولا کے ❊ یہہ چادر روز کی تنبیہ ہے عتاب نہین

قطعہ

ملک پکارتے ہین یا محمد عربی ❊ کہ کوئی آپسا خضر رہ ثواب نہین

ثبوت اسکا ہے معراج کی حدیثون سے ❊ جناب آپکی کیونکر فلک جناب نہین

در قبول پہ جانیکی دیر ہے اعظم
دعا وہ کونسی ہے جو کہ مستجاب نہین

کوئی محمل مین نہین ہی لیس دائم ہین ❊ برملا قیس کو دعوی ہے کہ لیلے ہم ہین

آپکے دست نگر حضرت موسی ہم ہین ❊ آرزو مند جمال ید بیضا ہم ہین

اسلیئے چپ ہین کہ کوئی نہین سننے والا
ورنہ کہنے کو سراپا لب گویا ہم ہین

سو رنگ لاتے ہین نئے رنگ بدلتے ہین نئے
یہہ طلسمی ہے جہان اِسمین تماشا ہم ہین

صفت خلوت کی بہی پردیکو ہمین توڑ چکے
پاکدامانی یوسف کے شناسا ہم ہین

غنچہ گل ہین ہمین کم سخنی سے اپنے
اپنے نالون کے سبب بلبل شیدا ہم ہین

یہہ نہ سمجھو کہ نہین دیکھنے والا کوئی
آپ پردہ تو اوٹھا دیجیئے بینا ہم ہین

مرد عاجز ہین گنہگار ہین شرمندہ ہین
عرض کچھہ کر نہین سکتے ہین کہ کیا کیا ہم ہین

بندہنے پائی تہی نہ ترکیب ہم آغوشی کی
تب سے کہولے ہوئے آغوش تمنا ہم ہین

تیرے نالے سے بہی انا الرعد کی دبتے ہین صدا
تیرے اشکونکو بہی دعوی ہے کہ دریا ہم ہین

کیکون تہا انہین منظور ازل کے دن سے
کن کی آواز کا سمجھو تو نتیجا ہم ہین

شدت کلفت ایام مین عزت رہ جائے
کثرت رنج و الم مین تن تنہا ہم ہین

شور نالون کا ترے دم سے ہی بتخانو مین
اپنی آواز سے ناقوس کلیسا ہم ہین

حشر کے روز کبھی گی تیری دیدار طلب
دیر سے منتظر وعدہ فردا ہم ہین

کوئی ہمسا نہین بازار جہان مین ناچیز
مشتری کوئی نہین جسکا وہ سودا ہم ہین

رتبہ عشق ہے قمری سے بہی بالا اپنا
عاشق قامت رشک قد طوبی ہم ہین

کوئی دنیا مین نہین ہمسا شرابی کمبخت
شام سے منتظر ساغر صہبا ہم ہین

دشت مین روشنی ہے سے دم ہمارے اعظم
وادی قیس مین آبادی صحرا ہم ہین

تمہین زبان ہو گویا دہن کے پردے مین
تمہین لکھا ہے پر ہو سخن کے پردے مین

وصال باغ مین اُس نونہال سے ہوگا
گل مراد ملیگا چمن کے پردے مین

یہین کے جامۂ ہستی جو ہمنے غور کیا
تمہین دکھائی دیگے پیرہن کے پردے مین

کسیکا راز نہانی نکر سکے ظاہر
زبانکو چاہیے رکھنا دہن کے پردے مین

کہین چشمۂ سیارہ کی نظر لگ جاے
چھپاؤ رازِ دلکو تو تن کے پردے مین

فنا دامین ہوا آسمانکا نام ہوا
زمین بیچ گئی چرخ کہن کے پردے مین

جبین سے قبر مین ظاہر ہے جلوۂ اسلام
چھپی ہین میری ملت کفن کے پردے مین

ہم اپنے جامہ سے باہر اگر ہوے تو ہوئے
خوشی خوشی وہ رہین پیرہن کے پردے مین

ہوا نبید ہی ہے تمہاری ریاض عالم مین
دکھا رہے ہو تماشا چمن کے پردے مین

جو غور کرتا ہون معنئ عُسر لیسرا پر
دکھائی دیتے ہے راحت محن کے پردے مین

بہت خلاف ہے باطن ہمارا ظاہر سے
بتونکو پوجتے ہین بت شکن کے پردے مین

ہمارا ہمدم جسمانان نہ پوچھئے ہے سے
کھلا ہوا ہے چمن انجمن کے پردے مین

رہین قبر مین چھپ کر ملایکہ خاموش
علی کا نام لکھا ہے کفن کے پردے مین

نہان ہی گیسوے شبگون مین عارض روشن
چھپا ہے ماہ منور کہن کے پردے مین

غرور سے یہین رہتا جو اپنے جامہ مین
حلول کرتا ہے شیطان بدن کے پردے مین

کبھی نہ حرف تمنا زبان پر آیا
خدا کی بات تو رکھہ دی سخن کے پردے مین

بدل سکے ہمیں کرشمہ بتون کا دیکھہ لیا — گئے کنشت مین ہم برہمن کے پردے مین

کبھی کھلیگا نہ راز خطا ہمرا اعظم
چھپا ہوا ہون دلا ہے حسن کے پردے مین

وہ بال کھولے ہوئے بے نقاب پھرتے ہین — بلاکشان محبت خراب پھرتے ہین

کبھی شراب پیئے ہم خراب پھرتے ہین — کبھی بغل مین دبائے کباب پھرتے ہین

کچھہ اور کام نہین اونکو کوچہ گردی سے — فقط دکھانیکو حسن شباب پھرتے ہین

پھر ابھی آتش الفت مین نوح کا طوفان — دھوئین اس آگ سے بنکر سحاب پھرتے ہین

الہی منزل مقصد پہ اونکو پہنچا دے — یہہ پانون ڈھونڈتے راہ ثواب پھرتے ہین

تمہارے واسطے بحر جہان فانی مین — ہوا سے شوق مین بنکر حباب پھرتے ہین

چلے ہین کرکے ارادہ بتون کے ملنے کا — خدا نے چاہا تو ہم کامیاب پھرتے ہین

کوئی نہین ہے کہین اونکا پوچھنے والا — جدھر وہ چاہتے ہین بیحجاب پھرتے ہین

جب اونکی عارض روشن کا دہیان آتا ہے — نظر کے سامنے دو آفتاب پھرتے ہین

ابھی سے ہوگئی مستو کے پانون کو لغزش — ابھی تو بزم مین جام شراب پھرتے ہین

جنہون نے کوچہ رنگین سے انحراف کیا — وہ لوگ چھوڑکے راہ ثواب پھرتے ہین

ہزار دور کرے چرخ لاکھہ گردش ہو — ہم اپنے قول سے کب اے جناب پھرتے ہین

پھر اونکی بد دیر سے قاصد وہ ہوگئے — لیے ہوئے مرے خط کا جواب پھرتے ہین

بھولی ہیں جو میرے مکتوب شوق کے حال　　سلامتی سے وہ سب کامیاب پھرتے ہیں

ہوا ودش کی حقیقت نہ پوچھئے اعظم
بھرا رہا ہی ہمیں اضطراب پہنچے ہیں

نام خدا جو دوش صبی کے سوار ہیں　　ہم بھی انہیں کے دامن زین کے غبار ہیں
بیہوش ہیں جو عاشق گیسوے یار ہیں　　کالی بلائیں انکی سر و تیر سوار ہیں
ہمیں نہ پھول ہیں نہ ثمر ہیں نہ خار ہیں　　لیکن نہال غم میں شگوفہ نثار ہیں
گلگون ہیں یا ہوا ہیں صبا ہیں شتاب ہیں　　تیرے سمند ناز بھی رشک بہار ہیں
لائی ہمیں قضا و قدر اوس مقام میں　　ہم جا بجا خضر غریب الدیار ہیں
اوس باغ میں درو دیا ہی آسمان میرا　　اشجار حسن ریاض کے بے برگ و بار ہیں
سن لیجیے کبھی تو ہماری بھی التماس　　ہم بھی تمہارے بندۂ امیدوار ہیں
جنگل یہاں ہے آبلہ پائی سے لاکھ کوس　　دہان انتظار نشین صحرا کے خار ہیں
سودا اٹھو لگی ہوش اڑا اپنے واسطے　　جھونکی تری غضب کے نسیم بہار ہیں
پڑتے نہیں ہیں پانو کسیکے زمین پر　　وحشی تمہاری دوش صبا پر سوار ہیں
باہر نہو نگی خاک بھی ہو کر دلون سے ہم　　شیشون میں جو کہ بند ہے وہ غبار ہیں
حکمت سے ہی ہماری بھی ترکیب آب و گل　　ہم بھی ظہور قدرت پروردگار ہیں
ہم تک بھی آئے نکہت گیسو کسی طرح　　بوئی گل مراد کے امیدوار ہیں
مژگان کو اپنی آپ تو کہتے ہیں بھلا　　یہ تیر کون سے ہیں کہ سینہ کے پار ہیں

سینہ کا اپنے بھید چھپاتے ہو کس لیے
اسرار بھیہ نہان تو ہیں آشکار ہیں

ملتا ہی دن کو چین نہ آرام رات کو
ہم مبتلائی گردش لیل و نہار ہیں

پیسا ہی آسمان نے ہمیں خوب [illegible]
اٹھکے نہ جو نگاہ میں ہم وہ غبار ہیں

پردہ میں منہ چھپانیکا ظاہر ہوا نہ حال
اسرار ورنہ غیب کے سب آشکار ہیں

ہووے نہ کسطرح سے تہی دست کو فراغ
دینے کے ہاتھ اہل کرم کے ہزار ہیں

ثابت کرینگے وہ دہن ناپدید کو
اس نقطۂ دقیق کے جو رازدار ہیں

دیکھا تو بحر ہستی ناپائدار میں
جو آشنا ہیں دام اجل کے شکار ہیں

کیا پوچھتے ہو حال جوانان باغ کا
رونق فزائے پشت سمند بہار ہیں

زلفوں کو اونکی دیکھ کے کہتے ہیں اہل ہند
اعظم اسی کمند بلا کے شکار ہیں

خوشی دیکھتے ہیں محن دیکھتے ہیں
تماشائے چرخ کہن دیکھتے ہیں

گل بوستان ارم سے زیادہ
شگفتہ تری انجمن دیکھتے ہیں

تیرے بتکدہ میں یہہ رعب صنم سے
برہمن کا منہ بت شکن دیکھتے ہیں

چڑھا ہتوا ونپہ بھی زور جوانی
اکڑتے ہیں اپنا بدن دیکھتے ہیں

تکلم میں سنجیدگی ہو بیان کی
سخندان طراز سخن دیکھتے ہیں

مجھے تنگ کرتے ہیں عریان وحشت
جو پہنے ہوئے پیرہن دیکھتے ہیں

جگہہ دلمیں کرتی ہے شمشیر سی کی نگہ
شکست تری کو شکن دیکھتے ہیں

نخوشی دشت غربت مین ہو تو ہووے
وطن کو تو دار المحن دیکھتے ہین

ابھی دیر مین آزماتے ہین مجکو
طریقہ سراسر ہمین دیکھتے ہین

سمجھ بادن کاٹین گے اہل طریقت
شریعت سے باہر چلن دیکھتے ہین

بہارانہین ہوونگے جا سے باہر
سہہ وحشتے ہوا چمن دیکھتے ہین

جنہین شوق ہوتا ہے سیر چمن کا
وہ اگر تری انجمن دیکھتے ہین

جھگڑتے ہین آوارہ دشت غربت
جو مجکو قریب وطن دیکھتے ہین

کسیکو وہ اسمین بہیاوینگے اعظم
بہت گیسوے پر شکن دیکھتے ہین

ذقن کے کنوئین چاہ بابل ہوئے ہین
غضب کے یہہ زہرہ شمائل ہوئے ہین

کلیجے کے کرتے ہو باتون مین ٹکڑے
تمہارے سخن زہر قاتل ہوگئے ہین

لبون کو تیرے کون کہتا ہی شیرین
ہمین تو یہہ زہر ہلاہل ہوگئے ہین

سبھی علم والے ہین فرزند آدم
ہمین اس گھرانے مین جاہل ہوگئے ہین

جہان پر آشوب کی تہنیت مین
ہزارون جگہہ رقص بسمل ہوئے ہین

بہت ناگوارا ہوا ہے فلک کو
جو آسان میرے کار مشکل ہوگئے ہین

بھٹکنا نہین اب ہمارے چلن کا
تو نکی طریقہ پہ مائل ہوئے ہین

تجلی ہین رستے تمہارے گلی کے
خدا کہکشان کے مقابل ہوئے ہین

بہت دور ہے اونکی فرزانگی سے
تمہاری طرف سے جو غافل ہوگئے ہین

لہو بہہ نہین ندامت سے سو کہہ جاتا ہے
جب اپنے آنکھہ سے دامان تر کو دیکھتے ہین

نکالکر جو انہین دیدیا ہے دل ہم نے
کبھی مجھے کبھی تیرے جگر کو دیکھتے ہین

تمہارے جلوہ عارض محیط عالم ہین
تمہین کو دیکھتے ہین ہم جدہر کو دیکھتے ہین

تمہارے گوہر دندان کے دیکھنے والے
کس اشتیاق سے درج گہر کو دیکھتے ہین

جہان پہ نقش تمہارے قدم کا ہوتا ہے
وہین پہ اعظم شوریدہ سر کو دیکھتے ہین

باغبان ہونٹونکو برگ گل تر کہتے ہین
جوہری آپکے دانتون کو گہر کہتے ہین

سرو کہتے ہین نہال گل تر کہتے ہین
کیا غضب ہے قد موزونکو شجر کہتے ہین

نہ دہان کان ہین اونکی نہ میان باریک
نہ وہ سینے ہین نہ ہم درد جگر کہتے ہین

پوچھتے کیا ہو میرا نام ہے کیا دنیا مین
اس خرابہ مین مجھے خاک بسر کہتے ہین

اوڑتی پہرتی ہی پیرے خاک بگولہ کیطرح
اسکو عشق بت سرکش کا اثر کہتے ہین

پاؤن وہ ہے کہ نہو حد ادب سے باہر
جو جھکے سامنے تیرے اوسی سر کہتے ہین

سیکدہ آپ سمجھتے ہین جسے دنیا مین
ہم اوسے اہل خرابات کا گہر کہتے ہین

باغ فردوس کے جاگیر مین حصہ ہے میرا
مجکو بہی حضرت آدم کا پسر کہتے ہین

جوکہ پہلو سے نکل آئے تڑپ کر باہر
دل اوسے کہتے ہین ہم اوسکو جگر کہتے ہین

جیسے خوب مچاتے ہے چمن مین تو نے
مجھسے صیاد مرا نوچ کے پر کہتے ہین

نام اوسکا کا ترقی مین بدل جاتا ہے
بڑھ گیا رونق دیوار تو در کہتے ہین

جنکو دنیا کے بد و نیک سے آگاہی ہے
عیب کو عیب ہنر کو وہ ہنر کہتے ہیں

بے ترے سامنے آتا ہے جو شیشہ آتے
مے گلرنگ کو ہم خون جگر کہتے ہیں

آبلے سوز جگر سے جو ہوئے ہیں پیدا
ہم انہیں نخل محبت کا اثر کہتے ہیں

لب اظہار زبان کو نہیں کھلنے دیتے
دل کا احوال کسی سے جو اگر کہتے ہیں

ہو سکا قول سے نزاکت کا جو کرتے ہیں بیان
ماجرا عیب کا جو پائے کمر کہتے ہیں

گرمی جوش جوانی میں لیے ہیں بوسہ
کیوں نہ میرے دامن تقصیر کو تر کہتے ہیں

اختیاری نہیں رفتار ہماری اعظم
ہم ادہر جاتے ہیں دوڑے وہ جدہر کہتے ہیں

شام کا رزق بھی ہنگام سحر دیتے ہیں
ہیں گے لطف و عنایات وہ کر دیتے ہیں

نہ گہر دیتے ہیں عارف کو نہ زر دیتے ہیں
پر غنی دولت کونین سے کر دیتے ہیں

لوٹتے ہیں جو مزہ زخم جگر دیتے ہیں
ہم جراحت میں نمک پیس کے بھر دیتے ہیں

ہمکو اول ہی سے صیاد ملے ہیں ایسے
پر نکلنے نہیں پاتے کہ کتر دیتے ہیں

نجد میں قافلہ جی کے جرس کو سونپے
قیس کو آمد لیلے کی خبر دیتے ہیں

شب معراج یہہ جبرئیل نے صدرہ پہ کہا
بس نہیں مجھکو بھی طاقت پر پر دیتے ہیں

ہیں زبانوں پہ انہیں کی نہ امر ناجینا
آنے جانے کی تمہاری جو خبر دیتے ہیں

کیا غضب ہے جو حسینوں سے طلب کرتا ہوں
نہ تو دل کرتے ہیں الٹا نہ جگر دیتے ہیں

ای بتو شان الہی جو ہمیں دکھلا دو
ہمکو کعبہ سے ابھی عرش پہ دہر دیتے ہیں

دم رکا جاتا ہے صیاد قلم کر ان کو / مجکو اندا قفس تنگ مین پر دیتے ہین

پہلوے غیر سے ہم اونکو اوٹھا لادینگے / اور تعداد نہین دو چار پہر دیتے ہین

آپ رہنے کا جو اقرار کرین تو ہم بہی / خانۂ دل کا قبالہ ابہی کر دیتے ہین

اپنی تقصیر سے انکار کا یارا نہ رہے / ہاتہہ مین نامۂ اعمال کو دہر دیتے ہین

ایسے صیادون کے پہندے مین قضا لائی ہے / جو کہ جڑ سے پر پرواز کتر دیتے ہین

سفرۂ عام تو ہے چار طرف بچہوایا / دیکہئے رزق ہمارا وہ کدہر دیتے ہین

ٹہیکرے بہی فقرا کے نہین رہتے خالی / رزق مقسوم ہے اونکی اونہین بہر دیتے ہین

ماری غیرت کے دم عرض تمنا اعظم
ہاتہہ دونو لب اظہار پہ دہر دیتے ہین

جسکی گنتی ہے فرشتو مین وہ انسان ہون مین / یہہ بہی احسان ہے تیرا بندۂ احسان ہون مین

زندگی بھر تو نکلنے نہین دیتا اوسکو / آرزوے دل مایوس کا زندان ہون مین

جسم تصویر کا نقشہ ہے مرے اعضا مین / آپ دیکہین ہمہ تن دیدۂ حیران ہون مین

مجہہ مین بہی ہے سر ترک کی مژگان دراز / کبہی برچہی کبہی خنجر کبہی پیکان ہون مین

آپ تشریف جو لاوین تو مجہے نیند آئے / انتظاری کے سبب چشم نگہبان ہون مین

نور ایمان مرا کہتا ہے محمد کی قسم / اپنے جلوہ مین کف موسی عمران ہون مین

ہون وہ بستی کہ برستی ہی جہان ویرانے / جسکو کہتے ہین جنون خیز وہ میدان ہون مین

آج مجکو مئی گلرنگ کے بدلے ساقی / دیے وہ سبزی جو کہے بادۂ ریحان ہون مین

آسمان ہیرے رونیکی حقیقت پوچھو | ابر بارانیکے لیئے آئی وہ گریان ہو نہین

اسم اعظم جو پڑھتا ئین اونہین ہاتھہ لگے
ہر پریزاد پکارے ہے کہ سلیمان ہون مین

دیکھکر طرز قیامت یار کی رفتار مین | دشت مین آہو چھپے کبک دری کہسار مین

استخوان میرے جو ہوے سے پئے منقار مین | پڑ گئے چھالے زبان مرغ آتش خوار مین

بے تکلف چھو لیا زلف سیاہ یار کو | دیدیا ہاتھہ آپسے ہمنے دہان مار مین

بڑہتا جاتا ہے جنون دیوانگان عشق کا | ہی ترقی دن بدن زنجیر کی جھنکار مین

سبزہ کھلاتی چمن مین کیا ہمارے شوق نے | لیگیا دم دیکھے اونکو گوشۂ دیوار مین

کس زبان سے کیجیے حال دل شیدا بیان | مہر کردی ہے خموشی نے لب اظہار مین

حسرت دیدار مین آخر کو یہہ ہوتا ہے حال | جان جائیگی میری اکدن فراق یار مین

لیکے یوسف کو زلیخا کیون نہ اتراتی پھرے | جنس اچھی ہاتھ لگی ہی مصر کے بازار مین

حشر برپا کر دیا یاد قد دلدار نے | مین صنوبر کے تلے رویا بہت گلزار مین

شب کے باسی پھول اونکی سیج کے اودھے ہوئے | صبح کو سب لیگئے مرغ چمن منقار مین

قصہ خوان کرتے ہین افسانہ گوئی رات بہر | نیند آتی ہی نہین مجکو خیال یار مین

وادی الفت مین اعظم نے بھی رکھا تھا قدم
چلتے چلتے تھک گیا آخر رہ دشوار مین

عبرت کی نگاہون سے جدہر دیکھ رہے ہین | مغفور کا سر پیش نظر دیکھ رہے ہین

ہے عید کی شب چاند لب بام دیکھہ رہے ہین
ہم انکو اسیر رشک قمر دیکھہ رہے ہین

موت آئی کہ ہوتی ہی سحر دیکھہ رہے ہین
طول شب فرقت کا اثر دیکھہ رہے ہین

مونہہ آئینہ مین وقت سحر دیکھہ رہے ہین
خورشید کو وہ رشک قمر دیکھہ رہے ہین

غنچون کو جو ہم بہر کے نظر دیکھہ رہے ہین
بیجون مین قبا گل تر دیکھہ رہے ہین

کیا دل کے تڑپنے کا اثر دیکھہ رہے ہین
کونین کو ہم زیر و زبر دیکھہ رہے ہین

گونگا ہی ہمین حسن کی حیرت نے بنایا
کچھہ کہہ نہین سکتے ہین مگر دیکھہ رہے ہین

کیونکر نہ اوٹہین ناز ہو ناوک فگنی پر
ہر تیر کے پیکان مین جگر دیکھہ رہے ہین

بل کہا نے پر اسکی ہی اوٹہین جو دمکہ شوق
ہر گام پہ ہم ٹوٹتے کمر دیکھہ رہے ہین

جبارہی نہ ہوا خواہون سے گر ورہ کلفت
مدت سے ہمین خاک بسر دیکھہ رہے ہین

اونکی ہمین انکھیلیونکی چال نے مارا
دہرتے ہین کدہر پاؤن کدہر دیکھہ رہے ہین

ہم ایسے ہین مجبور کہ کچھہ بن نہین پڑتی
سینہ مین تڑپتا ہی جگر دیکھہ رہے ہین

دنیا کے طلبگار وبنے اللہ بچائے
رہزن کیطرح میری کمر دیکھہ رہے ہین

کچھہ سوچ کے بیٹھے ہین وہ پہلو مین ہمارے
دزدیدہ نگاہون سے جگر دیکھہ رہے ہین

دلسوز ہی کرتے نہین تدبیر مداوا
آنکھون سے مرا داغ جگر دیکھہ رہے ہین

اسطرح ملائین ہین تری آنکھون سے آنکھین
ہم تیری طرح تیری کمر دیکھہ رہے ہین

اعظم ہمین رشک آتا ہے اون خوش نظرون پر
جو یار کی باریک کمر دیکھہ رہے ہین

آدین قدم رنجہ کرین آباد ویرانہ کرین — وہ خانۂ دل کو میرے رشک پریخانہ کرین

بزم شراب ناب مین ساقی ہیسے یارانہ کرین — مست ہیئے الفت تو ہین کچھہ کارستانہ کرین

عشق بلا انگیز ہے نیرنگ آفت خیز ہین — لیلی کو دیوانہ کرین مجنون کو فرزانہ کرین

ہی اندنون ٹھنڈی ہوا ای بادہ نوشان چمن — آؤ چلو خالی سبو لبریز پیمانہ کرین

ہم اونکی کچھہ خدمت کرین راضی اگر ہین اہل رنگ — مہندی ملین ہیسے ملین افشان چنین شانہ کرین

کشتہ کرد دلسوز کو اپنے فروغ حسن کا — تم شمع کا جلوہ کرو ہم سوز پروانہ کرین

اونکو اگر کیف شراب ناب کا چسکا پڑے — ہم میکشی کا حکم لین تا راضی ہیسے یارانہ کرین

گر ہے اجازت یار کے گستاخ ہون ہم ڈھیلین — نعرہ بیر دین تا داوان لین مالک ہین جرمانہ کرین

اب بھی نہین بگڑا ہی کچھہ اوسسے کہو ای ہمنشین
غیرون کی الفت چھوڑ دین اعظم ہیسے یارانہ کرین

ہمکو جیسے اپنے یوسف کی خبر ملتی نہین — طاقت دل قوت نور نظر ملتی نہین

جستجو کی دیکھنے والون نے پر ملتی نہین — جسطرح عنقا نہین ملتا کمر ملتی نہین

تیرے گھر کے شوق مین پھرتا ہون مین ہو کسطرح — روشنی رخنۂ دیوار و در ملتی نہین

پھرتے ہوائے ہین ہمین اوس رہ آئے اور اک کے — خضر کو بھی آجتک جسکی خبر ملتی نہین

کسطرح سے دیکھتے ہین مو شگافان جہان — یہان ہمارے واہمہ کو بھی کمر ملتی نہین

ڈوبتا جبتک نہین بحر حقیقت مین کوئی — آبرو جبتک اوسے مثل گہر ملتی نہین

سوزش داغ جگر سے منہ چھپانے کے لیے — آفتاب روز محشر کو سپر ملتی نہین

دل سمجھو لگا شادی ایسا تمہارے دور مین
ڈھونڈھنے والون کو بھی آہ جگر ملتی نہین

کس کے گھر جائین بھلا اسپان فیض سے
آپکے در کے سوا جائے سفر ملتی نہین

ضبط گریہ سے مرے بھی خشک سالی اس قدر
آب شبنم سے قبای گل بھی تر ملتی نہین

کس غضب کے ہین تیور کہ تیری آنکھ سے
چشم آشوب جہان ای فتنہ گر ملتی نہین

آدمی کس طرح کے بہرو سے پر کرے کسب کمال
قدر دان ملتا نہین اور ہنر ملتے نہین

ہجر مین یعقوب کہتے تھے کہ ای یوسف تیرے
دیکھئے کب تک تمنائے پدر ملتی نہین

یا ہمین کو دیتے تھے تم ہجر پیغام تک
یا ہمین سے اب نظر دو دو پہر ملتی نہین

اس قدر شابش ہی دیتا تمہارے دور مین
آنسوؤن سے چشم غمدیدہ بھی تر ملتی نہین

اس طرح ملتا نہین آنکھون آب چشم نم
آگ جیسے مردم آبی کے گھر ملتی نہین

باغ مین بھی طایران نغمہ آرا کے سوا
ڈھونڈیے تو عندلیب نوحہ گر ملتی نہین

دیکھکر مجھکو بہت ہنستی ہی بخشش کی امید
آستین خشک ندامت سے جو تر ملتی نہین

ڈھونڈ لینگے دوسرا سفاک اپنی واسطے
اے طبیعت تجھسے ای بیداد گر ملتی نہین

پانچ موقع پر تو کر یاد خدا دن رات مین
کیا تجھے اتنی بھی فرصت بیخبر ملتی نہین

کیا سمجھکر ای بتو کرتے ہو تم جور و ستم
داد فریادی کے کیا عادل کے گھر ملتی نہین

کیا کرین حرص و ہوا سے کسطرح پائین نجات
نفس امارہ پر ای اعظم ظفر ملتی نہین

دل پر خوف سے توبہ ہوتی باہر کسدن
ہمنی ماری سر فغفور پہ ٹھوکر کس دن

دیکھئے ہوتی ہی پاداش ستمگر کسدن
داد ملتی ہی میری ایمیرے داد کسدن

ہم دکہاتے دل شفاف کیے جوہر اوسکو
قبر سے دیکھئے نکلیگا سکندر کس دن

زندگی بہر اسیے قسمت نے نکلنے نہ دیا
دل کی اندر سے تمنا ہوئی باہر کسدن

ابتدا سے ہین ہدایت کے طریقے جاری
راہ بتلانے کو آئیگا نہ پیمبر کسدن

قید مین بہی نہین آفات سماوی سے مفر
میری زندان مین برستی نہین پتہر کسدن

بہاگیئے پہرتے ہین ہوش وخرد وتاب وتوان
مستفرق نہین ہوتا میرا لشکر کس دن

نازکی چال کا انکار عبث کرتے ہو
پاون رفتار مین پڑتے ہین برابر کسدن

کس بہروسے پہ بہلا جامہ سے باہر ہوتے
پاؤن پہیلانے کو کافی ہوئی چادر کسدن

ڈوبنے پر بہی نہ گرداب بلا سے نکلے
بحر غم سے میری کشتی ہوئی باہر کسدن

مجہے اندہیر کیا ابر ہوا مین تو نے
محتسب توڑ کے پہینکا میرا ساغر کسدن

نہ اوٹہاتے ہوا سی تم نہ پہنچتے ہوا سے
کام آویگا بخیلو زر و زیور کس دن

بہیک دیتے ہین ثواب ابدی لیتے ہین
فیض پاتے نہین سائل سے تونگر کسدن

مدتون اسپہ برستا رہا باران بلا
میری قسمت سے بنا تہا میرا پیکر کسدن

آرزومند شہادت ہین بہت ای قاتل
انکی گردن پہ چلیگا تیرا خنجر کس دن

کب میری گود مین وہ عزت پروین آیا
بہر گیا دامن مقصود مین گوہر کس دن

کسطرح تو سے اعظم شب تنہائی مین
حرکت سے ہوا لائق تن لاغر کس دن

یہہ مرغان چمن فصل چمن مین کہیکے بستے ہین
ہماری آشیانی اندنون ہمہو نہین بستی ہین

مین دیوانہ نہین پر اپنی قسمت کا ہون دیوانہ
میری گہر ابر گوہر بار سے پتہر برستی ہین

وہ رشک کہکشان ہین غیرت صحرا کے آمین ہین
بہرے ہین نور ہی جو یار کے کوچہ کے رستی ہین

جنہین کچہہ دفتر عصیان کے ہی ہمکو گنہگار و
تمہارے نامہ بد سے بہرے بستونکی بستی ہین

قفس تیکے رہنے دو اور رزق خاطر نہ گہبرانا
خدا نے کہول رکہے دانہ قسمت کے رستی ہین

دل مشتاق بہی ہی روشنی بہی ہی لگا ہونین
تمہارے دیکہنے کیواسطے لیکن ترستی ہین

قدم ہشیار رکہہ سکتے نہین وادی وحشت مین
یہہ دیوانونکی دل گرد ہین جو صحرا مین بستے ہین

نظر ابرو جو آئی خنجر عشاق سمجہے ہم
صف مژگان کو جو دیکہا کہا ترکونکی دستے ہین

کمال شوق مین خضر طریقت سے یہہ کہتا ہون
وہ بتلاؤ ہمین جو کعبہ مقصد کے رستے ہین

گذرنا منزل ہستی سی ہی دشوار رہرو کو
ہمکو سنگ آمین کہٹکا ہی بلند و پست رستے ہین

ہمارے ضبط گریہ نے کیا ہی خشک دریا کو
صدف مین ایک قطرہ کے لیئے موتی ترستے ہین

ابہی سے گرم بازار محبت اے خریدارو
جو لینا ہے تو لے رکہو دل عشاق سستے ہین

وہ ہر دم معرکہ مین آزماتے ہین جو اعظم کو
غضب کرتے ہین کیون شمشیر با جوہر کو کستے ہین

نرا اپنا کام آتا ہی نہ بیگانہ مصیبت مین
بہت دنیا کو ہمنے آزما دیکہا ہے کلفت مین

بہری ہی نار دوزخ آتش فرقت کی حدت مین
پگہل جاتا ہے مغز استخوان تک اس حرارت مین

نہین سنتے کسیکی آرزو خواب فراغت مین
زمین کے سونیوالے آسمانکی ہین حمایت مین

اگر کامل رہا جذبہ دل مجنون محبت مین
پہر جاویگی لیلی کی سواری دشت وحشت مین

وہ مجرم ہون جو ہوتا عمر و مم آبکی خلقت مین
یقین ہے پرورش ملتی مجہی آب ندامت مین

جواب نامۂ مشتاق لکہا ایکمدت مین
اگر پوچہو تو یہہ بہی مہربانی کی حقیقت مین

بہت اچہا ہوا جو کچہہ ہوا اوسکی مشیت مین
وہ کافر ہی جو شک لاوے میری ہو لاکہے قدرت مین

گرفتار بلا نے ناگہانی اسکو کہتے ہین
مقدر نے جیسے اولجہا دیا گیسو کی الفت مین

پیمبر کی محبت بعد مردن کام آویگی
شمیم گل ریاض خلد سی لائیگی جنت مین

بہار باغ آئی بیشتر وقت معین سے
بہت روز ون مجہے رہنا پڑا میدان وحشت مین

زمانہ مین جیتے ہین رنج کے ہاتہ سے مرمر کے
ہماری جان پر بن آگئی ہی دلکی کلفت مین

عدم مین عیش کرتے تیکہ تہی ہستی مین
رہی دنیا مین ہم دنیا طلب دنیا کی محبت مین

گوارا جان تک دنیا بہی ہو جاتا ہے عاشق کو
خدا جانی کہ کیا دل مین سما جاتا ہے الفت مین

ادب تو سیکہہ دشمن بہی کریگا دوستی تجہسے
رہیگا اسکی باعث نفس اماره اطاعت مین

بشر دعوی کرے پیدا اکشی کا غیر ممکن ہے
وہ ہما صاحب خدا اتہی مستقل تجہ سو معصیت مین

نسیم بے سرو پا میری آوارگی پوچہو
اسی لئے مجکو دیکہا ہی بہت میدان وحشت مین

پیری دیوانگی کی اسقدر ہیبت سمائی ہے
زمین پاون تلی کی بہاگتی ہی دشت وحشت مین

سر بازار نقد علم کے نقاد کہتے ہین
جہالت ہمگیان بٹہ لگاتی ہی شرافت مین

یہی کاہیدگی جسم کا اعظم کے باعث ہے
رہین ہین صدمہ دوری ہزارون رنج فرقت مین

محبوب کیجئے گا اسی بھی ثواب مین
فاضل بڑی گناہ جو فرد حساب مین

نیرنگ بازیان ہین جہان خراب مین
سنتے بہی ہین بگڑتے بہی ہین انقلاب مین

رہتا نہین ہی جلوہ عارض نقاب مین
خورشید بن گئی ہین وہ عہد شباب مین

ناحق عدم سی آئے جہان خراب مین
دنیا کی اشتیاق نے ڈالا عذاب مین

دیکھا جو تونے ہوئی مجھہ بیقرار کو
سیماب برق و باد رہے اضطراب مین

باہر کیا مزاج کی شوخی نے یار کو
شرم و حیا سے لاکھہ چھپایا نقاب مین

وصف نگاہ ناز غزالون سے پوچھئے
دیکھین تو سوجھتا ہی انہین کیا جواب مین

ہم سے بیان مصحف رخ کچھہ نہ ہو سکا
سب رہ گیا کتاب کا مطلب کتاب مین

رہتا نہین خیال نشیب و فراز کا
کچھہ سوجھتا نہین ہے ہمین اضطراب مین

غش سے کلیم طور پہ سنبہلے تو یہہ کہا
رحمت بہری ہوئی تہی نگاہ عتاب مین

ہمنے ادسے جو ہاتھہ لگایا تو دیر تک
گیسو کا بال بال رہا پیچ و تاب مین

بے پردہ ایکروز تو آجاؤ سامنے
کبتک چھپے رہوگے طلسم حجاب مین

پہلا سوال کرکے نکیرین بہر گئے
کچھہ کہہ دیا جو حسن عمل نے جواب مین

ادہر نہ تہا غرور جوانی سے سر مرا
بوڑہون کی چال تہی مری عہد شباب مین

سے یار ہمنے بادہ کشی کی غضب کیا
کیون پی گئے نہ زہر ہلاہل شراب مین

در پردہ ناز حسن سکہاتا ہے یار کو
اچھی گرہ لگائیو بند نقاب مین

رہتا ہی اونکی جلوہ عارض کا سامنا
کہتے ہین ہی رات روشنی آفتاب مین

ساقی کا بحر فیض جب آیا ہی جوش پر | غوطے دیئے ہین بادہ کشون کو شراب مین

اعظم کے پاس رات کو جایا نکیجیے
رخنہ پڑیگا پردۂ شرم و حجاب مین

ہی جلوۂ بہار سے گھر گھر چراغ مین | یون بن گئی ہی شاخ گل تر چراغ مین

کافور ہے نہ مشک نہ عنبر چراغ مین | ایمان کی روشنی ہی میرے گھر چراغ مین

سوز جگر کا حال بہی ہم پوچھنے نپائے | پروانے خاک ہو گئی جل کر چراغ مین

مجھ تیرہ روز نے جو جلائے شب فراق | بتی سے تیل دور رہا ہر چراغ مین

لائے میری لحد پہ چراغی ملائکہ | دیکھا جو صبح کو تو ملا زر چراغ مین

بتی بنا بنا کے یہ اندھیر کر دیا | تمنے جلا دیا میرا بستر چراغ مین

گر دوست ہی خلیل خدا کا تو پھونک دے | نمرودیون کی روح کو دہر کر چراغ مین

یہان شوق سے جلائے وہان شرم سے بجھائے | تا صبح گفتگو رہی شب بہر چراغ مین

دیوانون کی مزار پہ جب کی ہی روشنی | برسی ہین آسمان سے پتھر چراغ مین

مین زار گرچہ اور کسی کام کا نہین | تنکی کی جا رہی تن لاغر چراغ مین

کافور کی جلاتی تھی کل تک جو بتیان | روغن نہین ہی آج میسر چراغ مین

یا رب فروغ داغ رہی دلین حشر تک | دنیا کی روشنی ہو میری گھر چراغ مین

گلزار حال مین ہی یہ کس قدر فروغ | فولاد پہونکتا ہو گئین دھکر چراغ مین

کی روشنی جو کشتۂ عارض کی قبر پہ | روغن بہوا ہی روغن گل ہر چراغ مین

نیکر فروغ ہمت مردانگی سی کام
چربی جلائی شیر کی اگر چراغین

روشن کری جو طالب برق جمال یار
بجلی سے بہی چمک ہو فزون قرص چراغین

لگ سپہر کر جلا جو اعظم صفا سرشت
پیدا ہو آبداری گوہر چراغین

نکل مضمون نہ نکلی فکر رنگین کے گلستانین
زمین شعر بہی ہی انقلاب چرخ گردانین

کمر باندہی صبا ہی بند و بست کوئی جانانین
چمن آرا چمن مین ہی چمن بندی کی سامانین

جگر اغیار کا پیش نظر ہی نوک مژگانین
ہماری دلکو تمنی چہید کر رکہا ہے پیکانین

قیامت کا اثر دکہلا دیا عشق زلیخا نے
وہ بہی سر مصر مین جو گر پڑے تھی چاہ کنعانین

جو کوئی برہمن پوچہے گا تو بہی صاف کہدینگے
بتان سنگدل شامل ہین سب خون مسلمانین

سیری ہاتہون پہ دامن پہاڑ نیکی صاف ہمت نکی
سیہ بختی پہ پہنسے ہین روز وحشت سی گریبانین

اڑا کر نکہت یوسف نسیم مصر لائی ہے
بسی ہی بوی پیراہن لباس پیر کنعانین

الٰہی آفتاب حسن آدی اپنی منزل سے
میری گہر روشنی ہو ظلمت شبہائی ہجرانین

تمہاری چشم کے سو دے نے کیا تاثیر دکہلائی
میری خاک قدم سرمہ ہوئی چشم غزالانین

ہوا اوس سی بہی آخر لی تعلق خاکمین ملکر
کفن جو رہگیا تہا کچہہ دنون تک جسم عریانین

نشہ تک بہی نہ پایا خانۂ دل کے سوا اونکا
پہری شیخ و برہمن مدتون تک حد امکانین

شب تاریک وحشت مین ڈرانی ہمکو آئی تہی
ہمین بہی خاک ڈالی دیدۂ غول بیابانین

دہان شیشہ ہی سی دعائی مغفرت نکلی
جو آیا ذکر یاران گذشتہ بزم رندانین

تمہارے خندۂ دندان نمانے فیض بخشی کی
دُرِ مقصد دکھایا آرزومندوں کے دامن مین

ملایا خاک مین عریان تنی کی شرم نے اعظم
جو ہوش آیا تو مین پنہان ہوا ریگ بیابان مین

وہ گل اندام کئی دن سے جو پہلو مین نہین
دل مین وہ خار کھٹکتے ہین کہ قابو مین نہین

ہم او سے بندۂ آزاد تیرا کہتے ہین
جو گرفتار تری حلقۂ گیسو مین نہین

اے گل اندام تری نکہت گیسو کے سوا
مشک تو کیا کہ مہک نافِ آہو مین نہین

نوح کے ساتھ ہون اندیشۂ طوفان ہے کیسے
گند سیل حوادث مرے آنسو مین نہین

جب سے اغیار کی جانب ہے طبیعت مائل
دل ہی اپنا مری دلدار کے قابو مین نہین

بھائیون سے جو نہین ہی مجھے امید قوی
یہہ سبب ہی کہ جو طاقت مری بازو مین نہین

کس بلاکش کی ہی منظور گرفتاری دل
کیا سبب ہے کہ جو شانہ تری گیسو مین نہین

سلسلے دیکھ کے کہتے ہین تری آنکھون کو
جو اثر ایسا بھرا ہی کسی جادو مین نہین

تیری مژگان سے نہین نوک کسی مژگان مین
تیری ابرو کیطرح خم کسی ابرو مین نہین

عیب تو ہین مہ کامل کی تجلے مین کئی
نقص کوئی تری حسن رخ نیکو مین نہین

جو صفائی ہی مرے یار ترے پہلو مین
وہ چمک تو کسی آئینۂ زانو مین نہین

نکہت سنبل فردوس بھری ہے اسمین
باغ دنیا کی ہوا زلف سمن بو مین نہین

ضعف پیری سے کہان فکر سخن کی طاقت
اب طبیعت مری اعظم مرے قابو مین نہین

اوسنے ہاتہو لیئے چہو ہونگی اوس ماہ کے پاؤن
چومنے فرض ہوئے قاصد چالاک کے پاؤن

اوسنے دریا پہ نہانیکو جو کہولیے گیسو
عکس نے موج مین اولجہا دیئے تیراک کے پاؤن

سیکڑون کیا ہے چہپاتے ہین بشکل انگور
محتسب نے مجہے دیکہا ہی بہت تاک کے پاؤن

مجکو بہی چاہین ہےمشہد مین ملایک نقال
ہاتہہ ہو دینگی فرشتون کی میرے خاک کے پاؤن

کبہی آنکہون سے لگاؤن کبہی سر پر رکہون
ہاتہہ آدین جو میرے صاحب لولاک کے پاؤن

دوڑتا آئیگا صیاد میرے گہر سے بیٹہے
میری تقدیر سے لگی ٹہنگنے فتراک کے پاؤن

طی ہوئی تیری حقیقت کی نہ ہرگز منزل
دوڑتے دوڑتے تہک تہک گئی ادراک کے پاؤن

ناز آپ نے سیکہا یا ہی اونہین طرز خرام
راستہ سے بہی جدا پڑتے ہین مباک کے پاؤن

پیروی کرکے چلے آئی جواب خط شوق
اپنی آنکہون سے ملون قاصد چالاک کے پاؤن

دیکہہ پاتا ہے جو آشوب زمانہ اوسکو
فتنہ گر چوم لیا کرتے ہین سفاک کے پاؤن

بے ادب ہونے نہ دیا میری صیاد مجہے
سر مرا بند ہیو لائق نہین فتراک کے پاؤن

دستگیری سے پہنچتے ہے منزل پہ ادیب
ورنہ کوچے سی اوترجاتے ہین چالاک کے پاؤن

خط محبوب جو لاتے ہوئے دیکہا اعظم
دوڑکر چوم لیئے قاصد چالاک کے پاؤن

کہین ہمنے تمہارے دل زار کی باتین
ہرچند وہ کرتے رہی تکرار کی باتین

ابرو ہی کا اپنے وہ کیا کرتے ہین مذکور
باتین بہی جو کرتے ہین تو تلوار کی باتین

سنتے ہین اگر عذر کوئی کرتا ہی اونسے
کر لیتے ہین منظور گنہگار کی باتین

جو چاہتے ہین لوگ وہ کہہ لیتے ہین مجھکو
خاموش سنا کرتا ہون دو چار کی باتین

تمتو کبھی دروازہ سے باہر نہین نکلی
کس طرح سُنین مصر کی بازار کی باتین

سودا وہ کیا جسکی فضیحت مین پڑا ہون
دل بیچکے سنتا ہون خریدار کی باتین

کہتی ہو کہ ہم غیر سے باتین نہین کرتے
وہ یاد کرو رخنۂ دیوار کی باتین

ہو جاتے ہتی اور کو ہم کرتے تھی ارشاد
یا آپ سنا کرتے ہین اغیار کی باتین

تقریر سے وابی ہوئی اقبال کا پہلو
انکار مین وہ کرتے ہین اقرار کی باتین

سننے کا جو مشتاق تہا مین کان لگا کے
قاصد نے سنا مین مجھی دربار کی باتین

کہتا ہی کہ اللہ خطا بخش ہے اعظم
کلمہ لینے کے قابل ہین گنہگار کی باتین

عیادت کے لیئے آویگا جانان آج کل پرسون
اجل میری رہی اگر نگہبان آج کل پرسون

نکلجاونگا پہاڑی پہاڑ کر خود دشت وحشت کو
اگر ثابت رہیگا جیب و دامان آجکل پرسون

مراد دل کی ملجانے مین ہے عرصہ گذریگا
ہوا ہی چاہتا ہی مجہپہ احسان آجکل پرسون

ہوا چلتی ہی ٹہنڈی بادہ نوشون کو مبارک ہو
کہلا ہی چاہتی ہی مغ کی دکان آجکل پرسون

لیئے جاتی ہین دیوانہ کو بستی مین جو صحرا سے
یہہ سمجہو آجائیگا سوئی بیابان آجکل پرسون

کہلا ہی چاہتی ہی اب نہین عرصہ گذرنیکا
محبت بوالہوس کے تہمہ جانان آجکل پرسون

نہین رہنے کی جو تہی دن نحوست طالع سے
رہیگی گردش گردون گردان آجکل پرسون

زیادہ انتظاری کی نہین اب مجہہ مین طاقت سے
ملی مجہہ بے سروسامان کو سامان آجکل پرسون

بہت دن تک تو اعظم نے چہپایا تہا محبت کو
کہلا جاتا ہی یہہ اسرار نہان آجکل پر سون

بیجا ہے انقلاب مقدر کہان کہان
دیکہین تو چرخ دیتا ہی چکر کہان کہان

پہنچا زلال رحمت پروردگار ہین
پہر پہر کی میری جرم کا دفتر کہان کہان

مانا کہ ایک جا پہ نہین انکو قرار
پر یہہ کہو کہ رہتے ہو اکثر کہان کہان

قطعہ

طبقات آسمان و زمین سبکی سیر کی
اکثر گئے ہمیر و نکے گہر کہان کہان

خیبر کے معرکہ مین تباہ زمین ہوئے
کام آئی جبرئیل کے شہپر کہان کہان

صحرا مین خار دلین خلش حسن مین مژہ
ڈہونڈہا ہمارے چہالون نے نشتر کہان کہان

گلمین ہوا مین مشک مین عنبر مین عود مین
پہنچی شمیم زلف معنبر کہان کہان

دنیائی بی ثبات کی خواہش کیواسطے
دوڑائے دیکہیے دل مضطر کہان کہان

مشکلکشا کی سبکی مدد ہر جگہہ پہ ہے
پہنچا سوار دوش پیمبر کہان کہان

جاتی ہوئی جو غیر کے گہر دیکہہ پائین گے
اتنا تو ہم کہین گے کہ دلبر کہان کہان

بحر جہان مین جسم کا پوچہو نہ ہمسے حال
کہاتی ہی اس جہاز کے لنگر کہان کہان

خط لے گیا جو عاشق خانہ بدوش کا
اڑتا پہرا خراب کبوتر کہان کہان

مجنون بہی روز بادیہ پیمای عشق تہا
پہرتا تہا روز با تن لاغر کہان کہان

اعظم فقط ہمین کو نہین یار کی تلاش
پہرتا ہی آفتاب بہی دن بہر کہان کہان

بزم شراب ناب مین ساقی بن تیرے جو جاتے ہین
تو قلقل مینائی می کو ہم سنکے گھبراتے ہین

اندیشہ نہایت کرتی ہین یہہ پیچیدہ باتون والے
دل اور بھی میرا اولجہاتے ہین جب زلفونکو سلجہاتے ہین

انداز مین خضر راہ ہین وہ اعجاز مین روح الامین وہ
جو غش مین ہمسے آتی ہین وہ ہوش مین ہمکو لاتے ہین

ہی بعد فنا بھی یہہ میرے طینت کے صفائیکا فیضان
جو گوہر غلطان خاک مین ہین میری چہاتی سے وہ آتے ہین

یہہ ضعف کا عالم ہی ابتو ہر ایک قدم پر چلنے مین
مشتاق تمہارے گیسو کے زلفونکی طرح بل کہاتے ہین

غوغاے قیامت مین ہمکو اوس شوخ پہ ہنسی کہنا ہے
سن کان لگا کر آج تیری سودائی شور مچاتی ہین

کچہہ اور طرحکا شک ایدل بیجا ہی اونکی جانب سے
وہ غیرونسی کب ملتے ہین جو ہمسی بہی شرماتے ہین

لاریب تمہارے رتبہ سے کیا نسبت اونکی رتبہ کو
ایک اعظم بہی خداؤن مین ای یار تری کہلاتے ہین

دل پہنس گیا ہی خال خط و زلف یار مین
یوسف میرا ہی قافلۂ زنگبار مین

گرم سخن ہو غیر سے تم لالہ زار مین
یہان آگ لگ رہی ہی دل داغدار مین

اولالہ زار ہم بہی کہین گی ہزار مین
تجہسا کوئی نہین چمن روزگار مین

غنچے نمود ہونے لگے شاخسار مین
پہر گل کہلائیگی میری وحشت بہار مین

آتا ہی یار جاتی ہین ہم بزم یار مین
اب کون بیٹہتا ہے رہ انتظار مین

آتش بہری ہوئی ہی میرے جسم زار مین
پارہ کا ہی خواص دل بیقرار مین

پڑتی ہین اور داغ دل داغدار مین
ہر سال پہولتے ہین شگوفہ بہار مین

خامہ کو احتیاط سے رکہا ہی اسلیئے
نذر جنون کرینگی اسیکو بہار مین

وعدہ کی روز آئیگا دیکھہ بحال کر
آنکھین بچھی ہوئی ہین رہ انتظار مین

میری طرح سے بہی کوئی غافل نہوئیگا
امید ہے سحر کی شب انتظار مین

آنسو کی کیا کمی ہے بہلا ای تپ فراق
دریا بھرے ہین یہان عرق اشکبار مین

بی یار کے ہوا ہی جو پینیکا اتفاق
سم کا مزا ملا ہی ہے خوش گوار مین

یارا اسیری زبان کو ہو دے جواب کا
آوین سوال کو جو فرشتے مزار مین

شیشو نسے کوئی کام نکلتا ہے آجکل
ساقی کہلین شراب کے مٹکی بہار مین

دیکہین تو گل تری رخ رنگین کے سامنے
کیونکر سمائیگا نظر اعتبار مین

سینہ مین مشتعل ہوئی پہر آتش جنون
پہر آبلہ نمود ہوے جسم زار مین

تنہا نہین ہے پیچ مین اسکے دل حزین
اولجہا ہی بال بال میرا زلف یار مین

باہر نکل چکا تہا مین جامہ سے ایجنون
دامن پکڑ کی خار نی رکہا بہار مین

دنیا جو ہے تو دیجیے اعظم اوسیکو دل
وہ ظاہرا درست ہی قول و قرار مین

تم سیر دش قول کی ہوئی ہو جو نہین
کہا جاتی ہو اقرار کی انکار پہ قسمین

یہ عشق کی اور حسن کی ہر عکس ہین رسمین
نہ دل میری بسمین ہی نہ دلبر میری بسمین

سمجھو نہ مجھے زمرہ پرواز قفس مین
وہ باغ ہی کیسے ساتھہ گئین باغ کی ہمسین

اغماض ہے تم پاؤن زمین پر نہین دہرتے
ہم منت پسی جاتی ہین ٹہوکر کی ہوسمین

داغون کا تیری عشق میرے دم کی ہی ہمراہ
قسمت نی پروئی ہین گہر تار نفس مین

کوتاہ کرو ہمیہ درازی شب ہجر
طولانی گیسو کی تمہین دیتا ہون قسمین

وہ بلبل مردہ و بہار اور خزان ہون
جسکا کہ ٹھکانا نہ چمن مین نہ قفس مین

وہ محو خموشی ہون جو ہون قافلے کے ساتھ
آواز جرس کی بہی رہی بند جرس مین

گھوڑی پہ جو اسوار ہو وہ طفل پریزاد
سایہ ہو چھلاویکا لگا ہوئی فرس مین

نکہت نی دیا مژدۂ ایام بہاری
گل اور کہلا صحبت مرغان قفس مین

محو قدم صاحب دلدل ہو مین ایسا
آنکھین میری پتلی ہین ہم پائی فرس مین

اعمال مین اچھی ہین اسیران محبت
آتی ہی چلی نکہت فردوس قفس مین

مین خلق مین کامل تو وہ اخلاق سمجھیے
ہین حق کی تمنا مین وہ باطل کی ہوس مین

پہنچائی نجف کو مجھے اعظم میری تقدیر
مدت سے تڑپتا ہون زیارت کی ہوس مین

آگئی وہ شب باش ہوتے میری گھر مین چار دن
ای فلک ایسی بہی ہوتی سال بھر مین چار دن

زندگی بھر تو نبھاویگی میری دیوانگی
وہ بہی سودا کہ جو رہتا ہی سر مین چار دن

جسطرح سی ہو سکا کنج قفس مین بہی رہے
کاٹ ڈالی انتظار بال و پر مین چار دن

شش جہت مین کہلبلی پڑجائیگی جلجائینگے
گر رہی حدت رہی سوز جگر مین چار دن

گھر تو کیا کوچہ مین بہی آنی ندو اغیار کو
شغل دربان بیٹھنے پاوین جو در مین چار دن

پوچھتے ہو کیا بہلا طول شب فرقت کا حال
مختصر یہ ہی کہ ہین ہر ہر پہر مین چار دن

گرم نالے ہو چکے اب سرد آہین کیجیے
چاہتا ہون برف دہی جگر مین چار دن

رہ چکی ہین خانۂ دنیا مین ہم بہی مہمان
کہا چکی ہین کاسۂ دریوزہ گر مین چار دن

گاہ دنیا کا تصور گاہ عقبے کا خیال
کون سوتا ہی نہین رہتا جو سر مین چار دن

ایکدم جو باندہتا ہی نیمچہ قاتل میرا
نازکی سی درد رہتا ہی کمر مین چار دن

حسن کی بہی جلوہ افروزی اسی صورت سی ہی
جسطرح ہی شب کو رہتی دور قمر مین چار دن

ناز کرتا ہی بہار باغ پر کیا باغبان
ہی لطافت عارضی گلہائی تر مین چار دن

شہر مین دیوانگان عشق رہنے کی نہین
زندگی کیسے کاٹ دینگی جلکی سر مین چار دن

اپنی غفلت کو کبہی الزام دیوتا نہین
عیب لگتا گر بسر کرتا ہنر مین چار دن

اونکو دکہلادین تماشا اپنی جذب شوق کا
بیٹہنے پائین جو اونکی رہگذر مین چار دن

آتشین نالی کرینگے یا کرینگے آہ سرد
زندگی کیسے کاٹ دینگے گرم و تر مین چار دن

مجہہ گنہگار جنون سے ایکجنون کپڑی نہ پہاٹ
منہ چہپانی دی مجہی دامان تر مین چار دن

رہروان منزل ہستی نی اعظم سے کہا
ہمنی آسائش نہین پائی سفر مین چار دن

قاصر نہ بہیجے جانیے مستی کی سخن مین
سوسن کیطرح میری زبانین ہین دہن مین

شیرین ہین مضامین مزہ ہی جو سخن مین
دو دو ہین شکر قند ہی خامہ کی دہن مین

باریکیان کیا کیا ہین نزاکت کی بدن مین
کاغذ کی شکن سے ہی تری ماتہی کی شکن مین

دکہلا کی رخ صاف عشق کو زلفونکی شکن مین
کہتا ہی کہ کچہہ مانگئی خیرات گہن مین

اللہ ری جذب دل مجنون ترسے تاثیر
بیتاب گئی شاہد حی نجد کیے بن مین

نقاد میرا داغ جنون دیکھہ کے بولا / سچا نہین لگتا ہے سکے کی چلن مین

مین سبزۂ رخسار کا کشتہ ہون عزیزو / مٹی میری پہنچائیو ریحان کے چمن مین

بندہ ہون مین جوہر ارباب صفا کا / آتی ہین سکندر سے بہت میری وطن مین

سودا مین تری جو ٹپکی دیکھی نئی تاثیر / نافہ کی چلی آتی ہی بو داغ کہن مین

سینہ مین دل مائل گیسو کو نہ دیکھو / دیوانہ کو ڈہونڈو کسی سنبل کی چمن مین

صحرا مین پہنچکر مین ہوا چاک گریبان / پردہ میرا وحشت نے رکھا خوب وطن مین

ہی رشک کی جا قطرۂ نیسان تری تاثیر / دریا مین جو گوہر تو ہوا لعل یمن مین

صد شکر پریشان ہوئی نکہت گیسو / جوڑی سی جو نکلی تو گئی مشک ختن مین

کچھہ آپ بہی فرمائی ان منطقیون سے / حجت یہہ کیا کرتی ہین اثبات دہن مین

اعظم یہہ تمنا ہے سب ہے مجہے لطف خدا سے
مشہور کری خلق مجہی خلق حسن مین

سنبھل کر پاؤن دہر کیا لطف ظالم تیز چلنے مین / بپا ہوئیگا محشر اور قیامت خیز چلنے مین

کوئی رستہ مین اتنا دست سفاکی سی کہتا / نکر پامال خلق اللہ کو خون ریز چلنے مین

ختن مین چین مین تاتار مین تبت مین جا پہنچی / ہوا ہو کر شمیم زلف عنبر بیز چلنے مین

تصور تیرے دانتون کا جو ہمکو راہ مین آیا / تو یاتہہ آیا عجب مضمون گوہر ریز چلنے مین

اوٹھایا کسکو ٹھوکر سی خرام ناز نے تیری / ہمین تو روند ڈالا او بلا انگیز چلنے مین

گمان آسودگان خاک کو ہوتا ہی محشر کا / صدا پازیب کی ہی شور ستاخیز چلنے مین

نگاہ یار جو آتی نہین مجھہ تک یہہ باعث ہے
ہوا ہی مردم بیمار کو پرہیز چلنے مین

بدل کر قافیہ پھر اس زمین کو رونق دے اعظم
نہین رکتی ہی رکتا فکر کا شبدیز چلنے مین

اثر ایسا ہی ابرو کی تری تقریر چلنے مین
کہ اہی سفاک کچھہ تیا نہین شمشیر چلنے مین

کمان سے دیکھہ تو جاتا ہی آگی تیر چلنے مین
برابر ہو نہین سکتے جوان و پیر چلنے مین

قدم سے کلک مانی کا تماشا اوسنے دکھلا
بنایا نقش پا کو گلشن تصویر چلنے مین

یہہ ہی پاس خموشی تیری سودائیکو زندان مین
صدا ہوتی نہین پاؤن کی ہی زنجیر چلنے مین

اثر ایسا ہی اوغارتگر ایمان تیری رفتار کا
نکلتی ہی دہان گبر سے تکبیر چلنے مین

خط گلزار مین لکھتا ہون خط شوق گلرو کو
قلم باد بہاری ہو دم تحریر چلنے مین

کبھی جو بیٹھے بیٹھے ہی اوسکو کوئی شغل سوجھا ہے
کئی ہین نقش پا سے سیکڑون تسخیر چلنے مین

تری کوچہ سے آنا ناگوارا ہی جو لوگون کو
جسے دیکھو وہ پھرتے وقت ہی دلگیر چلنے مین

خیال گردش ہوئی کمر مین کیا اوٹھتا ہے
مصور کھینچتا ہی جبکہ تصویر چلنے مین

ارادہ ہی تو جا شرف زیارت سے مشرف ہو
یہہ دیر اعظم سوئی روضہ شبیر چلنے مین

بی قدر ہین مرغان خوش الحان چمن مین
ممتاز نہین اہل سخن اہل وطن مین

شاگرد کرو کبک خرامان کو چلن مین
پامال کرو سرو گلستانکو چمن مین

سوسن کا عصا ہے ترا اسکا ہی چلن مین
عیسی کا کہا ہی اندازہی انداز سخن مین

کس منہ سی کہون اوسکی تن صاف کا عالم
آتا ہی نظر آئینہ کا عکس بدن مین

یکتا ہی دو عالم مجہی کہئی تو بجا ہیے
ثانی کوئی تیرا نہ زمین مین نہ زمن مین

گلگشت چمن مجکو علاج خفقان ہیے
بو یار کی آتی ہی مجہی بوئی سمن مین

جاویگا جو تو ای گل خوبی بسر قبر
کشتہ تیرا پہولا نہ سماویگا کفن مین

گلشن مین میری گل نی جو کی نغمہ سرائی
تہی وجد مین مرغان چمن صحن چمن مین

بی فائدہ کیون ہوجئی منت کش داؤد
ہی حفظ الہی کی زرہ لبس میری تن مین

عالم کو کیا ہمنی تری حسن سیے اگاہ
ہم آپسے مشہور ہوئی عشق کیے فن مین

بیجا کیا زندان مین زلیخا نے کیا قید
یوسف کو نہ کیون بند کیا چاہ ذقن مین

صیاد نی لی پہولون کی چادر عوض دام
گل اور کہلا صحبت مرغان چمن مین

غم ہوتا ہی مجکو تو خوشی ہوتی ہی اعظم
راحت مجہی ہوتی ہی جو ہوتا ہون محن مین

مست ہی پی پی کی ہوتی ہین تیاں گلزار مین
ہوتی ہی کیفیت ہندوستان گلزار مین

بال کہوئی کون گذرا نوجوان گلزار مین
آج ہی ہیچ ہوا عنبر فشان گلزار مین

دیکہنا گرمین ہوا گرم فغان گلزار مین
آہ آتش بار چہا یا دہوان گلزار مین

سیر کو جاتا ہی وہ سرو روان گلزار مین
قمریونکو چاہئی طوق گران گلزار مین

ملکی ستی تم جو جاتی ناگہان گلزار مین
پہولتی شام بدخشان بگمان گلزار مین

ماہرویون کا کرینگے امتحان گلزار مین
آج ہوا وینگے ہم فرش کتان گلزار مین

یہہ نزاکت ہی کہ تصویر بھی ہی گرانبار بہت
پنکھڑی گلکی ہوئی بار گران گلزار مین

ناتوان ہرچند مین مجنون ہون آئے دو بہار
توڑ ڈالونگا کئی طوق گران گلزار مین

عارض رنگین سے سو دیکا اثر جاتا نہین
دشت مین مین ہون یہ ہی روح روان گلزار مین

پہیری گلشن مین ہی خاطر شگفتہ یار سے
پہولتا پہلتا رہی تو باغبان گلزار مین

لوگ کہتے ہین زوال حسن خوبان دیکہکر
موسم گل جا چکا آئی خزان گلزار مین

یہہ اشارہ موسم برسات مین ہی ابر کا
اندنون ہووی ہجوم میکشان گلزار مین

شیخ صاحب دیکہئے ہنگام گلگشت بہار
قدرت اللہ ہی حسن بتان گلزار مین

تہا چمن کا رنگ یہہ تبدیل تیری سامنے
گل کی تختہ تہی برنگ زعفران گلزار مین

مطلب رنگ رخ محبوب مین ہوتی ہی بند
نغمہ سنجان معانی کی زبان گلزار مین

اندنون وارستہ خاطر ہی ہوئی مصروف سیر
آیا اعظم ہی مکین لامکان گلزار مین

طرز ایسا ہی کہ وہ بہتر سے بہتر مین نہین
کونسا نام خدا انداز دلبر مین نہین

جو لطافت اوس بدن مین ہی گل تر مین نہین
بو جو پیراہن مین ہی پہولونکی چادر مین نہین

دیر کی حیرتکدہ کا دیکہتا ہون انقلاب
پارہ آئینہ بہی دست سکندر مین نہین

سامنا رعنا کری ہمسر تری قامت سی ہو
حوصلہ گل مین نہین طاقت صنوبر مین نہین

دل تمہارا ہی صفا ہوتا نہین ورنہ بتو
آئینہ بننی کا جوہر کون پتہر مین نہین

سیر جانبازان الفت مین حیات تلخ سے
ترش رو قاتل ہی میٹہی پانی خنجر مین نہین

سر دہری ای تو تمہیں بعید عقل ہے
کس طرح باور کرین ہم آگ تہہ مین نہین

اشک فی خانہ غریبی کی یہہ ای خورشید رو
چہت کہا تکی سایہ دیوار ہی گہر مین نہین

تو گدا ہی درگہ حیدر ہی اعظم واہ واہ
جو تری قسمت مین ہی ہا بخت سکندر مین نہین

چشم کو ابروی خمدار سی کچہہ کام نہین
ترک کو خنجر خونخوار سی کچہہ کام نہین

حلقہ گیسوی خمدار سی کچہہ کام نہین
ہم کو زنجیر گرانبار سی کچہہ کام نہین

جبکہ اپنی ہی دل زار سی کچہہ کام نہین
بلبلو پہر گل و گلزار سی کچہہ کام نہین

اپنی عاشق کی دل زار سی کچہہ کام نہین
ای مسیحا تجہی بیمار سی کچہہ کام نہین

کام سی کام ہی تکرار سی کچہہ کام نہین
ہون وہ بی ننگ جسی عار سی کچہہ کام نہین

کیا سبک وادی وحشت سی گذر جاتا ہون
میری پاؤن کو سر خار سی کچہہ کام نہین

جلوہ عارض روشن سی ہمین مطلب ہے
زلف کہو ہو تو شب تار سی کچہہ کام نہین

چاہی ابروی خمدار سی ہی دلکو گریز
وہ زمانہ ہی کہ تلوار سی کچہہ کام نہین

لاکہہ جالیجی تمہین منظور ہوی دلداری
ہای عاشق کی دل زار سی کچہہ کام نہین

آپ پہرتی نہ میری سامنی باتین کبہی
شوق گفتار ہی رفتار سی کچہہ کام نہین

مین نکیرین سی بہی بجکو بتاؤنگا خدا
وہ مقر ہون جسی انکار سی کچہہ کام نہین

گلگلی زیور کو یہہ کہتا ہی گلگون اندام
جسم نازک کو میری بار سی کچہہ کام نہین

پانی پیتا ہون سر تربت پہ تصدق کرکی
ہیچ چشمہ کہسار سی کچہہ کام نہین

موج زن ہی ہی الفت خم ولین میری
محتسب خانہ خمار سے کچھ کام نہین

جب گیا خط تو یہی اوسنی کہا قاصد سے
کیون پڑہو نہین مجہی تلوار سی کچھ کام نہین

آب دندان لب یار کی تقریر سے صاف
ای صدف ابر گہربار سی کچھ کام نہین

آپ جو چاہیے وہ کیجئی ہمسکو تو فقط
کام سی کام ہی تکرار سی کچھ کام نہین

رشک ایسا ہی کہ کہتا ہون چمن مین جا جا
قمریونکو قد یار سے کچھ کام نہین

اوسکی تقدیر نی زلفو مین مجہی اولجھایا
جسکو گیسو کی گرفتار سے کچھ کام نہین

قید مذہب سے تعلق نہین دیوانون کو
رشتہ سبحہ و زنار سی کچھ کام نہین

سر بشوریدہ ہیین درخ جنون کہتا ہون
ای مجھی طرہ دستار سی کچھ کام نہین

بو مجھی چاہیے ای یار تری جوڑ نکی
نکہت نافہ تاتار سی کچھ کام نہین

سامنی آئیے صورت جو دکہاتی ہی تمہین
اعرفہ رخنہ دیوار سی کچھ کام نہین

حال پر اعظم خستہ کی تاسف ہی ہین
غم ہزارون ہین یہ غمخوار سے کچھ کام نہین

یکتا ہی تو جو شور ہمال زمانہ مین
مین بھی ہون ایک عاشق بیدل زمانہ مین

پہرتی تمہاری واسطے مجنونکی طرح سے
ہوتی جو آج صاحب محمل زمانہ مین

تسخیر اوسکی ہوتی ہو تم ای پری رخو
جو شخص نقش زر کا ہی عامل زمانہ مین

ابجد تمام یاد نہین جسکو عشق مین
پہری طرح سی کون ہی جاہل زمانہ مین

احوال روزگار کا ہمسے نہ پوچھیے
اوقات کاٹتی ہین مشکل زمانہ مین

کیا حوصلہ ہنر کا کرین ہم نہین رہی — افسوس قدردانی کامل زمانہ مین
بہولا ہوا ہی انکی دونون سے آمال کار — اب ہاے سوزگار ہین غافل زمانہ مین

اعظم جو دیکھتے قدم صاحب زمان
ہم جانتے کہ ہم ہوی شامل زمانہ مین

بی دل کوئی نہین ہی کوئی بیجگر نہین — سمجہو نہ یہہ کہ آہ و فغان مین اثر نہین
پوچہا نہ یہہ کہ درد کدہر ہی کدہر نہین — میری دل و جگر کی اونہین کچہ خبر نہین
اوس نازنین سے کہتی ہین دنیا کی شوگاف — دیکھی تری کمر وہ ہماری نظر نہین
اندہیر کر رہی ہو زمانہ مین ای بتو — تمکو خدا کا خوف پیمبر کا ڈر نہین
طول شب فراق کا کیا پوچہتے ہو حال — یہہ رات ہے وہ رات کہ جسکی سحر نہین
بو اوسکی بہر رہی ہی ہمارے دماغ مین — جس گل کی عندلیب چمن کو خبر نہین
دروازہ بند رکہتا ہی اس واسطے وہ شوخ — کہتا ہی پہر اگہر ہی عدالت کا گہر نہین

اعظم کہا جو درد جدائی کا اون سے حال
بولی کہ مین حکیم نہین ڈاکٹر نہین

یہہ سحر حسن آفت جان آشنا کی ہین — سو جبین نہین ہین انکی طمانچہ قضا کے ہین
وہ سب تعلقات ہی دنیا کی ہین بری — پابند جو رہے انکی زلف دوتا کی ہین
کوچہ مین اوسکی بیٹہ گئی تو کہین لگے ہم — ہم بہی مقیم گلشن جنت فضا کے ہین
ابروسی اونکی مجکو خدایا بچائیو — اس تیغ آبدار مین جوہر قضا کے ہین

بی ساختہ پن اونکا قیامت ہے قہر ہے
سرمہ پہ بھی نگاہ نہ طالب حنا کی ہین

ہو دسترس نہ اپنا تو قسمت کا پیچ ہے
عقدہ کھلی ہوئی تری بند قبا کی ہین

ای جذب عشق پھر خدا کھینچ لاوی
مشتاق کان دیر سے آواز پا کی ہین

نالی ہماری دل کی ہہین بی سبب بلند
محتاج اہل قافلہ بانگ درا کی ہین

دانتون سی کر سکیگا نہ ہیرا برابری
اترشی ہوئی یہہ صنعت دست خدا کی ہین

اعظم دہرا ہی دوش پیمبر پہ جسکے پاؤن
ہم معتقدی جہان مین اوسی پیشوا کی ہین

تم تو مصروف غیر سی سرگوشی مین
ہم تڑپتے رہی امید ہم آغوشی مین

اپنا سر آپ ہی کاٹونگا دبی قاتل کا
بار احسان نہ اوٹہاونگا سبکدوشی مین

بعد مردن میری بالین پہ میرا یار آیا
نوش دارو تو ملی پر مجھے بیہوشی مین

گردش چرخ سی کمظرف کو بہی چین نہین
جام بہرتا ہی بہت صحبت می نوشی مین

بار احسان کی تلی مجکو دبا دی نہ فلک
بوجہہ کبہی نہ میری سر پہ سبکدوشی مین

وہ نظر چاہیے جو کام کری پردی مین
دیکہہ یون شاہد مقصد کو بہی روپوشی مین

سینی عشق کمر یار چھپایا ہر چند
نکلی اظہار کی پہلو میری خاموشی مین

لاکہہ صورت سی چھپایا رخ روشن تمنی
نور مخفی نہ رہا پردہ روپوشی مین

ہی کشو حالت مستی مین سنبہل کر کہنا
پاؤن پڑ جائی مہر ختم پہ نہ مدہوشی مین

آپ سی کہتی ہین کچھہ راز کی باتین اعظم

آتی بیٹھیے سن لیجیے سرگوشی مین

کہین دیکہہ وہ چشم سوسی کی آنکہین
یہہ آنکہین ہین برق تجلی کی آنکہین

جو جلوہ گری دیر مین تم کروگے
ضیا پائین گی پیر ترسا کی آنکہین

ہمیشہ رہی گردشِ ساغر سے
ہنون منتظر جام صہبا کی آنکہین

صنم قدرت کاملہ سے تمہارا
بنا رخ پری کا تو حورا کی آنکہین

جنون صاف ظاہر تہا تیوری اودیکے
جو دیکہین تری سر بصحرا کی آنکہین

یہہ بندی کو چشم طلب ہی کہ گردون
دکہا صاحب حسن زیبا کی آنکہین

مجھی ساقیا دُر دسے مست دکہانا
ہین عادی شراب مصفا کی آنکہین

ہلال فلک کی جگہہ دیکہنے کو
تمنا مین ہین ناخن پا کی آنکہین

عطا کیجئے اپنے جلوہ کا صدقہ
وہ آنکہین کہ جیسی ہین سوسی کی آنکہین

نبدہی ٹکٹکی تری رخ پر تبہی سے
کہلین جب سی محو تماشا کی آنکہین

نہین دیکہتا اپنی بیمار غم کو
فلک پر ہین میری مسیحا کی آنکہین

نظر باز اعظم مین بہاتے ہین
نگاہون مین ہین اہل دنیا کی آنکہین

رہا کرتا ہی راتون کو میری خورشید روگہر مین
سہ کامل کا جلوہ ہی میری طالع اختر مین

نہو تی گر میری اعمال کی پاداش محشر مین
نہ لکہتا کاتب اعمال کوئی بات دفتر مین

تجلی گر یہی ہی جلوۂ رخسار دلبر مین
جلین گے طور سینا سی ہزارون کوہ دم بہر مین

بزیر سایۂ رحمت الٰہی مجکو بٹھلانا
مجھے ایذا نہو وے گرمی خورشید محشر مین

بحل کرتی تو مین جانباز خون اپنا تجھے لیکن
شہادت چاہیے مریخ کی اسی کے محضر مین

دہڑی مسّی کی دانتون مین نہین بیٹھے جماتی ہے
تکلف ہی جڑا ہی آپنی نیلم کو گوہر مین

شکار افگن ہوئی صیدگہ تشریف فرما ہو
لگا ہوگا بصد خواہش دل نخچیر خنجر مین

شب تیرہ مین الماس سے نے جو سوئی آسمان تکیا
فروغ نیر اعظم ہوا ہر ایک اختر مین ⁘

ہوئی وابستگی دلکو سیہ مژگان دلبر مین
نظر بندی مقدر تھی تجھے تیر کو نکی لشکر مین

رہی ناقص کے باعث نہ نسبت تیرے دانتو نسے
کئی اسواسطے حکاک نے سوراخ گوہر مین

لکہا مکتوب جب اوس آسمان منزل کو بندہ نے
پر جبریل کی طاقت ہوئی بال کبوتر مین

ترا قامت وہ موزون ہے جو دیکہا تجکو قمری نے
نکالی نقص کے پہلو کئی قد صنوبر مین

حرارت کا تن مجرور کی اینتو یہہ عالم ہے
مین جا بیٹہون اگر دم بھر دہوان اوٹھی سمندر مین

گوارا سر بلند و نکو نہین ہے زینت دنیا
نبت لگتی نہین تاج سر شوریدہ خاور مین

کدورت تیرے تنفر ہی مین سرکش صاف باطن ہے
خم گردون کے سر جاوے جو آدمی درد ساغر مین

جنون ایسے بیابانین سے سر مجنون کو لایا ہے
خلش کرتی ہے نوک خار جس صحرا کی پتھر مین

جلن زخم جگر مین مرہم کافوری نے ڈالی
زیادہ درد صندل نے کیا پیدا ہمیشہ سر مین

تمہارے کوچۂ رنگین کی گر ہوتی تماشائی
بہلاتی اہل جنت گلشن جنت کو دم بہر مین

لڑکپن مین نہا کچھہ امتیاز ذائقہ ورنہ
حلاوت نعمت دنیا کی ملتی شیر مادر مین

کیا اعجاز وقت سیکشی مسّی نی ہو ٹونکی | گل سوسن دکہائی بادہ گلگون کے ساغر مین
کہو تو صاف کہدوین تو ایسا پاکدامن ہے | تری حلہ کو دہوتی ہین ملائک حوض کوثر مین

ادسی موزی سے کیا کہٹکا ہے اعظم جسکی سو لانی
کیا ہی ٹکڑی ٹکڑی اژدہی کو کوہ بربر مین

جو تیری نگاہون کی ماری ہوئے ہین | وہ آنکہون کی پتلی کی تاری ہوئی ہین
چڑہائی ہنہین وہ ابہی ابرؤن کو | کمانون کی چلہ اوتاری ہوئی ہین
ہوئی جب سی پیدا رہ و رسم دنیا | ہم اونکی ہوئی وہ ہماری ہوئی ہین
دکہائی دی ہین جو رستہ مین ہم کو | تو الفت کی باہم اشاری ہوئی ہین
سلامت جہان سے گذرنا ہی مشکل | مسافر اسی رہ سے ہاری ہوئی ہین
نہین کوئی افسردہ دنیا مین ہمسا | ہمین ہین کہ دل اپنا ہاری ہوئی ہین
تری بزم مین رات غیرون کے آگی | سنا ہی کہ شکوی ہماری ہوئے ہین
جو اوس روئی روشن کا سایہ پڑا ہے | تو ذرہ زمین کی ستاری ہوئی ہین
اوٹہین گی قیامت کی دن وہ تڑپتی | جو فرقت کی راتون کی ماری ہوئے ہین
پتا دل کا ہی نہ ٹہکانہ جگر کا | جو پہلو مین تہی وہ کناری ہوئی ہین
خبر کیا ہی آرام دنیا سے ہمکو | ہم اپنی مصیبت کی ماری ہوئی ہین

خدا نی کیا جو اماسون کو پیدا ... نا ہمکو
تو اعظم ہماری سہاری ہوئی ہین ... نا دیا سرو چراغان ہمکو

ادا دیکھو کہ کرکی حائل رخ آئینہ اپنی
مجھی کہتا ہی ٹالا چاہی سد سکندر کو

نہایت تشنۂ دیدار ہون یارب دکھا مجکو
جمال مہدئ ابن قسیم حوض کوثر کو

حکومت رات دن پر گر مجھی ہو تو یقین جانو
رخ محبوب تک آنی نہ دون زلف معنبر کو

کتاب عقل کر دیتی ہین برہم خال دکھلا کر
یہہ نو خط ایک نقطہ مین الٹ دیتے ہین دفتر کو

بسا لیوین گے نافو نکو بہت نافو نکی بیپاری
صبا لیجائیگی گر نکہت زلف معنبر کو

لیا غارتگری کا کام تمنی اپنی چتون سے
نگاہ ناز سی تحریک دی مژگان کی لشکر کو

اجازت محتسب سے لی مئ گلگون کے پینی کی
اوتارا صاف شیشہ مین بعد دئی دو ساغر کو

مجھی دکھلا کی کہتی ہین معلم سی دبستانی
نہ آنی دیجیی مکتب مین ایسی طفل ابتر کو

لیا صبر و توان نی راستہ ہوش و خرد نی بہاگے
پریشان کر دیا فوج الم نی میری لشکر کو

بہار آتی ہی پہر ہو ویگا سودائی ترا مجنون
اکہاڑی گا در زندان کی پہر توڑیگا لنگر کو

تکلف چاہتی اوس لعل لب کی بادہ نوشی مین
ایاغ می کریگا ساغر یاقوت احمر کو

گذار خلق ہوگا جب صراط حشر پر اعظم
چلے جاوینگی ہم بہی تہام کر دامان حیدر کو

پہر کیا چشم فسون ساز نی حیران ہمکو
پہر کیا زلف پریشان نی پریشان ہمکو

صاف بخشا اثر دجلۂ حیوان ہمکو
چشمۂ خضر ہوا چاہ زنخدان ہمکو

اپنا پردہ جو میری یار کو ہوتا منظور
ہونی دیتا نہ کبہی چاک گریبان ہمکو

آتش افروزی گردون کا تماشا دیکھو
داغ دی دی کی کیا سرو چراغان ہمکو

بند نا قوس کلیسا کی صدا کردین گے
ہونی دینا نہ بتو مائل افغان ہمکو

آج ہم اوس بت کافر سی ہم آغوش ہوئے
دیجئی تہنیت عید مسلمان ہمکو

قتل کرنا ہی تو ابرو سے اشارے کرو
ناگوارا ہی کسی تیغ کا احسان ہمکو

جبکہ ہونی لگی اعضای رئیسہ تقسیم
سر شوریدہ ملا از دل نالان ہمکو

ہی یہہ اعظم کی تمنا کہ کہی خلق خدا
زائر روضۂ سلطان خراسان ہمکو

کہولا نہ اپنی ہاتہہ سی بند نقاب کو
توڑا کبہی نہ تمنے طلسم حجاب کو

ہی اسقدر خیال رخ آتشین یار
ہم خواب مین بہی دیکہتی ہین آفتاب کو

نازک مزاج اپنا وطن چہوڑتے نہین
دیکہا نہ سطح آب سی باہر حباب کو

پہلکاریون کی تمنی قبائین گلون کو دین
بخشی کلاہ آب روان کی حباب کو

ساقی ہماری طرح سی ہی کون قدردان
آنکہون سی ہم لگاتی ہین دُرد شراب کو

پابوس کی خیال مین ای شہسوار حسن
چشم غزال تکتی ہین تیری رکاب کو

اظہار درد کی نہین حاجت حضور مین
تم جانتی ہو خود میرے حال خراب کو

اوس بیخبر سے کہیو کہ تیری فراق مین
سمجہاؤن کسطرح دل پر اضطراب کو

جاؤن کہان تری در جنت نظیر سے
مسدود کوئی کرتا ہی راہ ثواب کو

حسرت سی دیکہی گا کہ عالم اولٹ گیا
اولٹا جو میری یار نی منہ سی نقاب کو

ق

فصل خزان کی آنی سی ای انقلاب ہے
شکوہ عبث ہی بلبل خانہ خراب کو

کیا موسم بہار نہ آویگا باغ مین | کیا باغبان قلم نکریگا گلاب کو

چن چن کی شعر دوسری اعظم غزل لکھو
کرتی ہین سامعین پسند انتخاب کو

اوٹھا جو منہ سے وقت سواری نقاب کو | جلوی دکہائی آپ نی چشم رکاب کو
دیکہا جو میکدہ مین مصفا شراب کو | سمجھے حمل کیے برج مین ہم آفتاب کو
بولی ملک مسیح جو گردون نشین ہوئی | پہنچے نوید حریم عفت مآب کو
سنکر مرا کلام نکیرین سے نے کہا + | ترجیح ہے سوال کیے اوپر جواب کے
کہولو نقاب ورنہ گرفتار اشتیاق | بند گران سمجھتے ہین بند نقاب کو
تاتار مین جو یار نی جوڑی کو واکیا | ڈہیلا کیا بہت گرہ مشکناب کو
اوپر نگاہ گرم سے دیکہا جو شوخ نی | مانند طور پہونک دیا آفتاب کو
وہ گل نظر پڑا جو سمند صبا پر | اوڑا اوڑ نشیے عندلیب نی چوما رکاب کو
مجہا لطیف ہی کوئی میکش ہوئیگا | دہوتا ہون مین گلاب سے جام شراب کے
اوصاف نورتن مین وہ موتی پروئیے | دہو ڈالیئے جواہر خمسہ کتاب کو
وہ خاکسار ہون کہ لپٹ کر مرا غبار | روکیگا دیر تک کسی بادر رکاب کو
ہمت کا ہی اثر میری دو دو جگر مین ہی | کہتی ہین ابر فیض اسی کی سحاب کو
با آبرو ہین سادہ ہی پن مین صفا شعار | حاجت نہین دہنک کی کلاہ حباب کو
فرد گناہ کا ہی رہی آدمی کو دہیان | دن رات لکہہ رہی ہین فرشتہ حساب کو

مجھسے ریاضِ دہر مین ہی ختم منصفی
بلبل کی پرسشی لکھتا ہون نقطِ گلاب کو

وہ شہسوار کاش گذر اسطرف کری
آنکھون کے حلقہ نذر کرین ہم رکاب کو

اچھا علاج دردِ سر میکشان ہوا
ماتھی پہ ہم لگاتی ہین دُردِ شراب کو

دلکو جو پیچ و تاب ہی شاید کہ یارنے
سلجھایا ہوگا گیسوئے با آب و تاب کو

تھا سرخ اسقدر کہ زمین پر جو گر پڑا
سمجھے فرشتے خون شہیدان شراب کو

غمّاز سے کہو کہ نہ غیبت میری کرے
ابلیس چھوڑ دی عملِ ناصواب کو

کیسی نمود ہی میری مطبخ سے دود کی
کہتا ہی ابرِ فیض زمانہ سحاب کو

پانی مین بہی گلاب کی تاثیر ہوگیے
نزلہ ہوا ہی دیکھیے چشمِ حباب کو

دیکھا اوسی سوار تو کس اشتیاق سے
مشتاق پابوس نے چوما رکاب کو

اعظم خدا نی خلقتِ آدم سے پیشتر
پیدا کیا ہے نورِ رسالت مآب کو

پریان مدِنظر ہی نہ تو دیا مجھکو
مرد دیوانہ ہون عریانی ہی زیبا مجھکو

محتسب عذر تو کر تو کہ مئی گلگون کی
نوجوانی مین ہو کیونکر نہ تمنا مجھکو

آبرو رہگئی اشکون ہی مین مین ڈوبگیا
تکیا آنکھون نے شرمندۂ دریا مجھکو

چارہ سازان جنون ہوگئے سلاسل طیار
پھر بہار آتی ہی پھر ہوتا ہی سودا مجھکو

برق وش کہتا تھا اسکا وسی پاپیش برز
کاغذِ ابری پہ خطِ یار نی لکھا مجھکو

پیرہن چاک کیا قیس نے اس لالچ سے
دیگا خلعت مین جنون دامنِ صحرا مجھکو

میری آنکھون کو جو ہی ابروی قاتل کا خیال | سامنا رہتا ہی شمشیر قضا کا مجھکو

مستحقون کو مین کردیتا ہون تقسیم اعظم
پارۂ نان بھی ہوتا ہے جو پیدا مجھکو

رخ پہ وا گیسون کی بال کیا کرتی ہو | تم ہماری لیے جنجال کیا کرتی ہو
دم رفتار جلاتی ہو کسی ہمکو تو | کشتۂ جنبش خلخال کیا کرتے ہو
آپ سکا نہین دیتی ہین کسی عاشق کا | اوج پر نیّر اقبال کیا کرتے ہو
مہ کو اعجاز سے تم کرتے ہو مانند کتان | چادر نور کو رومال کیا کرتے ہو
اپنی آشفتہ مزاجون کی پریشانی کو | رخ پہ وا گیسوون کے بال کیا کرتی ہو

تم گلے ملتے ہو اسی یار تو اعظم کے لیے
روز عید مہ شوال کیا کرتے ہو

تم آپ ہی آپکو مشہور خاص و عام کرتے ہو | عبث عاشق کو اپنی مورد الزام کرتے ہو
بوقت میکشی ایسا تکلف کون کرتا ہے | وہ تم ہو ساغر یاقوت صرف جام کرتے ہو
کہا تھا پختہ کار دل نے یہہ ہمسے ابتدا ہی مین | کہ تم دل کسکو دیتی ہو خیال خام کرتے ہو
جو وعدہ شب کا کرتا ہی تو یہہ بھی یاد رکھنا ہے | بھلا دیکھین تو ہم تم کس طرح سے شام کرتے ہو
نہین تم عاشقون کو کشتۂ تیغ ادا کرتے | قسم ہے تیغ کی اونکا بخیر انجام کرتے ہو
کیا تھا عاشقون کے ساتھ جو شیرین و لیلی نے | تم اونسے بھی ہماری ساتھ بہتر کام کرتے ہو
جو میلا آنکھ ہو یار دیکھا ہمپہ لوگون نے | کہا کیون [illegible] رام کرتے ہو

بنائی بت کی ہی یاد اعظم تمکو ستمگار بے
زمین پست کو فرقت مین رشک بام کرتی ہو

باده گلرنگ ہو شیشہ مین ساغر ساتھہ ہو | باغ ہو برسات کا موسم ہو دلبر ساتھہ ہو
سینے مین آتا ہی قاتل سیر زندان کے لیے | عید قربان کیجئے خوشی ہو دے خنجر ساتھہ ہو
غسل کرنیکا اراده ہو جو میرے یار کا | خضر لیکر چہپا گلون مین آب کوثر ساتھہ ہو
ہین وه مجنون ہون کہ پہچپو دکان شہر کا | ہاتھہ مین تیرے لیے لشکر کا لشکر ساتھہ ہو
اوسکو دعوا ظہور حشر ہی کہتا ہی وه | جنبش خلخال پا کی شور محشر ساتھہ ہو
چاہئی دشت جنون مین سر ابرو کا خیال | آبلہ ہو دیکھئے نشتر ہی مقرر ساتھہ ہو
اوسکو توڑا کاٹ اسکو محتسب یا بت علم | گردن مینا کی مشتاقون کا ہی ساغر ساتھہ ہو
واه رے رزاقی رزاق دو جہان پرورش | طفل پیدا ہو تو پیدا شیر مادر ساتھہ ہو
او دن تہ ب گوہر دندان لب خوش رنگ مین | ہو تیونکی جیسے یاقوت احمر ساتھہ ہو
خلد مین گندم کی تہی پہنچے مین ثابت ہوا | آدمی ہو وے جہان رزق مقدر ساتھہ ہو
یا علی مرتضی تیری کہیے سی بی خلش | آشیانے مین اکیلا باز و کبوتر ساتھہ ہو

یہہ تمنا ہی بروز حشر یا مشکل کشا +
نقش بردار مین اعظم ہی مقرر ساتھہ ہو

بس یا گئی نغمہ مشہدن کی بو | کیا کیا کہلائیگی شگوفہ دہن کی بو
سنبل کی بو ہی زلف سکن در شکن کی بو | جوڑے کی بو ہی نافہ مشک ختن کی بو

مقتل مین تن سے میری نہ جسم بدن کی بو
ہی اس چمن کی پہولین بہی نا کہین کے بو

بادنسیم لیگئی غنچون سکے واسطے
ساقی تری شراب کشو کی دہن سے بو

خال سیہ مین زلف مین جسم لطیف مین
عنبر کی بو ہی مشک کی بو ہی سمن کے بو

آبادگان پست تعلق سی ہین بری
رکتی نہین زرہ کی کڑی سے بدن کی بو

کیا گل نے کہلای نسیم بہار نے
دے لیگی ہر برس تیرے داغ کہن کے بو

گل ہا نوسی گلشن ہستی مین عشق سے
ان تازہ واردون مین بہی ہی وطن کی بو

وحشی تجہی سمجہتے ہین ہم اس دلیل سے
چیتی کی چال شیر کا غصہ ہرن کے بو

اب کی بہار مین سہے اسیر ونہ ضبط سے
کچھ قفس کے پاس نہ آوے چمن کی بو

اپنی شہید کو جو وہ کفنائین آن کے
حلہ کی بو کو مات کری پیرہن کی بو

جاتی ہے صاف روح کہنچی اشتیاق مین
آتی ہی میکدہ سے شراب کہن کے بو

پہونچی بو سی کر نہ پریشان مرا دماغ
لائی نسیم باغ کسی پیرہن کی بو

پردہ کہلا ہے دامن گل کی شمیم سے
غنچہ کی تہی قبا مین کسی پیرہن کی بو

یوسف کی واسطے کوئی ایسی ہوا چلے
آوی ہر طرف ہی کسی پیرہن کی بو

میری غزال چشم کی وحشت کو گر سنے
پیدا کری ابہی بزا نفش ہرن کی بو

ہوتا ہی سامعین کا معطر دماغ جان
خوشتر گلون سی ہی گل داغ سخن کی بو

اعظم وہ سبز کرتی ہے کشت امید کو
قسمت کہین سونگہا ہے عزا حسن کی بو

حسرت جلوۂ دیدار نکلجانی دو — دل تڑپتا ہی مریجان سنبہل جانے دو

منہ دکہادیگی کسیدن تو نسیم امید — جل رہی ہین جو ہوا مین انہین جلجانی دو

نکہت پیرہن یار صبا لائی ہے — آج مجکو مرے جامہ سے نکلجانے دو

چہوڑکر کیجے مجہے ردنا نکرو عزم سفر — جانمن موسم بارش تو نکل جانی دو

چہیڑ ابرو کی ابہی بند ہو صاحب — دل جانباز سے کہٹکا تو نکل جانی دو

خون ہوجائیگا آخر کو کلیجہ میرا — کوئی دم اور دہڑکتا ہے اوچہلجاتی دو

شوق سے آپ رہا کیجئے سرگرم سخن — غیر اس آگ سے جلتا ہی تو جلجانی دو

عیش و راحت کا بہی اسباب مہیا ہوگا — سر سے بار غم ایام تو ٹلجانے دو

روک لیویگا اوسی روز نجے والا دلبر — ناوک غمزۂ خونریز ہی چلجانی دو

چشم نظارہ سے گرجائیگی پتلی باہر — اپنے عارض سے نگاہین تو پہسل جانے دو

خیر جانیکو جو کہتے ہو تو جاؤ لیکن — آرزوی دل بیتاب نکل جانی دو

اضطرابی نکرو وصل مین گہبرانی سے — بیٹہیے تو پہر سویرے کی تو چل جانے دو

خوش بیانی یہ زبان گہر افشان کہو — کم دماغی کا طبیعت سے خلل جانے دو

عہد پیری مین تو خاموش رہو اعظم
ابتو ایام جوانی کی زٹل جانے دو

یون انتظار دیدۂ حیران سے دور ہو — جسطرح خواب چشم نگہبان سے دور ہو

بن سکے کہا کہ جاؤن کہان چہٹ کے قید سے — اوس نے کہا کہ گنبد گردان سے دور ہو

ابتو یہہ التماس ہے یا مرتضے علی
دل کا ملال آپکے احسان سے دور ہو

ہوویگی کبہی دیکہی دل کی ملال کی
انسو ہزار دیدہ گریان سے دور ہو

دیوانہ وہ نہین میرے دیکہا یہ جنون
جو موسم بہار مین زندان سے دور ہو

یہہ اور ظلم ہے کہ جو مین دادخواہ ہون
انصاف ہی عدالت سلطان سے دور ہو

بہولون جو راستہ تو وہ آوے نظر مین
جو کچہہ طریق خضر بیابان سے دور ہو

ہو ٹوٹ گئی ہوئے اسلیے لیتا نہین کمر
ایسا نہو دہی لب جانان سے دور ہو

تربت پہ گل چڑہائینگو کبہی ہے تو بہار
کوثر النسیم جاہتی ہے یہان سے دور ہو

ناشاد کے مزار سے آتی ہی یہہ صدا
یہہ شورہ بہی گور غریبان سے دور ہو

کر دیگا ایکجا اوسی سعدین کا قران
بلقیس لاکہہ ملک سلیمان سے دور ہو

کہلتی نہین یہہ بات کہ کیا انکے عزیز نے
کہلادیا مجہی لب جانان سے دور ہو

سنگ ملہ ہو اسے شوق سے اتنا ہمارا کام
پردہ کبہی کبہی رخ جانان سے دور ہو

رہتے نیا ہمین جبین سے سودائیو یاون
آواز بیڑیونکی نہ زندان سے دور ہو

بیجا جو بہائیون نے تو یہہ آرزو ہوئی
یوسف کا قافلہ کہین کنعان سے دور ہو

وہ تیرہ بخت ہون کہ جو مین سر نوشتے کرون
آندہی سحر تلک نہ چراغان سے دور ہو

ملت وہ چاہی کہ ہو نہین ملا رہے
نہ وہ فیض سے دور ہو نہ سلیمان سے دور ہو

زنجیر سے ملاکے میری ہتکڑی رہے
اسواسطے کہ ہاتہہ گریبان سے دور ہو

ای کردگار بلقم باعور کی طرح
انسان نہ کوئی جابہ انسان سے دور ہو

روز ازل فراق کو منظور یہہ ہوا | الحاق صبح کا شب ہجران سے دور ہو
افسوس کی جگہہ ہے کہ باوصف آرزو
اعظم مزار شاہ خراسان سے دور ہو

کرے جو عرض کوئی تو او نہین خیال بہی ہو | ملی جواب جب سائل کا کچہہ سوال بہی ہو
نہ ہم بخیل نہ فیاض کے شمار مین ہین | یہہ امتحان تو تب ہو کہ پاس مال بہی ہو
سیری حضور جو کرتے ہو غیر سے باتین | یہہ چاہتے ہو کہ جہگڑا بہی قیل وقال بہی ہو
عدم پسند نہ کیون مستقل مزاج کرین | وہ ملک چاہئے جو ملک بی زوال بہی ہو
او سے ہی رحمت پروردگار بخشی گئے | سیری طرح جو گنہگار بال بال بہی ہو
دلون کو پیسے بازیچہ محبت مین | ابہی تو دن ہین تمہارے کہ خورد سال بہی ہو
خدا نگاہ جو رہے ہو تو کیا یہہ چاہتے ہو | کہ دل کسیکا پسی کوئی پامال بہی ہو
فراق مین تو بہت کر چکے گریبان چاک | تمہارے ہاتہہ مین اب دامن وصال بہی ہو
پسے نہ آپکے اوپر کسیکا دل کیونکر | تمہین تمام حسینون مین خوش جمال بہی ہو
چلو ہمین نے کیا ترک دیکے دعوی کو | کسی طریق سے جہگڑا یہہ انفصال بہی ہو
شب وصال تو جہگڑا نہ کیجئے صاحب | خوشی مین چاہتے ہین ہم کہ کچہہ ملال بہی ہو
یہہ ہیئے کہتی ہین شوق بہار مین آنکہین | کہ سیر باغ ہو بہولا بہلا نہال بہی ہو
کرم ضرور کریگا تمہارے حال پہ یار
کہ تم غریب ہو اعظم شکستہ حال بہی ہو

چین پینے نہین دیتا ہے یہہ کھٹکا مجکو
تنا میسے وصل کی شب ہے غم فردا مجکو

عین گریہ مین جو مین دیکھتا ہون انکہونکو
نظر آتے ہین حباب لب دریا مجکو

مجکو اشکون نے یطرح مردم دنیا سمجھے
گر گرا مین تو کسینے نہ اوٹھایا مجکو

گیسوے حور بھی پیدا نہ ہوئی تہی جب تک
تہا تری زلف کا اوس وقت سے سودا مجکو

شرم سے ڈوبنے جاتا ہون مین تر دامن
ریت پر پہینک دیا کرتا ہے دریا مجکو

میری انکہون سے اوٹھا دیجیے پردے ساتون
دیکہنے دیجیے قدرت کا تماشا مجکو

اونکا اقرار قیامت ہی خدا خیر کرے
حشر کا سا سنا ہی وعدۂ فردا مجکو

پیرہن غیر نے پہاڑا تو لیا نام میرا
آپنے خوب سنوار کہا ہے پردا مجکو

اضطراب دل بیتاب کی دیکہو تاثیر
نظر آتا ہے زمانہ تہ و بالا مجکو

ڈوبتے ڈوبتے بھی مین نے بہت کی [illegible]
نہ ملا بحر محبت کا کنارا مجکو

نہ رہے فکر عدم اور نہ ہستی کی خبر
ایسے جنون چاہیے اسطرح کا سودا مجکو

اونکی مژگان کیطرف ڈوبتا ہی پاتا خیال
کوئی پیش آئی نہ اس راہ مین کہٹکا مجکو

اوسکے آگے جو مین دیا تو وہ ہنسکر بولے
تو نے دکھلا دیا اعظم لب دریا مجکو

اوسنے ایسا ہی کہ بھلا تیرے چارا ہمکو
اضطراب دل بیتاب نے مارا ہمکو

تیغ ابرو ... دم نہین مارا ہمکو
قاتلو کی ہی عطا عمر دوبارا ہمکو

آپ کہہ دیتا جب ہو نچتا ہمارا خط شوق تھا
طاق نسیان سے کسینے نہ اوتارا ہمکو

حور ہر دوش کے غرفہ کا گمان ہوتا ہے
وہ دریچہ ہے جو کرتے ہیں نظارا ہمکو

ہم تصدق ہوئے تمپر تو بہت خوب ہوا
تھا اسی واسطے دنیا میں اوتارا ہمکو

جلوۂ یار سے طاقت ہی نہیں نظارہ کو
دن کو آتا ہے نظر عرش کا تارا ہمکو

حسن پر ناز تمہیں عشق پہ ہم نازان ہیں
اپکو ہی وہ سہارا ہے یہ سہارا ہمکو

اودھر سے تعظیم تو کی آپنے غمازونکی
تو جو بیٹھے نہ بلایا نہ پکارا ہمکو

کشتی ستمین بھی روح روان کہتی ہے
ناؤ سینہ چاک ہی کمرا سے اوتارا ہمکو

دل ہے مجبور ہیں خاموش ہیں سنتے ہیں مگر
گالیان آپ بھی تمہاری ہیں گوارا ہمکو

اپنا گھر دل میں ہمیں دیکھکے پریون نے کہا
آدمی زاد نے شیشہ میں اوتارا ہمکو

حرکاتون کی حسینون کا نہ پوچھو احوال
عشوۂ و غمزۂ و انداز نے مارا ہمکو

شان رزاق کی رزاق تو دیکھو اعظم
رزق ہر روز پہنچتا ہے ہمارا ہمکو

سبک گردیا ہے بار مجھکو
نہ ہو طاق کسرا کی درکار مجھکو

مداوا تو میرے مسیحا کا دیکھو
کیا اپنی آنکھون کا بیمار مجھکو

بدن سنگ طفلان سے ہو گیا گلگون
کریگا جنون رشک گلزار مجھکو

پھسایا ہی زہرہ جبین گیسوکے دلکو
بلا سے پڑا ہے سر و کار مجھکو

گران روح کو جامۂ عنصری تھا
اوڑھانا پڑا چار و ناچار مجھکو

تم آتی ہی کرتے ہو جانیکی باتین
پھرا رنج دیتے ہو ہر بار مجھکو

کلیجہ ہے چھیدا کیے خوبصورت
دیا ان نگلوں نے بڑا خار مجھکو

مین وہ جنس ناچیز بازار مین ہون
کہ لیتا نہین ہے خریدار مجھکو

وہ ابرو کا مائل سب سمجھے جاتے ہین
ڈراتے ہین سے لٹکتے تلوار مجھکو

مین راضی ہون اعظم جفا و ہنسی اونکی
سمجھتے تو ہین عاشق زار مجھکو

نخت ہستی گلگشت کا کوئی دشمن نہو
دوش پر باد خزان کے گل کا پیراہن نہو

چاہئی انسان کی رکھی اپنے قابو مین زبان
وہ نہ کہنا چاہئی جو بات مستحسن نہو

نخت یار و آن تو پہنایا ہی اے دست جنون
لطف کیا جب تک گریبان چاک یا دامن نہو

چہرہ پہ شوخ تیرے مین شوخی ہوئی تو کیا ہوا
وہ بھی صورت ہی کوئی جسمین کہ بھولا پن نہو

کھولتا ہی ہاتھ سے بند قبائی روئی یار
جسم پر پیری خوشی سے تنگ پیراہن نہو

مردم آبی بنایا بحر عصیان نے مجھے
ہے یقین اس طرح سے کوئی تر دامن نہو

آنکھ مین کاجل لگاتا ہی تو کہتا ہے وہ شوخ
اس سے بہتر اور تیلی کے لیے روغن نہو

اونکے گھر اوس وقت شوق دید کھینچا مجھے
در پہ جب جا جب دربان نہو قدغن نہو

کہہ چکا ہون آج جھکا کر صانع قدرت سے مین
میری گردن دیکھیے مغرور کی گردن نہو

آرزو مین ہاتھ ملوائی نہ میری عمر بھر
آفت جان حزین اودھرا ہوا جوبن نہو

حسن رنگین کے تماشے نے لگا رکھی ہے دھن
جی نہین لگتا ہی جب تک سامنے گلشن نہو

پہن کر سکھا تھو نسے زیور یار نے ہنس کر کہا
وہ بھی یا زیور ہی کہ جسمین حسینان کے جوبن نہو

نیش غم تی اسطرح چہید اہی اعظم دل میرا
خانہ زنبور مین اسطرح جیسے روزن ہو

وصل کی رات تو تکرار نہ ای جانی ہو
میری مطلب کا سر انجام آسانی ہو

شیشہ تاک مین خوشون کی فراوانی ہو
مے انگور کی اس سال تو ارزانی ہو

ترد روحشت کی الہی یہہ فراوانی ہو
بیڑیان توڑکے سید امین زندانی ہو

جذبہ شوق زلیخا جو اثر دکہلاسے
بہائیون سے بہی نہ یوسف کی نگہبانی ہو

اوس مین ہو جائے جو جمازہ لیلی کا ورود
وادی قیس جلو خانہ سلطانی ہو

بام پر آکے دکہا دیجئے گیسوی سیاہ
خیر آجائے فلک سے جو بلا آنی ہو

ہون وہ گریان کہ کہیچے گر میری تصویر
میری تصویر کے آنکہون سے روان پانی ہو

یا علی سبکی مدد کرتے ہو تم سختی مین
میری مولا میری مشکل کی بہی آسانی ہو

کربلا مین مجہے لیجائے مقدر اعظم
روضہ سبط پیمبر پہ غزل خوانی ہو

رونق خانہ زنجیر دوبارا پہر ہو
پہر بہار آئی چمن مین میرا جارہ پہر ہو

آپ تک آج بہی بندہ کا گذارہ پہر ہو
کل ہوا تہا جو اشارہ وہ اشارا پہر ہو

سبکے جہدان سے کہا ہی کہ پکارا نہ کرو
منہہ کو بہی دیجئے گر ہمنی پکارا پہر ہو

دیکہہ مین عاشق و معشوق تجہے بہی از نیاز
سرو قمری گل و بلبل کا نظارا پہر ہو

چہوٹ جاوے جو ضعیفی مین عصائے پیری
غیر ممکن ہے کہ لکڑی کا سہارا پہر ہو

ہر محرم میں ہیں اسواسطے رہ رقتی اعظم
کال پڑجائے جو برسات کسی سال نہو

کعبہ کو نہ چھوڑیں گے نہ ہم دیر کے درکو
اکبر ہے زاہد پہ جائیں ایک روز ادھرکو

مطلب کا سمجھتا ہوں نہ دل کو نہ جگر کو
کہتا ہوں کہ پہلو سے ہٹو پاس ہے سر کو

نظارۂ رخ سے نہ ہٹی دیدۂ مشتاق
ہمنے بھی شب وصل میں دیکھا نہ کمر کو

افلاک کے تائید سی دونی ہوئی شادا
شبنم نے بھگویا جو قبائے گل تر کو

کیا اونکا بھروسا اونہیں جانا نہ کبھی
جو آپکی نظروں سے بچاتے ہیں جگر کو

پایا ہی جو کچھہ کچھہ تری جلوی کی مقابل
دیکھا ہے سحر تک رخ زیبا نے قمر کو

جو دیکھہ چکے ہیں تری دانتوں کی صفائی
وہ پھینک دیا کرتے ہیں دریا میں گہر کو

ہم جسکے لیے ہیں ہمہ تن چشم تمنا
اوس نے کبھی بھولی سی بہی دیکھا نہ ادہر کو

پوری ہوئی ناکامی جاوید کے مطلب
نالوں نے مری چھوڑ دیا باب اثر کو

جسدن سے مرا طائر دل صید کیا ہے
غنچے کی طرح تمنے چھپایا ہے نظر کو

برباد کیا اوسکو کدر ہوئی ایسے
دروازہ پہ دیکھا جو کسی خاک بسر کو

چمکا کبھی مروہ پہ کبھی کوہ صفا پر
جلوہ تمہارا گاہ ادہر گاہ ادہر کو

یہاں صفت مراخانہ ہستی ہوا برباد
وہاں آپ سے چھوڑا نگیا غیر کے گھر کو

طفلی میں یہہ کہتے تھے ترے عارض روشن
ہمکو تو ترقی ہی تنزل ہی قمر کو

انسان نہیں ہوتا ہی کبھی مضطر بالجلال
پر درد دل زار رولاتا ہی بشر کو

میں ناتواں ہوں ایسا کہ پھر نکل سکا
اوجھہ گیا جو تیرا پیرہن مین ہاتھہ

لیا جو اوس رخ رنگین کے خال کا بوسہ
تو ہمکو پا پڑا تیلم لگا ہمین مین ہاتھہ

بغیر حساب تو اوسنے شلیخ بہتر ہے
اوٹھی سلام کو جسکا نہ انجمن مین ہاتھہ

دم سوال کیا پاک دامنی کا خیال
لگا سکے نہ ہلا یک ہیر کے کفن مین ہاتھہ

سمجھ کے مجلہ عفت نشین سو دائی
لگا سکی نہ صبا بھی تیرے بدن مین ہاتھہ

رقیب جتنے ہیں تیرے جو ہین سو کہنے دو
کسی کے دنیا نہیں لگوی دہن مین ہاتھہ

اونہین بھی چین کہین زیر آسمان نہ ملا
فراغ جنکا ہوا لگ کے کہین مین ہاتھہ

ضرور ہو گا خدا کے کرم سے ای اعظم
بروز حشر مرا دامن حسن مین ہاتھہ

غیروں کے ساتھ ناز و ادا کر رہے ہین وہ
در پردہ ہمپہ کیسی جفا کر رہی ہین وہ

بکھرا رہے ہین گیسوی عنبر شمیم کو
آراستہ کمند بلا کر رہے ہین وہ

اہل جہاں کے غنچہ خاطر کو کھول سے
باغ جہاں مین کار صبا کر رہے ہین وہ

مقبول آستانہ عز و جلال سکو
تاج نشستہ سر پہ عطا کر رہے ہین وہ

وہ دلین آکے کرتے ہین خاطر کو باغ باغ
پردہ مین گلکے کار صبا کر رہے ہین وہ

تدبیر کر رہے ہین نہ لاں وصال کی
بیمار غم کی فکر دوا کر رہے ہین وہ

منظور التفات ہے اعظم کے حال پر
فکر نمود بے سر و پا کر رہے ہین وہ

تہ و بالا ہوئے دنیا قدم یار کے ساتھ
حشر ہو جائے نہ برپا کہیں رفتار کے ساتھ

حسرت جلوۂ دیدار یہی کہتی ہے
آنکھ لڑتی ہی رہے رخنۂ دیوار کے ساتھ

جب نہ دنیا میں کسی جا پہ ٹھکانا پایا
ربط اقبال نے پیدا کیا سرکار کے ساتھ

خوب دیکھا ہے صنوبر کو چمن میں ہم نے
کون کہتا ہے کہ نسبت ہے قد یار کے ساتھ

اوسکے انداز پہ ہوتے گئے عاشق پامال
پیچ پڑتی ہی گئے بندش دستار کے ساتھ

گلکا مژدہ اوسے دیتے ہیں یہہ کیا کہکر تیز
ہمصفیران چمن مرغ گرفتار کے ساتھ

بخش دیتے ہیں خطا جرم بحل کرتے ہیں
کسقدر لطف و عنایت ہے گنہگار کے ساتھ

عرض حال دل شیدا جو کیا چاہتا ہوں
بند ہو جاتی ہے زبان بھی لب اظہار کے ساتھ

کس کے دونوں کو جو دیکھو گے تو کھلجاویگا
کمر یار کا احوال بھی تلوار کے ساتھ

خاک لیکر مری تربت کی بنایا تودہ
سینہ بھی کاوش مژگان جگر افگار کے ساتھ

فصل گل میں ہے شفا خانۂ حکمت یہ دان
ہوش آجاتا ہے زنجیر کی جھنکار کے ساتھ

عشق نے تیشۂ فولاد کو یہہ حکم دیا
توڑ دنیا سر فرہاد بھی کہسار کے ساتھ

حق تعالےٰ کی عنایات سے ہو جائے نجات
حشر اعظم کا جو ہو حیدر کرار کے ساتھ

غزل

ننگ و ناموس دیا اب بیباک کے ہاتھ
میری حسرت ہے خداوند جہان پاک کے ہاتھ

بزم میں جسکو کبھی کو ندیا جام شراب
رہ گیا دیکھکے میں ساقی بیباک کے ہاتھ

چوم کر دوش نبی کو یہہ علی کہتے تہے
سیر رتبہ ہی فقط صاحب لولاک کے ہاتہہ

جسکا جامہ ہے شرافت کی شرف سے خالی
آبرو اونکی جو پوچھو تو ہی پوشاک کے ہاتہہ

اونکے ملجانے سے اسطرح خوشی ہے مجکو
جیسے لگجای کوی خنجر خوشناک کے ہاتہہ

جستجو کیجئے عشق مین شہیدی سے کیے
کوی ہمسا نہ لگا قاتل سفاک کے ہاتہہ

خط محبوب کے لا سکتا ہو رتبا ہے خیال
غور سے دیکہتا ہون قاصد چالاک کے ہاتہہ

بوترابی کا کہلا دوش نبی پر جو ہر
کعبہ اللہ کے تا عرش گئے خاک کے ہاتہہ

پاس میر کے جو دیکہا کوی شیشہ او سے
محتسب کہا خاموش میر پاک کے ہاتہہ

ہم کسی محفل مین دینگے نہ اوسے کو زبان
تیغ دنیا تو مناسب ہین سفاک کے ہاتہہ

ان بتون سے تو نہین داد کا خواہان بندہ
میر انصاف تو ہی صاحب ادراک کے ہاتہہ

شوق مین پاؤن ہوئے حد ادب سے باہر
اونکی سینہ پر پڑے اعظم بیباک کے ہاتہہ

ہوتے ہین دعا کیلئے موجود میرے ہاتہہ
خالی نہ پہرین آپ ہی معبود میرے ہاتہہ

باقی ہین جو تم سے در مقصود میرے ہاتہہ
ای بحر کرم رہتے ہین جو مسدود میرے ہاتہہ

دو را ہ طلب مین یہہ تمنا مین نہ اوٹہے
بے کار میرے پاؤن ہین بیسود میرے ہاتہہ

کہتے ہو شب وصل نہی ہاتہہ ہم دور رہین گے
کیا آپکے نزدیک ہین مفقود میرے ہاتہہ

آگے تو چہپاتے تہے نہ اپنے بدن اپنا
اب کیا ہوا کیون ہو گئے مردود میرے ہاتہہ

قدردان جوہر اہل صفا سمجھے ہے مجھے — لاتی ہے صناع حلب تیرے وطن مین آئینہ

ہے تصور عالم وحشت مین روئے یار کا
سایہ اعظم کے ہے دیوانہ پن مین آئینہ

آنہین دیکہیون بہت رنگین ادا لگی — شاید پہر آج پانون مین تیرے حنا لگی

پیشانی آستانہ جانانہ پر جب لگی — میری در قبول سے اوپر دعا لگی

حال رخ حبیب ہوا ہے جو بیا — حکمت سے میری ہاتہہ سے جب شفا لگی

کہنچی شب فراق مین سینے تو دیکہتا — گردون پہ نوک ناوک آہ رسا لگی

جاؤن کہین نہ یہان تیری گیسونکا ہے — پیچہ میری ساتہہ سیہ کالی بلا لگی

کلونکا دہیان آیا تو اپنے خیال مین — حسرت ہماری ہو کے بند قبا لگی

غش بوی گل سے باغ مین آیا جو یار کو — پنکہی ہلانے دوڑ کے باد صبا لگی

بہولا ہوا سا یاض تصور مین ہے پہر سے — وہ گل کہ آجتک نہین جسکو ہوا لگی

رنج فراق کا تو مداوا نہ ہو سکا — ماتہے پہ درد سر کے لیئے گو دوا لگی

وہ سرو قد جو سیر کو سوئے چمن گیا — قمری ہزار شوق سے قد بوسی کو آ لگی

الہ رہی شوق نکہت گیسو کے واسطے — پہرتی ہے ساتہہ ساتہہ ہمہا صبا لگی

اورون کے ساتہہ کرتے رہی ہیچا بیان — آئی ہماری پاس تو تمکو حیا لگی

کرتا ہے سیر دل تیغ جنون کا سامنا — گل کو ہوا دامن باد صبا لگی

اتنا شجر عشق بہت شعلہ زد ہوا — آگ اور میرے نامہ عصیان جا لگی

سر اوٹھا سکتے نہیں شل جوانان ہرگز | وای پیری کا بھی کیا بار گران ہوتا ہے

زہر کھاتا ہوں تعشق سے میں اوسکا اعظم
جسکو ہی تذکرہ سبز خطان ہوتا ہے

کچھ صفت نہیں وعدۂ دیدار لیا ہے | جب لاکھ قسم دی ہی تو اقرار لیا ہے
گر نام تمنا ہی دل زار لیا ہے | جھنجلا کے مجھے یاس نے للکار لیا ہے
صیاد جفا جو نے اجارہ میں سنا ہے | بلبل کے بہا دینے کو گلزار لیا ہے
یوسف کو زلیخا نے خریدا تو یہہ بولی | سودا اسے محبت سر بازار لیا ہے
اب توڑی ہی چھپر شب طور کی چھریان | تقصیر یہہ ہے بوسۂ رخسار لیا ہے
منظور ہے اک سبزۂ رخسار پہ مرنا | کھانیکے لیئے زہر کئے بار لیا ہے
وحشی کیا وحشت فی پیری چارہ گر و نکو | فصاد نے نشتر کے عوض خار لیا ہے
گذار سحر تک یہہ بھی ادا نیئے شب وصل | بوسہ بھی لیا ہی تو بدشوار لیا ہے
تم قاف میں گذری ہو تو سر سہ کو پری تھی | شیشہ میں غبار ہم رہوار لیا ہے
چھلے نہیں داغ سر سودا پہ ابھی سے | یاروں نے منون مرہم زنگار لیا ہے
در پر کسی گلرو کے میری پھنکری ہی مٹی | ای باد صبا دوش پہ کیوں بار لیا ہے
کہتی ہیں عدو مجھہ سے شتری حسن کے آگے | اک ہم بھی غلامی میں خریدار لیا ہے

سر بیچ کے اعظم نے خریدا ہے غم عشق
دل دیکے میر جان یہہ آزار لیا ہے

اونکو کرتا نہ خدا گر ضلالت مین غریق
نوح کی طرح جو اندیشہ طوفان کرتے

ایجنون ہاتھ تو میری ہاتھہ نہین کہتی ہین
سالہا سال ہوئی چاک گریبان کرتے

آپ ابرو کا اشارہ ہی اگر دیتے پاتے
ہم گلا کاٹ کی سر آپ پہ قربان کرتے

تو وہ بت اگر مری جلوہ نمائی کیے لیئے
آرزو خانہ کعبہ مین مسلمان کرتے

وہ کمان دار بنا تا جو نشانہ ہمکو
طائر دل کو نشانہ سر پیکان کرتے

کوئی کرتا نہین ہمارے مرض کا علاج
آپ آتے تو میری درد کا درمان کرتے

ہوتی امید سحر کو جو تری آنے کی
ہجر کی رات سے ہم وصل کا سامان کرتے

اونکو انکار رہا پہلے ہی گلے سے ملنے کا
ہم بھلا عید کا کیسکے لیے سامان کرتے

اپنے ہاتھو نسے جو وہ بت ہمین پہنا دیتا
ہمتو زنار کو سر رشتہ ایمان کرتے

پھول بستر پہ جو بی یار بچھائی جاتے
میری دل مین خلش خار بیابان کرتے

ہون وہ مجبور اگر مجھکو ہٹاتے تو وہم
میری مقسوم جدا تیر سے پیکان کرتے

اونکی مژگان سے مین کہتا تو بہت خوب ہوا
یہ وہ نشتر ہین جو خون رگ جان کرتے

مین وحشت مین جو صحرا کیطرف جاتا ہم
آنکھہ کہلا کی ہرن بھی ہمین حیران کرتے

آج دنیا مین جو اسکندر رومی ہوتی
آئینہ تمکو دکھاتی ہمین حیران کرتے

خشک ہوتا سر اشفتہ سر وحشین سودا
ہم سو گیسو اپنکو اگر بال پریشان کرتے

دیر اللہ کی قدرت سے کوئی نہین یا ہی اعظم
کبھی درویش بناتی کبھی سلطان کرتی

نہین مٹتا نوشتہ الفت ہستی کا مقدر سے
ارادہ ہی کہ مٹا ہنگو برگ گردون خوب بہتر سے

یہی اقرار واثق ہی ہمارا عشق دلبر سے
کہا دما سوا باہر کر نکلے دلکی اندر سے

انہین آئینہ خانہ مین جو دیکھا تو کہا ہنسکے
پری شیشہ مین اوترتی ہی لیکن فسون سکندر سے

نسیم نو بہاریکا اثر ہے عشق کامل مین
کہین غنچے ہوائی بلبل گلزار کے پر سے

تصور ہے ہماری دلمین چشم مست ساقی کا
یہہ پیمانہ نہین وہ لبریز رہتا ہی جو ساغر سے

وجود امر مشکل با خدا لوگونکو آسان ہے
نکالا حضرت صالح نی ناقہ ایک پتھر سے

بڑا اندھیر کرتا ہی تری گیسو کا سودا ہے
اوبہتا ہی دہان اژدہا کوہ پیکر سے

تسلی دیجیے اعظم دل نالان کو سینہ مین
شکست آئینے اوٹھاتی ہے بہت جر نا شکر سے

اکسیر ہی اس سے میری حضرت نہین اچھی
کیونکر کہون خاک سے دولت نہین اچھی

اسوقت مین تاخیر عیادت نہین اچھی
بیمار سیحر کی حالت نہین اچھی

گر دل نہ صفا ہو تو ریاضت نہین اچھی
جسمین نہ ملی مزد وہ محنت نہین اچھی

گر وہ نہ کٹی تو بھی گلا کاٹ کے مرجا
اے دل شب فرقت کی شکایت نہین اچھی

ایسا کہ نہ لیتی سیر وہی نفس حرمی ہے
گمراہ کی سرکش کی اطاعت نہین اچھی

تعریف خط رخ کی رقم کیجیے خط مین
جسمین سجع مطلب وہ عبارت نہین اچھی

اعظم ہوا ابر با وفا کرتے ہی کرتے
اے اہل مروت بہہ مروت نہین اچھی

کرشمہ نگہہ یار دیکہنا ہو سب جیسے
منگا دی طور سے وہ خاک کو وطور مجہے

ہوا ہی ابر ہی چہار ی فروش نہین
پلا دو شیشہ ہی کر کے چور چور مجہے

بتو دعا ہے یہی میکدہ مین اعظم کی
خدا کرے نہ تمہارے قدم سے دور مجہے

خوب آہ دل بیتاب رسا ہوتی ہے
مین زمین پر ہون تو گردون پہ صدا ہوتی ہے

ہمین چاہئے وہی جسکی قضا ہوتی ہے
الفت زلف سیہ رنگ بلا ہوتی ہے

تم عیادت کو جو آتی ہو تو بندہ کے لئے
یہ شفاخانہ حکمت سے دوا ہوتی ہے

غیر سے مجکو بچایا تو کہا قاتل نے
زیست تیرے تو نگہبان قضا ہوتی ہے

جائیے مانگ کی سو دیمین نہ مجکو مجبور
کہکشان تک تو میری آہ رسا ہوتی ہے

اکسو غیر کی اکسو ہے میری آہ بلند
دو طرفی تری کوٹہی پہ ہوا ہوتی ہے

وہ دہن ہون کہ تمہارے زبان ہے جسکو
وہ زبان ہون کہ جو محتاج صدا ہوتی ہے

دل بیتاب مین سمجہا ہی دیدار کا شوق
پیرہن سے ترے خجل انداز حیا ہوتی ہے

مجکو مجبور نہ جانو یہ مجیب الدعوات
متصل باب اجابت کے دعا ہوتی ہے

ق

سو ہم گہمین جو ہوتا ہی کوئی دیوانہ
تنگ زنجیر میناپی کی ہوا ہوتی ہے

ہوشیار ونکی نظر آتی ہی اولٹی تدبیر
سر مین سودا ہو تو پاؤنکی سزا ہوتی ہے

حسن بے ساختہ جنکا ہی انہون کے آگے
نہ تو غازہ کبہی دیکہا نہ حنا ہوتی ہے

انتظار یکہی ہی مدت سے ہمین بیمار ہی
تم عیادتکو جو آؤ تو شفا ہوتی ہے

تن پہ جو تیغ پہ اکثر تری دیوانوں کی
جسمین داس نہین ہوتا وہ قبا ہوتی ہے

خاکسار و نکی نہین فیض سے صحبت خالی
مثل آئینہ خاطر کی صفا ہوتی ہے

دست رنگین کی جو کشتی ہے تیغ ادنسے اونچی
خون بہا اپنی کو سوجو حنا ہوتی ہے

کوئی جو کچھ کہے لیکن ہمین منظور تو ہے
یہہ تیقن نہین ہوتا کہ وفا ہوتی ہے

دخل جاتا ہے کبھی کوچہ جانان مین نہین
وہ گلی پنجہ مژگان سے صفا ہوتی ہے

روضہ سبط رسول عربی پہ اعظم
جا پہنچتے ہین جو تقدیر رسا ہوتی ہے

ملک ہستی مین نہ مہر و وفا ہمکو ملی
للہ الحمد کہ طینت تو صفا ہمکو ملی

تیغ اچھی تو ابرو کی سوا ہمکو ملی
یہی شمشیر تو شمشیر قضا ہمکو ملی

ساقی روز ازل مست رکھی نگہ مدام
دہن پیر مغان سے یہہ دعا ہمکو ملی

یہی آتی ہے ندا شور دل مجنون سے
جرس ناقہ لیلی کی صدا ہمکو ملی

کام آگ گو نہ کسی کے جلنے کا لیا غیرون سے
اور پاؤنمین لگانیکو حنا ہمکو ملی

نا امید یا نہ سہی باب اجابت تو کیا
جسمین تاثیر نہین ہے وہ دعا ہمکو ملی

ہم جو کہتے ہین کہ لا قیس کا ہمکو انداز
تو وہ کہتے ہین کہ لیلی کی ادا ہمکو ملی

گل کسی غرق کیے نہ خار کسی تلوے سے
واہ تقدیر یہی کیا بے سروپا ہمکو ملی

دیکھکر ہنسی کہا جسم کی پیراہن کو
پائیداری نہین جسمین وہ قبا ہمکو ملی

میری گلگون کو جو دیکھا تو مسیحا نے کہا
آج درد دل بلبل کی دوا ہمکو ملی

جیسے ہیں عزیز ہے کیا چیز ای بتو | تم پر نثار دولت ایمان تلک تو ہے
ہیرے ہے مگر جنون کی کر و فکر اکی سال | نشتر اگر نہیں تو تمہاری پلک تو ہے
رخسارہ ملیح کا بوسہ لیا ہے یار | سینے تمہارے خوانکا چکھا نمک تو ہے

اعظم کو التفات مبارک ہو یار کا
شکر خدا مراد پہ دور فلک تو ہے

جھونکے نسیم مصر کے کنعان تلک گئے | بوئے گل مراد سے کوچے مہک گئے
ثریا کی تیری فیض سے جام سرک گئے | رستم کے تجکو دیکھ کے تیور جھپک گئے
شعلے کبھی جو آہ رسا کی چمک گئے | برق غضب بنی گئے اگر تا فلک گئے
جو دیکھیں آگیا وہ تو بالو نسے بک گئے | کہیے سخن سے خام خیالوں کے پک گئے
نقشہ ہوا یہ آتی ہے فصل بہار کے | دامن کی پاٹ آپ سے بالکل مسک گئی
صورت ہوئی یہ فرط نزاکت سے یار کی | مہندی ملی جو ہاتھوں میں پہنچے لچک گئے
ہم کہکشان کو بھول گئے دل سے ہائے تجھ | نام خدا تمہارے جو قشقہ چمک گئے
تا نیند دیکھا شب وہی یار کے | پہلو سے رات کو میری تکیہ سرک گئے
سودائی خام کا نہ ہا ہے یہ احتمال | اچھا ہوا جو آبلے پاؤں کے پک گئے
دیکھا چمن کو شعلہ عارض سے کا مدے | شبنم وہ آسکے آتش گل پر چھڑک گئے
وہ آفتاب حسن جو آیا مزار پر | ذرہ ہمارے خاک لحد کے چمک گئے
دیکھا ہمیں فلک سے ثریا نے جھانک کے | ہم کشتوں کی تاک میں خوشہ لٹک گئے

جوبن ترا مرا دیہ لایا فروغ حسن
اس آفتاب سی ثمر خام پک گئے

ای تاج بخش آگئی فیض نگاہ سے
دستار آفتاب کے طرے چمک گئے

بوسیدہ ہو کی لاش اٹھی کوئی یار سے
ایسے بجھے کہ جسم کے اعضا سرک گئے

جسم لطیف ہیں یہ جوش بہار حسن
جنہیں بہا آب وہ دریا چھلک گئے

باہر کہیں نجاؤ نگار ندا لیسے اے جنون
صحرا کے خار سے میری تلوے کھٹک گئے

اتنا تو ہم کہیں گے جو یاد ہیں تھے یار کو
ایسی پھری تلاش میں تیری کہ تھک گئے

تہ دامنی کو داغ لگا یا غضب کیا
ترک شراب ہمنی نہیں کی بہک گئے

چھالے ہمارے پاؤں کے ٹوٹے جو دشت میں
گل کیطرح سے خار بیابان مہک گئے

الفت کے زخمیوں کا نہ احوال پوچھیے
پھوڑوں کیطرح سینے دل مشتاق پک گئے

کی صوفیوں نے ترک مے ناب بیقلم
شوق شراب خلد میں ایسے بہک گئے

نکلے نہ ہم حرم سے نکالے گئے صنم
سرکے نہ ہم پہاڑ کی پتھر سرک گئے

برپا کیے ہماری طرح سے جو زمزمہ
صیاد سنکے نالۂ بلبل پھڑک گئے

انگور جو پہلے تو تمہاری نگاہ میں
موتی سے شاخ تاک میں گچھے لٹک گئے

سرگرم اختلاط جو تم غیر سے ہوے
دل میں ہمارے آگ کے شعلے بھڑک گئے

کی سیر اضطراب دل ناصبور نے
تڑپے جو ہم تو دیکھنے والے پھڑک گئے

گستاخیوں کا دیکھ چکے ہم مآل کار
اعظم وہ چھیڑنے سے ہمارے کھٹک گئی

ہوش اڑجاتا ہے وحشت مین جو حال زار سے | حشر دیتا ہون رگ سودا کو نوک خار سے
چشم مین پتلی نہین ہے اشک دریا بار سے | باندہ رکہا ہے ہمنے آنسوؤنکی تار سے
غازۂ رخسار بنتا ہی حنائے یار سے | موتیے کا عطر کہنچتا ہی گلے کے ہار سے
ہمکو آسودہ کیا ہے دولت دیدار سے | جو نہ حاتم سے ہوا تہا وہ ہوا اس یار سے
خنجر مژگان سے تیغ ابرو کے خمدار سے | سچ کہو کشتہ ہمکو کروگے کونسی تلوار سے
باز پروردہ یہ سکہلاتا ہے اونکو مار سے | طالب دیدار کو ترساتی ہے دیدار سے
یار کی پوشاک سونگہی تو مجہے فرحت ہوئی | جامۂ یوسف کی بو پیدا ہوئی ہے تار سے
ہورہی ہے آمد فصل بہاریکی خوشی | نغمۂ شادی کی آتی ہے صدا گلزار سے
تم اگر چاہو تو کہیلو اپنے گہر بیٹھے شکار | شیر صحرا سے چلے آوین ہرن تاتار سے
آجتک ہے جوش مین شیرین لہو فرہاد کا | بو ہی خون آتی ہے موج چشمۂ کہسار سے
میری دم سے اسقدر جوش تہا تمہاری [illegible] | آہ کی مین نے تو اوٹہا قہقہہ دیوار سے
جلوۂ روزن سے یہ روشن ہوا ہی چار [illegible] | آفتاب حشر نکلیگا تری دیوار سے
عاشق زلف سیہ کے حق مین باتے [illegible] | رہبر دنیا ہی مجہے لیکر دہان مار سے
بخت خفتہ نے شب غم تا سحر کروٹ لیے | خواب کی آنکہین چرائین دیدۂ بیدار سے
تہا جو منظور نظر عاشق کا ترپانا انہین | بند دروازہ کیا ہے اتنا کے دیوار سے

حشر مین تا غلط جو ہو مین یاریاب التماس
آرزو پیدا کنندہ کی کرون سرکار سے

عرض کس شفقت سے کرتا ہے یہ بدحال کنگال
ماجرا امت کا سنیے احمد مختار سے

کون کہتا ہے مجی کنگلو کا ساغر بھر دیجیے
ساقیا جام شراب حب حیدر بھر دیجیے

دیکھنے کیواسطے مانگو نہیں جو تیرہ نصیب
آئینہ مجکو کدورت مین سکندر بھر دیجیے

سبزۂ خط کی محبت کا مزہ مجکو ملے
کاسۂ زہر ہلاہل ای ستمگر بھر کے دیجیے

دیر دیر سے مقدر مین نہین ای میکشو
مجکو ساقی بادہ گلرنگ کیونکر بھر کے دیجیے

سے حلاوت کر دیا ہے تلخکامی نے مجھے
ابتو ای رزاق میرے منہ مین شکر بھر دیجیے

دولت دین پیمبر کا تصدق حشر مین
نقد آمرزش میرے دامن مین داور بھر دیجیے

وصف کرتا ہون شہ کونین کا ای ابر کرم
خضر مجکو دامن دریا مین گوہر بھر دیجیے

ساقیا مجسا نہو دیگا کوئی میکش حریص
ٹوٹتا ہون سر کے جاتا ہون ساغر بھر دیجیے

مانجھنے کے واسطے وا ہون کے تم مانگو اگر
خضر لیکر آفتابہ آب گوہر بھر کے دیجیے

زہر آلودہ گہر سے جام کو تاکین حریف
وہ جو مجکو شربت قند مکرر بھر کے دیجیے

یون دیا ہے رزق ای اعظم مجھے رزاق نے
خوان نعمت جیسے بہو کے کو تونگر بھر کے دیجیے

زخم دل حزین پہ مرہم لگا سیکیے
جو زنگ اپنے ہاتھ سے پی ہم لگا لیجیے

صندل کو ویسے سیکے لیئے کم لگائی
سینکش ہون درد سے میری پیہم لگائی

مجروح گر کیا ہے تو اچہا ہی کیجیے
زخمون پہ اپنے ہاتھ سے مرہم لگائی

ٹیکا تو کیا لگائی ماتہی پہ یار سے کے
زیبا ہی یہہ کہ نیر اعظم لگا سیے

شعلے کے ساتھ کھینچے آہ رسا بلند
تابندہ اس نشان پہ پرچم لگا دیئے

قانع جو ہو سکے تو در حرص وا نہو
زنجیر باب حرص میں محکم لگا دیئے

کس نے سوچنیں صفائی سراپائی یار کا
آئینہ قبر جو قد آدم لگا دیئے

اشکوں سے مٹ سکی نہ نشان پائی یار کا
کس طرح اپنے دیدہ پر نم لگا دیئے

سوز دل و جگر سے ابھی لگ اٹھی آگ
تکیہ مری بغل میں نہ ہمدم لگا دیئے

شمشیر بہت لگائی جانباز عشق کو
گندم بہشت میں پئے آدم لگا دیئے

مرہم کیے قتل کریں گو بسن ہے لگا دیا
اس زخم بہت لگائے یا کم لگا دیئے

اعظم تم آپ شیفتۂ زلف ہو گئے
الزام دل پہ ہو سکے نہ ہم لگا دیئے

دکھلا رہے ہیں سیر گلزار کی
تدبیر کر رہے ہیں دل داغدار کی

چھڑکی سے بھی قبول کی گالی ہی یار کی
دل نے کبھی جو بات وہ سب اختیار کی

ہوئی کہیں شتاب کلی شاخسار کی
دیوانے یاد آتے ہیں فصل بہار کی

تیغ قتل کرتے ہوا کہتے ہوں تم
تم چال چل رہے ہو ستمگر وہی کی یار کی

سرپوش تم کے کھول کے تکیے میں تیر بیکسی
تم ٹوپیاں اتارتے ہیں تاجدار کی

عاشق تڑپ رہیں ہیں تو تڑپیں تمام عمر
ان کو خبر نہیں ہے کسی بیقرار کی

اعمال تو بیٹے کی ترا نہ دہنین بھی
تو قیر آزمائی ہے سنت عبار کی

دیکھا جو سامری نے کہ لکھا ہی وصف چشم
پے بیں بلائیں خامہ جادو نگار کی

بھیجو جنون کی نذر کو اُنکی بہار مین
تجویز کر چکے ہین گریبان کے تار کی

بھولا نہین ہین جوش جو اُنکی گرمیان
پیری مین یاد ہی ہے مجھے فصل بخار کی

رکھا کبھی خیال کبھی زلف کا خیال
نگاہی حلب کی سینہ ہے نگاہی تتار کی

آنکھون نے خاک پاک سمجھ کر لگا لیا
مٹی ہوئی عزیز ہمین کوئی یار کی

افسانۂ چمن پہ جو مائل ہوا دہ گل
اعظم نے تب سنائی حکایت بہار کی

کیونکر ہمین ہو وے مسرت بہار کی
داغون کو ہم سمجھتے ہین دولت بہار کی

ساقی درخت گل مین شگوفے نہین ہوئے
تقدیر نے دکھائی ہے صورت بہار کی

اس حیرت چمن کا جو دل مین بندھا خیال
آنکھون کے آگے پھر گئی صورت بہار کی

دیوانون کو بھی سکۂ داغ جنون سے
حاتم سے بھی فزون ہی سخاوت بہار کی

ڈالا آخر انھین سلسلۂ آہنی کو توڑ
باقی نہی ہاتھ پاؤن مین طاقت بہار کی

ابلوا سے چلے وہ رکھتے ہین چہرہ نقاب
عارض پہ لوگ کرتے ہین تہمت بہار کی

آرائش اپنی حسن کی کرتے نہین صنم
نام خدا بناتے ہین صورت بہار کی

ہمکو ہے گرم و سرد زمانہ سے آگہی
رحمت خدا کی دیکھی ہی راحت بہار کی

پھر آشیانہ آتش گل سے جلا دیے
پھر آ گئی چمن مین حرارت بہار کی

محفوظ ہین زمانہ کے ہم انقلاب سے
نہ غم خزان کا ہی نہ مسرت بہار کی

پہنچا نہی گر خط گلزار کو تو دیکھ
لکھی ہے برگ گل پہ فضیلت بہار کی

اسواسطے مرتے ہین قیامت کے تئین
محشر مین ستاکر وہ پردا نکرینگے

مشتاق تکلم ہے وہ ہنگام تکلم
کس ناز سے کہتے ہین کہ بولا نکرینگے

مرجائیگی کہ جیتا رہے بیمار محبت
جیسے ہی بنے ہونگے تو مداوا نکرینگے

مغرور ہین آباد یہی گلزار پہ نادان
ایام خزان کیا اسے صحرا نکرینگے

وہ باز نہ آوینگے کبھی چال سے اپنے
جب تک کہ زمانہ تہ و بالا نکرینگے

مژگان تیرے سینہ کے گذر جائینگے دل تک
یہہ تیر نہین وہ کہ جو پیدا نکرینگے

دل بہیجے جاوینگے بہم پاس کسیکے
سرگشتہ ہمین جانکی سودا نکرینگے

ہم جن کیلیے ہونگے برباد وہ ہمکو
ٹہوکر بہی لگانیکا ارادا نکرینگے

زنجیر سے نکلیگی نہ زنجیر کی آواز
نالہ بہی تیرے سلسلہ برپا نکرینگے

الفت ہی مین اپنے خریدار ہے اعظم
دل بیچکے قیمت کا تقاضا نہ کرینگے

بادہ نوشی مین نصیحت کے سخن بہول گئے
ساقیا ہمتو یہہ بہکے کہ چلن بہول گئے

اتفاقا وہ چہپانا جو بدن بہول گئے
ہمتو کیا ہے ہزارونکو چمن بہول گئے

وحشت اسطرح لگی رکہتی ہین دیوانی
گہر تو کیا اونکو یہہ سودا ہے کہ تن بہول گئے

الہی تقدیر جو وحشت کدہ ہستی مین
ہمکو سودا ہوا ایسا کہ وطن بہول گئے

آفت انگیز ہے کیا زہرہ جبینونکی گلی
آدمی کیا کہ فرشتہ بہی چلن بہول گئے

جبسے دیکہی ہے تمہارے رخ رنگین بہار
گل گلزار کو مشتاق چمن بہول گئے

یاد مین اوسکی پہری جہانسے نکلتے پہرتی ہین کوہ بن
کون کہتا ہے کہ ہم چاہ ذقن بہول گیے

یاد آخر کی کسی عالم اسباب مین ہے
جا سمجہی یہہ اگرتی ہین کہین بہول گیے

سوزش آبلہ پا سے نے جلایا ایسا
ہمتو داغ سر سودا کی جلن بہول گیے

شوق گیسو سے نہین داغ میرے سینہ مین
اژدہے آگی سر گنج مین من بہول گیے

کی رقم ہمنے یہہ تعریف لب لعلین سے کیے
جوہری سنتے ہی بازار مین بہول گیے

ایکمدت سی جو غربت مین کٹے ہی اوقات
اسقدر سی ہین ارباب وطن بہول گیے

شاعرون نے جو تری چشم کی تعریف نکی
طرفۃ العین مین مطلب سخن بہول گیے

ٹل گیا وعدۂ دیدار تو دل سے یہہ کہا
آج بہی قول و قسم عہد شکن بہول گیے

عرض احوال کو جاتے تو گیے پر اعظم
اوسکی پیشانی پہ دیکہی جو شکن بہول گیے

لالہ پہری یہہ آمد فصل بہار سے کیے
تجہسے خزان مین سوکہہ گیے لالہ زار سے کیے

روزن ابہی ہٹی تہی نہ تلونسے خار کے
ای وحشیو پہر آگئی موسم بہار سے کیے

ساقی مجہی نہ دیجیو صدمہ خمار سے کیے
رکہہ دون گا ورنہ گردن مینا اوتار سے کیے

رنگ اینکے نہین چمن روزگار سے کیے
کچہہ دن خزان سے ہوتی ہین کچہہ دن بہار سے کیے

سینے مین ہین ہر عابد شب زندہ دار سے کیے
گوشہ مین صفا طاعت پروردگار سے کیے

ناخن بہی ٹوٹ ٹوٹ گیی پشت خار سے کیے
عقدے کہلے نہ آبلہ جسم زار سے کیے

دکہلا ایک خانہ برانداز نے جمال
بیعشقنے مٹا دی میری صبر و قرار سے کیے

روح بیچین ہوئی جاتی ہی گہبرانے سے
ہوش اڑتے ہین مری جان ہما آنے سے

خطکے نمود ہونے سے حسن رخ انکو چمکا
آسمان صاف ہوا ابر کے چہٹجانے سے

دوسرا جامین بہی پہر اگر پاؤ عز و سر
پانون کا تو سر فغفور کے ٹہکرانے سے

نہ تو دریا سے علاقہ نہ سمندر سے غرض
کام ہے گوہر مقصود کے ملجانے سے

ذائقہ میری زبانکو بہی ملا ہے کا
ہونٹہ شکر سے بہی ملے ہین چبانے سے

ظرف دلکا میرے آنکہون سے عیان ہوتا ہے
جسم کا احوال پتا جاتا ہے پسینے سے

سرزنش کی ہی تو پہنچا ہو ہمین یہ غم تک
برسون ہی آنکہہ لڑی آ میری پیمانے سے

پائی ہم نے بہی سپہر پہوڑ کے مرجاتے ہین
محتسب تو بہلا جام کو چٹکانے سے

آپکے نوکرو ایسا نہ تہا ہم زوال
کیا بگڑتا میری اقبال کے چمکانے سے

پہر نے جائی دیا مین نہ اغیار کے ساتہہ
آشنائی نکیا جائے بیگانے سے

پہرتے مت خط رخسار کے اوپر کنگہی
آئینہ کوئی بہی کرتا ہے صفا شانے سے

خو نظر آمو سے ارادہ ہی کہ اتنا پوچہون
کچہہ ملا ہی دل بیتاب کے ٹہکرانے سے

سر رہ بیٹہے ہین مشتاق سواری ہم بہی
دیکہئے کب وہ نکلتے ہین جلوخانے سے

میرا قصہ بہی کہو اسکی کہانی کے شریک
رات کٹتی ہے جنہین قیس کے افسانے سے

ای پیری فائکے لوگون پہ نہین کچہہ موقوف
ہی خبردار زمانہ ترے دیوانے سے

ایسے لوگون پہ ہے میلان طبیعت اعظم
نہ محبت سے جنہین کام نہ یارانے سے

حسن کے بازار مین ہستی کا سامان بیچئے | دل کوئی لیتا تو ہم اس دل کو ارزان بیچئے

چند روز ان اور رہتا گر وطن کے درمیان | مجکو یوسف کیطرح جیسے مرے اخوان بیچئے

دولت کونین ملتی مجکو قیمت مین تیرے | لالچی وہ لوگ کہلاتے جو نادان بیچئے

دل تو کیا قدرت جو ہوتی اے پری زادہ وار | ہم تمہارے واسطے ملک سلیمان بیچئے

ہم بھی اے یوسف تری سودے مین دیوانہ ہوتے | کچھ ہوتا پاس تو زنجیر زندان بیچئے

بیچئے دلکو جو تیرا ہاتھ اے پردہ نشین | گفتگو قیمت کی کرکے زیر دامان بیچئے

کہہ رہا ہے عشق مین مجکو مرا ثبات | معرکہ مین سر تلک ہمدم میدان بیچئے

یہہ نشانی تھی تری کرتے نہ ہم اسکو جدا | فائدہ ہوتا نہ تو بھی داغ ہجران بیچئے

تیری عیاری کے دیوانونکو گر ہوتا خیال | طوق زندان بیچئے زنجیر زندان بیچئے

تیرے سودے مین کسکو بھی نہ تھا دین کا پاس | دیر ہندو بیچئے کعبہ مسلمان بیچئے

گر تمہارے ولے دیتے دشمنین تم وہ تیرے قدم | کیمیا کے مول ہم خاک بیابان بیچئے

انکے نالونمین اثر ہوتا تو بیشک باغبان | بلبلون کے مول بیننے کو گلستان بیچئے

فائدہ نکو فن عیاری کا گر آتا خیال | یہہ ستمگر چادر گور غریبان بیچئے

دیکے اونکو نقد آمرزش اگر تو چاہتا | تیرے ہاتھون جنت گلزار رضوان بیچئے

تم خریداری اگر کرتے تو بے قیمت لیئے
اعظم شوریدہ سر دل بیچئے جان بیچئے

کہان تیری خوبی کا چرچا نہین ہے | کہان شہرہ حسن زیبا نہین ہے

رخ صاف کا کون شیدا نہین ہے / کسے تیرے گیسو کا سودا نہین ہے
چھپاتے ہو کیون ہمسے راز نہانی / ہمارے سے تمہارے تو پردا نہین ہے
پہرون کیلیے دوڑتا جنگلو نمین / مین مجنون نہین مجھکو سودا نہین ہے
اوٹھالائین پہلو سے غیرون کے اونکو / ہمارا ارادہ تو بیجا نہین ہے
گلابی ہو گلشن ہو گلرو ہو گل ہو / تمنا ہے میرے دلمین کیا کیا نہین ہے
زمین پر قدم کو سنبھل کر کے رکھو / قیامت ہے یہ جنبش پا نہین ہے
غرض کیا ہے اوس طفل نادان کو گل سے / ابھی تک وہ محو تماشا نہین ہے
جتایا جو عشق تو ہنسکر یہ بولے / یہان عشقبازیکا چرچا نہین ہے
ہیے اشک طوفان زا سے حبابون / سمندر بھی چھوٹا سا دریا نہین ہے
وہ ہم مین کہ آگے کسیکے زبان سے / کبھی حرف مطلب نکالا نہین ہے
یون عاشق ہوئے تیرے ہزارون ہو مگر / ویسے مبتلا کوئی مجھسا نہین ہے

چلو گھر مین اعظم سے کے تم بے تامل
وہ اژدرون کی مانند ہسوا نہین ہے

طرز خرام ناز بدیہے چلے سے گئے / انکھیون کی چال وہ چلتے چلے گئے
تا شام شب فراق کی گرمی سے صبح تک / ہمتو برنگ شمع پگھلتے چلے گئے
انگور کی روش ہیر پاون کے آبلے / ہر سال فصل خاص مین پھلتے چلے گئے
کیا کیا خرام ناز مین کین تمنے شوخیان / ملو ونیسے دلکو راہ مین ملتے چلے گئے

ہمکو گلے لگانیکی حسرت ہی رہ گئی
تمتو سنبہالنے مین مچلتے چلے گئے

جنکو گرا یا آپنے قارونکی طرح سے
تحت الثریٰ تلک وہ پہسلتے چلے گئے

زینہ سے جنکو بام پہ تمنے طلب کیا
ایسے خوشی ہوئی کہ اوچہلتے چلے گئے

گالی پہ گالیاں وہ سنایا کئے ہمین
تیرین دہن سے زہر اوگلتے چلے گئے

ثابت قدم رہا کئے عشق بتان مین ہم
پتہر کی ٹہوکرون مین سنبہلتے چلے گئے

دم بہر بہی وہ قرار سے بیٹہنے نہ پائے ہم
زانو ہزار بار بدلتے چلے گئے

آباد بزم یار ہے جنکے فیض سے
دل ہی ہمیشہ بدیون سے بہلتے چلے گئے

نکلی نہ دیسے بادیہ گردیکی آرزو
کانٹے بہی آبلون سے نکلتے چلے گئے

تیری نسیم فیض سے ای بحر بیکران
نخل مراد بہولتے پہلتے چلے گئے

آیا کئے وہ ایسے اعظم ہمارے پاس
جذب دلی سے کام نکلتے چلے گئے

میری رزاق نے کی رزق کی تدبیر پہلے سے
مجھے پیدا کیا پیدا کیا جب شیر پہلے سے

سب آرایش سے پہلے گیسوؤنکو تاب دیتے ہو
بناتے ہو ہمارے واسطے زنجیر پہلے سے

ارادہ بہی تہا صید افگنی کا انکی مژگانکو
ترسہا تا تہا سینہ مین دل نخچیر پہلے سے

ابہی ہم مجرم ہونے جرم بہی ہونے نہ پایا تہا
وہان لٹکی ہوئی تہی عدل کی زنجیر پہلے سے

تیرے مژگان بہی واقف تہے اپنے جنبش سے
کہٹکتے تہی ہمارے دل مین لاکہون تیر پہلے سے

کمال حسن بہی ہونے نپایا تہا حسینون کا
محیط ملک دل تہا حسن عالمگیر پہلے سے

اوٹھین رغبت دلانا ہے اگر ستی لگانیکی
تو اے اعظم جمایا چاہیے تقریر پہلے سے

مشتاق کر دیا مجھے اوسکے حجاب نے
دیکھا نہ جسکا جلوہ عارض نقاب نے

اقلیدس اشکال مین کچھ کی سحاب نے
سیراب کر دیا میری چشم پر آب نے

آویگا کون پردہ نشین غسل کے لیے
برپا کیے ہین بحر مین خیمے حباب نے

سودا ہوا ہے قیس کو لیلی کی زلف کا
مجنون کیا ہے سلسلۂ مشکناب نے

ماہتاب نظارۂ رخ روشن نہ لا سکا
منہ اوسطرف کو پھیر لیا آفتاب نے

فصل بہار مین سر توبہ ٹوٹ گئے
توبہ شکست کی مری کہنہ شراب نے

اوٹھتے ہین کچھ ابھی کمر کو پکڑ کے ہم
بوڑھا بنا دیا غم عہد شباب نے

جوڑا کسی کی زلف عنبر کا دیکھکر
سنبل کی اوڑا دی ہے گرہ مشکناب نے

کعبہ سے ٹوٹ ٹوٹ کے پھینکے گئے صنم
پاداش خوب دی عمل ناصواب نے

پھر گزک جو لا ہے میرے سامنے ادب سے
یاد دل برشتہ دلائی کباب نے

نازک طبیعتون کو ہوا بھی خلاف ہے
جھونکا نسیم کا نہ سہا لا حباب نے

جلدی جو ہنسے وصل مین کی وہ خفا ہوا
مطلب بنا بگاڑ دیا اضطراب نے

آوارگان عشق سے پوچھا تو یہ کہا
برباد کر دیا دل خانہ خراب نے

اعظم کا کون شافع عصیان تھا حشر مین
سمجھا دیا جناب رسالت مآب نے

اعظم بھی دعا ہے خدا کی جناب سے
ہووے ظہور مہدی ہادی شتاب سے

واقف کرونگا سعی حسن لمآب سے
لاؤنگا اپنی راہ پہ اوسکو شتاب سے

دعوا ہمسری جو کرونگا سحاب سے
چشمے کئے بہاؤنگا چشم پر آب سے

ظاہر ہوا شگون یہہ صدائے غراب سے
محروم نامہ بر نہ پھریگا جواب سے

کلفت سنائے جگر ماہتاب سے
باہر نکالیے رخ روشن نقاب سے

کیا کیا نہ بیخودی ہوئی مجکو شراب سے
شبکو لپٹ گیا اوس مست خواب سے

کس جنگجو کے دید کا ہے مجکو اشتیاق
آنکھیں لڑا رہا ہون کہڑا آفتاب سے

گھر سے جو یار تو نے نکالا کہین قدم
عزم سفر کرونگا جہان خراب سے

باقی ہے کاتبون نہ خیانت کا احتمال
ناصل بڑا گناہ جو فرد حساب سے

منہہ اپنا آپ شرم سے تم دیکھتے ہنر
حیران ہے آئینہ بھی تمہارے حجاب سے

آئے تو آئے قبر مین کرتے سئے سوال
چپ ہو گئے ملک مرے پہلے جواب سے

بحر جہان مین خاطر نازک عزیز ہے
کشتی چلا کرے میری بچکر حباب سے

تفسیر ایک مصحف رو کی نہو سکی
مطلب ہزار ہنسنے نکالے کتاب سے

اللہ رے اشتیاق کہ دن بہر چلا کیا
حربا کا عشق کم نہوا آفتاب سے

جلدی جواب خط کی طلب مین نکیجیو
ای نامہ بر وہ ہوگا خفا اضطراب سے

لکھا ہے وصف زینب باضی بہشت کا
اعظم قلم ترا ہے چوب گلاب سے

ای سمو صنعت دست خدا کچھ اور ہے
آئینہ کچھ اور ہے رکھتی صفا کچھ اور ہے

ہی عجب عالم تلون سے مزاج یار کا
عاشقانہ اور کچھ ہے بر ملا کچھ اور ہے

یار کی پوشاک سے گلزار کو نسبت نہیں
جیب گل کچھ اور ہے اوس گلکی قبا کچھ اور ہے

ساکنان دور گردون سے ہمین ہین برخلاف
کیا ہوس نکلے زمانہ کی ہوا کچھ اور ہے

طالب آب دم تیغ نگاہ یار ہون
خضر کو گر خواہش آب بقا کچھ اور ہے

ایفلک کب تک اوٹھاوین ہم زمانہ سے شکست
ہو چکے وہ ہی جو قسمت کا لکھا کچھ اور ہے

رنج ہوتا ہے جو مجکو اونکو ہوتی ہے خوشی
ساتھہ مجھہ بیکس کے رسم اقربا کچھ اور ہے

نکہت حسن ختن مین بو اوڑا لیجائیگی
راہ گیسو مین نہ دو عزم صبا کچھ اور ہے

عالم ہستی مین ہین خضر طریق سیکشی
پوچھتا ہون ساقیا آب بقا کچھ اور ہے

ناز بیجا ہے اوٹھاتے نازنین ہکی بہی ہیں
آپکے انداز مین لیکن ادا کچھ اور ہے

ہی کہلا در سے باب اجابت سنکر و
بندہ مقبول ہون میری دعا کچھ اور ہے

نقد جان ہی گر مجھے دیگا نہیں مجکو قبول
محتسب مینای مے کا خون بہا کچھ اور ہے

گلشن فردوس کے جو ہین نشان سب ہیں سن
کون کہتا ہے ترے گہر کا پتا کچھ اور ہے

تہی فقط مجکو تمنا پائینتی سو نیکی رات
یار کیا سمجھا کہ میرا مدعا کچھ اور ہے

چاٹ بادام کی کیا دیکھو ترے چاہیئے
بوسہ چشم غزالان کا مزا کچھ اور ہے

لغت حیدر تو ہے ہر چند ہر دین دار کو
ہمدل اعظم مین حب مرتضی کچھ اور ہے

کسی گلبدن کے عشق مین گرم فغان ہے
چمن زار محبت مین میرا دل مرغ نالان ہے

دہن غنچہ ہی عارض گل ہی قد سرو خرامان ہے
حسینو عالم حسن جوانی بہی گلستان ہے

اسے اعجاز کہیے یا طلسم حسن کیا کہیے
قد اوسکا سرو رعنا ہے کلائی شاخ مرجان ہے

کہ دن آہو جشنو نمی حقیقت نجد کی کہلا ہے
مرا بازیچہ طفلی ہے مجنونکا بیابان ہے

رقیب روسیہ رہتا ہے گہر مین اوسی پردے
سراسر قبضۂ تصرف مین ملک سلیمان ہے

نہین گر دلب لعلین لگائی یار نے مسی
تصرف مین سیاہ رنگ کے شہر بدخشان ہے

طلوع نور سے بہرہ نہین ہے تیرہ روزونکو
سحر کو جانتا ہے شب تیرہ شام غریبان ہے

نگاہ یار کا وحشی ہون مین گردش سے عالم کی
مری چشم تصور مین سدا چشم غزالان ہے

ترمی ایکصورت سے توکی اشکونکی قطرون نے
جو آگے گوہر غلطان تہا سو لعل بدخشان ہے

ہمیشہ ایکسا موسم ہے آہ سرد باعث
ہمین گرمی بہی اور برسات ہے فصل زمستان ہے

جنون صحرا مین مجہہ دیوانہ کو لیجل کہ پہر مجکو
نہایت اشتیاق کاوشن خار مغیلان ہے

کوئی محرم نہ تہا شاید زلیخا کو جو سمجہاتا
کہ اسب قید یوسف کے لیے چاہ زنخدان ہے

زبان گویا بہی ہے مضمون شیرین سے ای اعظم
غزلخوانی کرو طوطے بہی اور شکرستان ہے

وہ سیم بلیاختہ اور ساختہ دولت پہ نازان ہے
طلائی رنگ رخ ہے نقرئی ماہ ہے افشان ہے

شب تیرہ بہی اپنی رونق بزم چراغان ہے
صفائی قلب روشن ہے فروغ نور ایمان ہے

یقین کیونکر نہووے یار کے تشریف لانیکا
دلا اقرار ہے قول و قسم ہے عہد و پیمان ہے

ہوا خواہی سے پہنچاتی ہے مجھ تک نکہت گیسو
صبا تیرے سر پر ہو تن پر تیرا احسان ہے

ہمارے خانۂ ویران میں جا ہو چلے آؤ
فقیر و نکا سا تکیہ ہے یہاں پھر نہ دربان ہے

بہر تو نشک کہتی ہے کہ ای باد صبا تو
بہری پانو نہین لیجا کر نسیم ریف بیجان ہے

شکستہ نکمی ہے یہاں یہاں سجبان جا مہر کی اور تیز
وہاں آرائش دامن ہے یہاں چاک گریبان ہے

خرام ناز سے اب خاک بھی برباد ہوویگی
ستانا وہ غرار کشتگان پر دامن افشان ہے

نظر میں رقیب دیو سیرت کی جو رہتا ہے
ہمارے واسطے ہر الالم چاہ زنخدان ہے

جو نکلا لخت دل اس سے تو لعل بے بہا نکلا
ہماری چشم ہے یا کان اقلیم بدخشان ہے

نکلا م سخت جو کہتا ہی تو وحشت کے عالم مین
مین دیوانہ سمجھتا ہو تو لہ مجھ بھی سنگ طفلان ہے

جو نکلا ایک بھی آنسو تو عالم کو ڈبو دیگا
ہمارے چشم خون پالا نکا جو قطرہ ہے طوفان ہے

کہا جذب دل لیلی نے آخر کو مجھ پہلے سے
کہ چلکر نجد مین دیکھو کہ مجنون عقیل نالان ہے

جگر مین تیر پنہان عشق کا نیر بیخ مارا تھا
عبث خون سر فرہاد کا تیشہ پر بہتان ہے

بدی دشمن کے بھی ہم اسلیئے ظاہر نہین کرتے
کہ سینے مین چھپانا عیب کا کار نمایان ہے

گمان آسمان ہوتا ہے بام یار پر شب کو
وہ عارض ماہتاب ہے وہ رخ مہر درخشان ہے

گدائی درگہ فرزند حیدر ہون مین ای اعظم
میرا مولا علی موسی رضا شاہ خراسان ہے

لوکہے دیتے ہین سینہ مین جو مخفی راز ہے
دل ہمارا کشتۂ تیغ نگاہ ناز ہے

کیا تجھے تغافل پر جو مجکو ناز ہے
اپنا مطلب آپ کر لیگا اگر جانباز ہے

کون کہتا ہے سنا کیجئے کہان آواز ہے
چپ رہ مخفی عدم تک اوس دہن کا راز ہے

گردش چشم ستمگر کا عجب انداز ہے
جنبش لب مین ترے لاکھون طرح کا ناز ہے

ہی خرابات جہان مین عشق دو دو تو مجھے
می میری ہمدم ہی میرا مغبچہ دمساز ہے

دل جگر دو تو ہمین کسطرح سے دیدیجئے
ایک سو تن ہے ہمارا دوسرا دمساز ہے

سو نہین وہ عاقل افلاطون جسکے آگے ہیچ ہے
ہون وہ دیوانہ جنون کو جسکے اوپر ناز ہے

تیغ کی کہا کہ سر میدان قسم کہدیجئے
ہم سے بیٹھے جانباز ہین یا مدعی جانباز ہے

اور ہے پردہ اگر ہووے تو ہووے یار کو
ورنہ تو کیا میرے لیئے بند قبا تک باز ہے

شہرۂ آفاق ہے نام خدا تو کسقدر
ایک تیرے وصف کی چارونطرف آواز ہے

دھیان رہتا ہے مجھے ہر دم مآل کار کا
انتہا سمجھے ہو تم جسکو مرا آغاز ہے

روٹھ کر جاتے ہو تو پھر پھیر تو کھینچے جائے
کھینچین تیر تمہارے کونسا غماز ہے

بس تبھی تک جب تلک نالہ ترے سینے میں پھر
قافلے والو نکو آواز جرس پر ناز ہے

عرش تک پہنچیگا دیوانو نکا اب کے سال شور
خندۂ گلکی ہزارون کوس تک آواز ہے

فصل گل آئی تو کیا ہم ہین پر و بے ہمصفیر
وہ خوشی ہو دین کہ جنکو طاقت پرواز ہے

ہو نہ مشکل مین کبھی اعظم پریشان آدمی
کارساز دو جہان بندہ کا رساز ہے

ضبط گریہ جو کرون تو سمندر جلجائے
آہ کھینچون تو ابھی گنبد اخضر جل جائے

آب رحمت سے بجھے گر نہ شرار عصیان
یا الٰہی عمل بد ہی کا دفتر جل جائے

ابرو نہ پہ تھین ناز ہمین تیغ زبان پر
وہ آپکی شمشیر یہہ شمشیر ہمارے

دیوانو نے یہہ سب ہی سرکار جنون کا
نہ طوق ہمارا ہی نہ زنجیر ہمارے

کیا جانیے وہ کونسی کمبخت گھڑی تھی
جسوقت لکھی جاتی تھی تقدیر ہمارے

یہہ کھیکے ڈراتی ہین ہمین گیسون والے
ہی دام بلا زلف گرہ گیر ہمارے

بلبل کو بہی طوطی کو بہی باتو نمین کیا بند
سرسبز رہی باغمین تقریر ہمارے

ق آشفتہ سری سے جو پھرا مغز مین سودا
پاؤن نے کہا دیکھیے زنجیر ہمارے

دیوانہ نہ سمجھا ہی انصاف سے کہیے
یہہ سر کی خطا ہی کہ ہی تقصیر ہمارے

وہ سلسلہ بردار جنون ہوکے ہین آزاد
ہر روز بلا جاتی ہین زنجیر ہمارے

گردنمین جو پہنے ہی طوق اوسے طوق نہ سمجھے
تعویذ بنا ہی گلوگیر ہمارے

ق ناگاہ شب وصل وہ تشریف جو لائے
ہم سمجھے کہ لائی انہین تقدیر ہمارے

دل نے یہہ کہا جذبہ کامل کا اثر ہے
یارون نے صدا دی کہ ہی تدبیر ہمارے

وہ بول اوٹھے آپ کہ ہم آئے ہین از خود
جتلائیے نہ یہ کہ ہی تاثیر ہمارے

اوصاف بیان کرتے ہین اوس جان جہان کا
افسانہ ہی لیجیے تقریر ہمارے

ناتو نے تمہاری جو گرہ دل مین پڑی ہی
لکنت ہین زبان بیچ دم تقریر ہمارے

اوس ابرو و نوک شوقین چلاتے ہین ایسا
آواز پہنچتی ہی کئی تیر ہمارے

گلزار کے نقشہ مین ہمارا انہین نقشہ
صحرا کی مرقع مین ہی تصویر ہمارے

دیوانہ ہین پر عدل کے دیوانہ ہین لیسے
زنجیرہ انصاف ہی زنجیر ہمارے

جاتے ہیں تو بیگانے سے وہاں رہتے ہیں اعظم
اگلی سی ہے نہ عزت ہے نہ توقیر ہمارے

خود ہمکو خفا کرتی ہے تقریر ہماری
آواز ہماری ہی گلوگیر ہماری

پریوں کی نزاکت کے ہیں دیکھیں گی غبار
ایک موج ہوا چاہیے زنجیر ہماری

سب کام ہمارے ہیں مشیت کے حوالے
والبتہ تقدیر ہے تدبیر ہماری

ق

روشن ہے کہ کہتا ہے مہ یار کا جلوہ
موسیٰ کی ہوئی ہاتھ میں تنویر ہماری

یعقوب کی آنکھوں کو کیا ہے منور
پیراہن یوسف میں تھی تاثیر ہماری

کھاتا ہے قسم کہاں کے خط مصحف رخسار
ہے سورۂ واللیل بھی تفسیر ہماری

کچھ پھول فقط کان لگا کر نہیں سنتے
بلبل بھی سنا کرتی ہے تقریر ہماری

ہرچند کہ ہم اپنی بڑھاتے گئے عزت
اعمال گھٹاتے گئے توقیر ہماری

حاضر ہے کہا کرتے ہیں ہم غیب کی باتیں
گنجینۂ اسرار ہے تقریر ہماری

ہم نے جو لکھی سطر ارادت وہ بنا ہے
توام خط قسمت سے ہے تحریر ہماری

صورت وہی نقشہ وہی انداز وہی طرز
مجنوں سے ملا لیجیے تصویر ہماری

دل سے ہوس خاک شہیدان نہ نکلی
سینہ میں بھری رہتی ہے اکسیر ہماری

آواز سے ہلجاتے ہیں ارکان سموات
نالے کبھی کرتے ہیں جو زنجیر ہماری

اب اونکو سکھاتے ہیں یہ اغیار جفا کیش
اعظم یہ لگے باندھنے تقصیر ہماری

دیکھیے کب تک وہ کرتے ہیں کشش شمشیر کی
آرزو کس دن نکلتی ہے دل نخچیر کی

یاد آجاتا ہے جب تیرا زلال التفات
تشنہ خواری ہو جاتی ہے حلاوت شیر کی

آپ جو تشریف لاتے ہیں مجھ حیرت زدہ پاس
جان آئی آرزو پوری ہوئی تصویر کی

زمرۂ دیوانوں کی سمجھو سنکر وہ میرا کلام
یہہ زبان گویا زبان ہے حضرت تاثیر کی

جسم میں آتی ہی تیرے حکم سے روح روان
جان ہے ایجان جان تو پیکر تصویر کی

بیٹھے بیٹھے گھر میں کہتے ہو کہ آنے کا نہیں
خود چلے آؤگے تم گر چلگئی تدبیر کی

شاخ پر گاڑ زمین کی پھینک دیتا توڑ کر
لوح مل جاتی اگر مجھکو مری تقدیر کی

جور وہ کرتے ہیں لیکن کوئی کہہ سکتا ہے کیا
کیا خطا ہی مجھ خطا بخشیں میرے تقصیر کی

اپنے دیوانہ کی وحشت کا اثر تو دیکھیے
جسم آہو نیکی ہے سر کہی زنجیر کی

تھم سے بیدار زبان کہیں باتیں جواب کے
طرز سہو سے تیرہ سخان حسن تقریر کی

موت تو جلدی سے آ پہنچی فراق یار میں
یار نے تشریف لا نہیں بہت ہی تاخیر کی

رحمۃ للعالمین آپ نبی کے واسطے
حشر میں پرسش نہ فرمانا میری تقصیر کی

دیکھ کر کہتے ہیں اون کو آشنا بندے کی پاس
جذبۂ شوق دل اعظم نے کیا تاثیر کی

ہوشیار رہنا یہہ دیوانون نے کیا تدبیر کی
اوس پریرو تک بھی پہنچائی صدا زنجیر کی

وہ مقصر ہون جو میں کثرت کرون تقصیر کی
کاتب اعمال کو فرصت نہ دون تحریر کی

گرمی گفتار سے عالم ہی یہہ وقت کلام
منہہ سے گویا چھوٹتے ہی پھلجڑی تقریر کی

ابتدا ہے یہ روز تنہائی ہے وقت عاشقی
انتہا ہے صبح محشر نالۂ شبگیر کی

پھر بہار آئی ہوا ہو دانیونکو پھر جنون
چارہ سازو انکو ہوئی تدبیر پھر زنجیر کی

ایکدم مین خون کی ندی بہا دی عشق نے
کوہکن کرتا رہا تدبیر جوئی شیر کی

یار کہتا ہے کرین ہم امتحان عاشقی
پوچھتا ہے بات ہمسے خواہش تعزیر کی

جو نہونا تھا ہوا پیش وقوع واقعہ
یار نے تقصیر سے پہلے میری تعزیر کی

آتش گل سے جلا کس وزدست باغبان
شمع کے گل سے جلی ہر شب زبان گلگیر کی

خط مشکین عارض جانانکو کیا درکار ہے
سیپارہ وہ مصحف ہے جسے حاجت نہین تفسیر کی

دلمین آتا ہے کہ سینہ کو نشانہ کیجیے
اندنون کرتا ہی وہ سفاک کثرت تیر کی

بندش مضمون گیسو مین خیال رخ ہوا
ہند مین ہمنے پرستانکی پری تسخیر کی

فکر عالی نے جو سکھنے کی اجازت دی مجھے
اس زمین مین دوسری ہمنے غزل تحریر کی

کسقدر شہرت ہوئی تیری کمان تیر کی
آسمان کو بات پہنچی تھی جوان پیر کی

قطع کی مذکور مژگان نے حقیقت تیر کی
بات کاٹی ابرو نے ذکر نے شمشیر کی

رات بھر فکر رسا کا سلسلہ بڑھتا گیا
بندش مضمون گیسو نے بڑی تاخیر کی

پردہ دار اسکو کہتے ہین کہ میرا بھید ہے
آستین تہامی نہین جاتی گریبانگیر کی

عہد طفلی مین دیا ہے رزق اب بہی دیجیے
اپنے ہاتھون آپ کرتا ہے تمنا شیر کی

کرتے ہین ہم یار سے وعدہ کی گھڑیونکا شمار
خاک بھر کر شیشہ ساعات مین اکسیر کی

لوح قسمت کا لکھا ظاہر نہو تا کسطرح
بات رہتی ہے مقدر کاتب تقدیر کی

آج بھی شاباش ہے کو صیدگاہ عشق مین
دیکھنا ہے عید قربان کو خوشی نخچیر کی

قیمت کون و مکان سے بھی زیادہ چاہیے
مشتری کو رونمائی مین تری تصویر کی

دیر مین چرچا جو ہو محراب ابرو کا ترے
آتی ناقوس برہمن سے صدا تکبیر کی

دیکھکر صحرا مین سرگشتہ نگاہ یار کا
آنکھ مجھ وحشی پہ پڑ جاتی ہے آہوگیر کی

آرزوئے اعظم مشتاق ہے اے کردگار
مجھکو حاصل ہو زیارت مرقد شبیر کی

معرکہ آرا صفائی ہے میری تحریر کی
باندہ رکھتی ہے مگر تیغ زبان شمشیر کی

اسکے آگے چل سکی طاقت کہان تدبیر کی
اندہون زور دینہ بھی گردش سے تقدیر کی

غیرت زور جنون سے اب نظر آتی نہین
لنگر دیکھی ہتکڑی کی طوق کی زنجیر کی

تب سے آنکھونکو ہوا ہے حوصلہ دیدار کا
جب سے صورت بھی نہ دیکھی تھی تری تصویر کی

مین اگر عریان بھی ہو جاؤن تو کچھ کھٹکا نہین
ایسے جنون نکلی تمنا خار دامن گیر کی

پی اگر غیرون کی صحبت مین مے وہ شیر آب
زہر کھا لینے کی ٹھہرے بھی اب تدبیر کی

روز رہتی تھی نظر کے سامنے صبح امید
کچھ دلون سے بھی ہوا اٹھی نالہ شبگیر کی

سر سے پاؤن سے جو نکلی مخلصی اسکی ہوئی
رفتہ رفتہ کٹ گئی سر سے بلا زنجیر کی

آشنا سو دشمن بھی بنتا ہون کہ ہم سے ہین
کہدی کوئی گر سنی ہو وہ صدا تکبیر کی

کب کیا میری زبان سے جور قاتل کا گلہ
کب شکایت کی دہان زخم نے شمشیر کی

ہو گیا تھا طور کو سرمہ بنانے کے لیے
چشم موسے مین حقیقت کھل گئی تنویر کی

زر بقدر یہین اگر ہوگا تو اوڑکر آئیگا — خاک لاویگی صبا گہر مین مرے اکسیر کی
لطمۂ بادِ صبا سے بھی اوڑا جاتا ہو نہین — یہہ حقیقت اندنون ہے جسم کی تعمیر کی

اوس مسیحا دم سے ای ہمدم یہہ پوچھا چاہیے
آپنے دردِ دلِ اعظم کی کیا تدبیر کیجے

طوف مزار کشتۂ دیدار کے لیئے — جانا تو پھول نرگس بیمار کے لیئے
وعدہ تو آپ کرتے ہین دیدار کے لیئے — لیکن قسم بھی چاہیے اقرار کے لیئے
سودا ہے جنکو یار کے جو شیفتہ ہین — نافہ بہت سے آہوے تاتار کے لیئے
زیب کمر ہوا جو کبھی خنجر خیال — اک بوجھ ہو گیا کمر یار کے لیئے
اوسکے خرام ناز کا عالم نہ پوچھیے — انداز ہین نئے نئے رفتار کے لیئے
رنگ نیام زرد و سیہ سرخ سبز ہو — چونگ چاہیے تری تلوار کے لیئے
وہ مرد معرکہ ہے کہ زخمی ہوا جو ہو — دو چار بار ابروے خمدار کے لیئے
دل پیچ سے لیا جو ہمارا تو ہو گئی — کیسی نمود طرۂ طرار کے لیئے

اعظم ہمین نے باندہی ہین اوس پہ ٹکٹکی
ہر چشم وا ہے یار کے دیدار کے لیئے

عشق جانکاہ جو تقدیر مین ہے — حسن دلکش میری تدبیر مین ہے
خواہش زلف گرہگیر مین ہے — دل ابھی تک میری زنجیر مین ہے
گیسوون پر ہے تسلط سیدا — سنبلستان میری جاگیر مین ہے

کس طرح سینے مین گریبان پھاڑون ہتکڑی حلقۂ زنجیر مین ہے

ہم جو غیرون کو بلا لیتے ہو یہہ بہی داخل میری تعذیر مین ہے

قاصد آوے نہ نوشتہ آوے یہہ بہی لکھا میری تقدیر مین ہے

تیرہ بستی سے چہٹا کون اسیر آج غل خانۂ زنجیر مین ہے

خوب کہینچی ہے مصور تو نے میری حیرت میری تصویر مین ہے

آزماتا ہے ہمین ہر ظالم نہ وہ جتنا فلک پیر مین ہے

حسن رنگین پہ نظر کی تو کہا آج گلشن تری جاگیر مین ہے

دل میرا صید ہے اون مژگان کا ایک نخچیر کئی تیر مین ہے

اس زمانہ کو ہے اسکی حسرت میل کس خاک کا اکسیر مین ہے

کیون زبانمین نہون کانٹے پیدا خار بہی طوق گلوگیر مین ہے

دیکہین رات کی اندہیاری کا رہ روشنی نالۂ شبگیر مین ہے

ہمکو ابرو و مژہ سے نے مارا دل کمان مین ہے جگر تیر مین ہے

گیسوؤن کا ہے قصہ نہ اعظم
طول سر رشتہ تقریر مین ہے

ہماری خاک سے ظرف مئے میخانہ بنتا ہے سبو بنتا ہے خم بنتا ہے اور پیمانہ بنتا ہے

دل وحشی کو سمجھا یا گئی بارہی کہ اے ناداں پری رو ہونگی سو ہمین عبث دیوانہ بنتا ہے

ملو ہنگام مزاج یار کے احوال مت پوچھو کبہی تو آشنا ہوگا کبہی بیگانہ بنتا ہے

تکلف بار کو منظور ہے سمجھے گو ندائیں
ہما کی ہڈیوں کا گیسوؤں کو شانہ بنتا ہے

فروغ روشنی طور سینا سیر کی خاطر
قسم نور خدا کی جلوہ جانانہ بنتا ہے

ہماری بزم بیخودی ایسی ہے سنو
یہاں پر محتسب بھی آنکے مستانہ بنتا ہے

ملوں بعد مردن کر رہا ہی کیا غبار اپنا
کبھی تسبیح بنتا ہے کبھی پیمانہ بنتا ہے

نہیں ہے تو ہو ساغر تکلف کیا ایسے
ہمارا ہاتھ ہر وقت میکشی پیمانہ بنتا ہے

عجب احوال ہے میخانہ ہستی میں اعظم کا
کبھی خود محتسب بنتا ہے گہہ مستانہ بنتا ہے

گل کہلیں گے بلبلو بعد آئے صبا دیے
سینہ میں پڑ جاوینگے کانٹے کثرت فریاد سے

شمع ساں جلتا رہا سوز دل ناشاد سے
داغ حسرت لیچلا بزم خراب آباد سے

جانتا ہوں میں دل سخت فلک سے اپنے آہ
سو رچہ پاینگے ہاں سینے قلعہ فولاد سے

موسم گل میں اسیران قفس کو چھوڑ دے
پھر غزالین قید کر لینا کہو صیاد سے

نشتر مژگاں کا کشتہ ہوں مجھی دعویٰ نہیں
خون بہا لینے لیا ہے کب فصاد سے

قافلے والوں نے مجنوں کو گر ہمرہ لیا
دم بہر میں کام بند ہوویگا میری فریاد سے

گرد رہ کیطرح پیچھے چھوڑ دو اے جوش جنون
آگے مجنوں کے نکل جاؤں میں امداد سے

زلف میں جاکر پھنسے مژگاں کے گر یا اے سفر
دام میں اب مجھے جو چھوٹے بچ کر صیاد سے

نسل کو بھی جلنا پڑیگا العزیز جو حشر میں
پرسش اعمال ہوگی گنگ ملو نزاد سے

لکھنؤ میں کام کیا تھا اعظم دین دار کا
لیگیا تھا عشق ایک بت الہ آباد سے

طفلی ہے داغ عشق دل و جگر میں ہے
سینہ میں خار غم ہے تو کھٹکا جگر میں ہے
شکوہ نکی قدر دیدۂ اہل نظر میں ہے
تھا نہ ہے عارض گلگون کے رنگ سے
کانٹا گیا ہیہ بہار گلستان کو تنک ہے
اہل وطن ہیہ کہتے ہیں مجھ خاکسار کو
آتے ہیں وہ ہمارے جلانے کے واسطے
سنبل کا شیفتہ ہی کوئی کوئی زلف کا
اوس بت تلک پہنچا تو ہمت کا ہی قصور
ای چشم تو نے جب کبھی کی ہی اشک کی
اعمال اپنے لینے ہیں دنیا میں بیکسے ساتھ
کیا بدل گیا ہی ہوا سے چمن کا رنگ
آتی ہے مہہ ستاقی ہوئی بوئی پیرہن
وہ اپنی نازکی پہ کیا چاہتے ہیں ظلم
سوز تب فراق کا کیا پوچھتے ہو حال

سوراخ ابتدا سے ہمارے جگر میں ہے
اغلب کہ دیسے پوچھیے کس رہگذر میں ہے
انکا مقام دامن مژگان تر میں ہے
تیری طرح بہار چمن کسکے گھر میں ہے
سنبل تیغ کا گل جو تمہاری سپر میں ہے
وہ گرد کاروان کی طرح سے سفر میں ہے
جاتے ہیں انتظار کوئی رہگذر میں ہے
سودا ہر ایک طرح کا ہر ایک سر میں ہے
اللہ تک پہنچنے کی طاقت بشر میں ہے
پانی کا قحط ہر دم آپ کے گھر میں ہے
گٹھری ہے ہر ایک شب فقر سفر میں ہے
نہ شاخ میں کلی ہے نہ غنچہ شجر میں ہے
یوسف کا قافلہ بھی کسی رہگذر میں ہے
تلوار باندھنے کا ارادہ کمر میں ہے
دل جل رہا ہے آگ کا شعلہ جگر میں ہے

امید ہے کہ آج وہ آویں ہمارے پاس
اعظم ہمارے آہ مقام اثر میں ہے

عشق ہونا ہی مقدر مین تیری ابرو کا
موت تقدیر مین شاید تری تلوار کی ہے

چال کیسی ہی کس انداز سے پیر تا قدم
سرو یون وہم ہوا دیکھ شوخی رفتار کی ہے

جو کہو تم بسر و چشم ہے مردم کو قبول
آپکی بات سے طاقت کسی انکار کی ہے

طور کیا میرے آگے ید بیضا کیا
دیکھا نہین یار تجلی تری رخسار کی ہے

کیا صبا بہر چمن دہر مین آتی ہے بہار
دشت تو نکو جو ہوس وادی پرخار کی ہے

نہ بندھا زلف کا مضمون پریشان لیئے
صبح کی بات ختم طرۂ طرار کی ہے

سر سودا کے لیئے داغ جنون بیٹھے ہین
کسی طرہ کی ہوس ہے کسی دستار کی ہے

کان گل کہو لی ہی باتین تری سننے کے لیئے
آنکھ دادہ دیکھنے کو نرگس بیمار کی ہے

زاہد دنیے تو ہی تسبیح کی خواہش ہمکو
آرزو ہمین بھی بیر سے زنار کی ہے

دادم عرض تمنا نہین ہوتا ہے کبھی
تہمہ حقیقت تو ہمارے لب اظہار کی ہے

ہے توسل ہو ہمین کو نہین اعظم لیکن
ہے حمایت تو محمد احمد مختار کی ہے

میرے حضور تم اکدن نہ حجاب سے جائے
چھپائی منہہ کو ہمیشہ تہ نقاب پھرے

حصول کرکے خط شوق کا جواب آئے
الہی قاصد بیچارہ کامیاب پھرے

رہا نہ ہاتھ مین زندگی جام مے کسنے
بغلمین کب لیئے شیشہ شراب پھرے

لکھا ہان مین جسمین صفت پنجۂ حنائی کی
تو ہاتھون ہاتھ یقین ہے کہ وہ کتاب پھرے

گر شیشہ ہے ترے کوچہ کا ہر ذرہ گرد لیئے
یہ کیا کرون جو سینے دل کا اضطراب پھرے

زمانہ مین کوئی اعظم نہ ہو وے آوارہ
جسطرح تکوی خانمان خراب پہرے

افلاک یہ ہین خاک نشین سب تیرے ہو کے | خورشید ہین ذرات زمین سب تیرے رہگیے
افتادہ ترے در کے ہین ممتاز دو عالم | سردار ہین فرسودہ جبین سب تیرے رہگیے
گلگشت گلستانکا گمان اونپہ ہی بیجا | مشتاق نجاوینگے کہین سب تیرے رہگیے
ہر ایک کا فردوس مین ہو جو دے مسکن | ارباب مکان جینگے کہین سب تیری رہگیے
محتاج تہی افسر کے انگوٹھی ہے سلیمان | سلطان ہین پاتاج و نگین سب تیرے رہگیے

مشہور ہین کونین مین اعظم کی طرح سے
جیتے ہی ہین گوشہ گزین سب تیرے رہگیے

سر سیر او قف دم خنجر ہے | جو ہر تیغ خط محضر ہے
فلک حسن بنایا ہے تجہے | رخ تیرا صاف سہ انور ہے
ایجوان سب ترے گشتہ ہین | فلک پیر کو بہی چکر ہے
خضر کی کیا تری نسر تلاش | جذبہ شوق دلی رہبر ہے
ہو نہین وہ روز ازل سے میکش | خم ہے رو برو ایک ساغر ہے
اسقدر دیکہی ہے سختی ہنسی | سو مر انکہو مین سے مستہر ہے
یاد زندان مین لڑی اسکو تکی | جاتا ایک سلسلہ گوہر ہے
بہہ تکلف سے نزاکت سبب | بار پہولونکا او سے زیور ہے

جا پڑی یار کی ایک برق نگاہ — طور اک آئینہ خاکستر ہے

کچھ کہے کوئی تو میرے نزدیک — چشم بد دور عجب دلبر ہے

یار تجھ پر سے تصدق کیجیے — دست خورشید میں طشت زر ہے

اوسکے قامت کو قیامت کہیے — ایک ٹھوکر میں بپا محشر ہے

کیا بتاؤں جگر و دل کا داغ — متفرق میرا سب لشکر ہے

لوح تقدیر جسے کہتے ہیں — میری اعمال کا ایک دفتر ہے

ہو زبون سے نہیں کچھ کا اعظم

پیشوا جو ہے میرا حیدر ہے

حوصلہ دنیا کا زر کے ساتھ ہے — طاقت پرواز پر کے ساتھ ہے

کاوش مژگان جگر کے ساتھ ہے — ابروؤں کا وہ نشان سر کے ساتھ ہے

خلد میں آدم گئے گندم ملا — دانۂ قسمت بشر کے ساتھ ہے

پرتو رخسار کا ہوں شیفتہ — دوستی نور قمر کے ساتھ ہے

آپ تو آتا کہیں غماز سے — جو سخن تیرا ہے شر کے ساتھ ہے

حشر تک میں سر اوٹھا سکتا نہیں — میرا ماتھا سنگ در کے ساتھ ہے

ہے میرا عہد وفا یار زندگی — انس روحانی کمر کے ساتھ ہے

ربط ہے دل کو جنوں سے اس قدر — پاؤں کا چھالا بھی سر کے ساتھ ہے

تا عدم اس راہ میں ہیں وعدہ گئے — منزل ہستی خضر کے ساتھ ہے

جذبۂ الفت نے لیلی سے کہا — قیس بہی پیغامبر کے ساتھہ ہے
جو نہین کرتا نگاہ التفات — دل مرا اوس بیخبر کے ساتھہ ہے
یہہ خفا ہو تم کہ مجکو دیکھہ کے — چین ابرو پر نظر کے ساتھہ ہے

حوصلہ کسکو ہے اوسکی بات کا
آج اعظم کر و فر کے ساتھہ ہے

سینکے سے لیکے اوچہل پڑتا ہے — شانہ کرنے مین خلل پڑتا ہے
راہ چلنے مین نزاکت کے سبب — کمر یار مین بل پڑتا ہے
کوچۂ سفاک مین جب جاتا ہون — سامنے منہہ کے زحل پڑتا ہے
غنچۂ گل بہی تیری خواہش مین — اپنے جامہ سے نکل پڑتا ہے
یاد ساقی مین مری آنکہون سے — قطرۂ خون نکل پڑتا ہے
مرے نالون سے ہو شور نشور — خواب راحت مین خلل پڑتا ہے
جام چہلکا تو سبہے ہوش ہوا — یعنے کم ظرف اوبل پڑتا ہے
اختیاری نہین حاسد کو گلہ — پیت کا منہہ سے اوگل پڑتا ہے
کیا سبب ہے کہ ہمارے آگے — خنجر یار اوگل پڑتا ہے
سنکے آواز مرے نالونکی — رعد گردون بہی دہل پڑتا ہے

چین ابرو مین نہ باندہو اے اعظم
خام شمشیر مین بل پڑتا ہے

معرکہ مین امتحاناً سر جھکانا چاہیے
ہر شش شمشیر قاتل آزمانا چاہیے

چون کباب سوختہ دلکو جلانا چاہیے
میکدہ مین آگ بے ساقی لگانا چاہیے

گر کیے آشفتہ دل عاشق کو چوٹی گوندھیے
گیسوئمین فارغ البالی سے شانا چاہیے

وعدۂ فردا کیا ہے یار نے دیدار کا
انتظاریکو قیامت کا زمانہ چاہیے

ترک تیر انداز کہتا ہے میرا دل دیکھکر
ناوک غم کے لیئے ایسا نشانہ چاہیے

گو سر دندان کا مین کشتہ ہون میری قبر پر
موتیونکی جھالر دنکا شامیانہ چاہیے

بخشش طبل و علم کا اونکو لالچ دیجیے
ملک جنکو چاہیے جنکو خزانہ چاہیے

واہ رے بیساختہ پن ہنسکے کہتا ہے وہ شوخ
آئینہ کیا چاہیے کیا ہمکو شانہ چاہیے

پانو رکھنا چاہیے انداز سے وقت خرام
چال چلنے مین طرز دلربانہ چاہیے

مجنون مین وحشی صحرا حاصل خیر ہون
میری ویرانہ ہے جسکو خزانہ چاہیے

فصل گل ہوتے ہوے میری وحشت اگر
گردش چشم غزالانکا بہانا چاہیے

یار فرمائے تو دروازہ پہ مین حاضر رہون
حکم اوسکا چاہیے اور آستانہ چاہیے

جذبۂ جوش محبت نے کہا فرہاد سے
تیشہ کی جا خون کا دریا بہانا چاہیے

اعظم مشتاق کو اے گردش لیل و نہار
ماتم آل محمد کا زمانہ چاہیے

زمین پانون تلے کی سٹپٹا کی
کھڑی ہے چال دیکھ سجر نما کے

دلون کو عاشقونکی اور میسا
خرام ناز مین جسدم ادا کی

غرض بیٹھی ہے نقش بوریا کی
یہہ صورت ہی تمہارے مبتلا کی

مزین ہے نہین یہ جا بہ زیبی
عبث تہمت لگی گل کو قبا کی

سوا ہمین صبا پاؤ نہ تیرے
جبین عجز کو سون تک ملا کی

ملے آنکھین تو نا بینا ہو بینا
یہہ ہے تاثیر تیرے نقش پا کی

یہ ہے قاتل کو خاک کشتگانسے
صدا آتی ہے ہر دم مرحبا کی

ہمین مدفن کو بعد از مرگ اعظم
تمنا ہے زمین کربلا سے

شل ناقوس جو نالہ دل غمناک کا ہے
سجدہ دیان مجھے کیس بت بیباک کا ہے

ایکدم دونگی لگی دیر جو آنکھین تو کیا
یہہ بھی انداز مرے قاصد چالاک کا ہے

یہہ بناوٹ یہہ صفائی کسی کنگھی مین کہان
شانہ زلف کیلیے دل صد چاک کا ہے

سنہہ لگانیکے سبب پا اثر دندانسے
لعل و گوہر کا بہا پایہ کی مسواک کا ہے

مجکو اعظم نہین و الله وسیلہ کوئی
آسرا کون و مکان مین شہ لولاک کا ہے

شاہنشہ سے عطا ہو تو چاہیئے
البتہ پہ اپنے شیر گدا ہو تو چاہیئے

کیطرح پہنس گیا ہی شکنجہ مین زلف کے
دل اس بلا سے جا بنیے رہا ہو تو چاہیئے

حرص و ہوا لگی ہے زمانہ مین سب کے ساتھ
ان سب مین رہکے انسے جدا ہو تو چاہیئے

اپنے جمال سے بھی نہین آپکو خبر
آئینہ سامنے جو دہرا ہو تو چاہیئے

تسخیر کیجے ملک سے جو عزت ہوئی تو کیا
مقبول بارگاہ خدا ہو تو چاہیے

دنیا کی منزلت کا بھلا اعتبار کیا
عقبے مین مرتبہ جو سوا ہو تو چاہیے

دل کی جگہہ ہوئی تو ہوئی کچھہ غرض نہین
پہلو مین تیرے آپکی جا ہو تو چاہیے

دعوای بوالہوس کا بھلا اعتبار کیا
میری طرح سے تجھ پہ فدا ہو تو چاہیے

نیت نماز پڑہنے کی باندہی تو کیا ہوا
اوسکی طرف خیال بندہا ہو تو چاہیے

تا آسمان تو آج گئی ہے میری دعا
دروازۂ قبول بہی وا ہو تو چاہیے

اعظم ابہی ہین آپ محبت سے بیخبر
دل آپکا کسی سے لگا ہو تو چاہیے

روشنی دیکہین جو تیرے جلوۂ پرنور کی
بہول جاوین حضرت موسے تجلی طور کی

جام دیکہے سے ہوئی ترغیب چشم حور کی
مجکو میخانہ مین سوجہی ہے نہایت دور کی

بالش غفلت سے غافل سر اوٹہا نا چاہیے
راہ خوابیدہ کو طے کرنا ہے منزل دور کی

میری زخم دلکا بہایا ہے کرہ ہے سہو آفتاب
شمع ایمن ہے کہ ہے بتی تیرے ناسور کی

سر اوٹہا دین کیا کہ پانی کا کہٹکا ہی نہین
چشم عبرت بین مین ہے صورت سر مغفور کی

حضر تیرا منہہ دہولا سکے لیے موجود ہے
ہاتہہ مین ہونے کو ہے مسواک نخل طور کی

اسکو اہل ظرف کہتے ہین کہ گو گر دہیر ہے
پر وہی رنگت ہے اب تک ساغر بلور کی

تم سمجہتے ہو کہ ہے بنت العنب سا لقمہ
زاہد و حاصل ہے صحبت سنگو جور کی

ہے لب شیرین ادا کی گالیونکا اشتیاق
شہد کے چہتے سے ہی چشم طلب زنبور کی

اسقدر ہوں جلوۂ جاناں کا ہمیں محو خیال
سامنے آنکھوں کی رہتی ہے تجلی طور کی

شیخ کعبہ میں نہ آئے پیئے نہ بتخانہ میں گھر
زینت بجا ہے تیری درگاہ کی مشہور کے

چشم لیکے ساغر میں میخوارونکی ہی خون جگر
محتسب نے کیا صراحی می کی چکنا چور کی

عشق کیا تھا مشقت کو ہکن نے دیکھکر
عمر کٹتی ہے اسی تدبیر میں مزدور کی

ہم ہوا نسا ہے جشن سے جام شراب
پیتے تمہارے قلقل مینا صدای صور کے

شکر کرتا ہوں خداوندا تیری درگاہ میں
آرزو میری سب شعر و ری منظور کی

زاہدونکو بادۂ کوثر کی بخشی آرزو
میکشونکو کی عطا مستی مئی انگور کی

جام اعظم کو دیا اپنی شراب شوق کا
ساقی روز ازل قسمت تو با دستور کی

آدمیسے اسباب دنیاوی عنایت ہمکو ہاتھہ آئی
جو زنار دنکی ہاتھہ آیا تو ہمت ہمکو ہاتھہ آئی

ہوئی سیری تواضع کی جو عادت ہمکو ہاتھہ آئی
دیا ہاتھہ انکی تو نعمت ہمکو ہاتھہ آئی

تمہارا نامہ بر آیا زیارت ہمکو ہاتھہ آئی
تمہارا خط ہمیں پہنچا بشارت ہمکو ہاتھہ آئی

تمہارا صاحب مشق خط گلزار کی سے ہمینے
تو وصف مصحف رخ کی کتابت ہمکو ہاتھہ آئے

ہوا اک سب ہمیں بدن پہ دسترس حاصل
عنایت یا الہی پہر دولت ہمکو ہاتھہ آئی

دم ایجاد عالم صانع قدرت کی ہاتھہ سے
ہمیں لیلی کی مجنوں کی محبت ہمکو ہاتھہ آئی

جو محنت سے گئے آگے تو سنت سے لیا بوسہ
بڑی تدبیر سے ہر روز ریاضت ہمکو ہاتھہ آئے

امید وصل میں گر ہجر کا دن کٹ گیا سارا
تو ہم سمجھے شب روز قیامت ہمکو ہاتھہ آئے

ازل کے دن جو قبا تم ازل قسمت لگے کرنے
تمہین سے اعتنا دی مروت ہمکو ہاتھ آئی

سقدر آزمائیگی جو ہمنے سجر ستی مین
در مقصد کی خاک مذلت ہمکو ہاتھ آئی

ثمر نخل تمنا فی دیا کیا باغ عالم مین
گل خیار نگین کی محبت ہمکو ہاتھ آئی

قضا اسعر کہ مین بہی جو تہا نباہا تہہ قاتل کا
تو یہہ دیکہو کہ انگشت شہادت ہمکو ہاتھ آئی

قدم آیا جو دنیا مین خداوند احمدؐ کا
تو اعظم کو یقین آیا شفاعت ہمکو ہاتھ آئی

دہیا مین جب تری تنگی دہن پڑتی ہے
کیا کہون کیا مجہے بیسخن پڑتی ہے

سیری گلکر دستے ہوتے دم گلگشت کبہی
آنکہہ کسکی طرف سیر چمن پڑتی ہے

کسکی منظور ہوئی تمکو گرفتاری دل
سطرح کا کل پیچان مین شکن پڑتی ہے

سر دربار پہ کہتا ہون کہ تقصیر ہوئی
جبین ہاتہہ پہ جو ہنگام سخن پڑتی ہے

نکتہ چینونکی بہت یار تری صحبت مین
جب بیٹہے بات بگڑتی ہے تو بن پڑتی ہے

یا علی کون ہے اعظم کی حمایت کے لیے
تمسے امید فقط شاہ زمن پڑتی ہے

دل جو آشفتہ زلف بتان ہوتا ہے
نیئے سیکڑ مجہے سودیکا گمان ہوتا ہے

بار شیشہ نزاکت سے گران ہوتا ہے
یار سے سلطنت جانبا نہ کہان ہوتا ہے

اعتدالی پہ آتی ہی طبیعت تو ہے
خستہ ہوتی ہے دل گرم فغان ہوتا ہے

وعدہ شب جو کرے وہ تو سحر تا شام
دیدہ شوق ہوے دگران ہوتا ہے

ہوں وہ گشتہ قسمت کہ میرے آگے سے | رہبر منزل مقصود رواں ہوتا ہے
اسپ ہوتا ہے جز لا تیجزے کا گماں | دل وہیں ہوتا ہے وہ یار جہاں ہوتا ہے
تیز دستی نکرا ای دست جنوں اتنی بھی | جیب و داماں گریباں کا نہ یاں ہوتا ہے
آجتک بھی اثر سوزش دل ہے باقی | ہر قد سوختہ جا نمیں دہواں ہوتا ہے
نگہ یار میں اوس طفل سے کیا طاقت ہے | اک نظر میں فلک پیر جواں ہوتا ہے
کیوں بہار رخ رنگیں پہ ہے اوس گل کو غرور | خط کے آتے ہی چمن حسن خزاں ہوتا ہے
کیا اٹھا دیسے وہ بھلا آنکھ پیسے کا بوجھ | سرمہ چشم نزاکت سے گراں ہوتا ہے
اضطرابی کا گلہ کیا ہے سبھی جاتے ہیں | کہ دل شفتہ بیتاب دواں ہوتا ہے
یار کے چاہ زنخدا نکا بھی سودا ہے | کود پڑتا ہوں جو گلشن میں کنواں ہوتا ہے
حسن ہوتا ہے حسینوں کا عجب باغ بہار | قد صنوبر کا تو غنچہ کا دہاں ہوتا ہے

معرکہ میں کبھو جا سد سے کہ سخن ہو تو اگے
گذرا غلم شمشیر زباں ہوتا ہے

نہ حسینوں میں ہے ویسا نہ طرحدار میں ہے | سب سے انداز نرالا مرے دلدار میں ہے
نہ کوئیں میں ہے نہ کنعاں میں نہ بازار میں ہے | یوسف مصر زلیخا کی دل زار میں ہے
بوسہ عارض نازک بھی نہیں لے سکتے | دغدغہ نیل کے پڑجانیکا رخسار میں ہے
تیری سینہ کے جراحت کے مداوا کے لیئے | نہ تو کافور میں تاثیر نہ زنگار میں ہے
ساتھ پھر دیر شیریں میں بھی گلرنگ نہ ہے | جوش خون سر فرہاد کو کہسار میں ہے

میٹھی میٹھی انہیں باتوں کو کہے جا پھر بھی
لذت قند مکرر تری گفتار میں ہے

مہر روشن ہی میں یار تری پیشانی
جلوۂ نیر اعظم تری رخسار میں ہے

شعلۂ آتش جو آیا ہے سینہ میں میرے
برق تابانی کا اثر آہ شرربار میں ہے

ایکجا پہ نہیں وارستہ مزاجوں کا قیام
کبھی جنگل میں ہو آ کبھی گلزار میں ہے

حسن کامل ہی زمانہ میں نہ عشق بیباک
مشتری ہی نہ تو سودا کوئی بازار میں ہے

وا تقدیر کہ تب کنج قفس سے چھوٹے
دیکھنے کو بھی شگوفہ نہیں گلزار میں ہے

ناتوانوں کا ہمیشہ سے ہی جنگل میں قیام
شجر بید بھلا کونسے گلزار میں ہے

دل فروشی مجھے منظور ہے اک بوسہ پہ
بے بہا جنس کی قیمت یہی بازار میں ہے

ہمصفیران چمن شہر خدا ہے تو کہو
پھول پھل برگ شگوفہ کوئی گلزار میں ہے

رنج گلگونہ تیرا دیکھکے بلبل نے کہا
لطف بہار چمن زار سے رخسار میں ہے

نیند مرقد میں مجھے آویگی نہ جب تک تو ترے
میاں سمجھو انکا قاتل تری تلوار میں ہے

استخوان ڈھونڈنے کسکا تری دیوانہ کا
نہ تو پنجہ میں ہما کبھی نہ منقار میں ہے

بتکدہ میں کبھی اعظم ہے کبھی مسجد میں
غافلو نہیں وہ کہا جاہے نہ زنار میں ہے

چمن حسن یار کے آگے
کون جا دیکھے بہار کے آگے

دیدۂ تر سے کام لینا ہے
چاہیے ابر بہار کے آگے

وعدۂ یار لیگیا سبقت
اور روز شمار کے آگے

تا بہ بھی صدا نالۂ جانکاہ میں اوٹھے
جو درد میں اوٹھتا ہی مزا آہ میں اوٹھے

ہمکو وہ مزے کوچۂ دلخواہ میں اوٹھے
جو لطف کہ یوسف کے لیے چاہ میں اوٹھے

مہندی جو لگائی ہو تو شگونہ لگانا
شبخون کا نہ الزام کہیں اسمیں اوٹھے

بنجائے وہ قفل در امید کی کنجی
جو ہاتھ دعا کو تری درگاہ میں اوٹھے

برگشتہ جو ہو جادۂ الفت سے تمہارے
وہ حشر کے دن فرقۂ گمراہ میں اوٹھے

خاموش ہوں اسواسطے نالہ نہیں کرتا
ڈرتا ہوں شرارہ نہ کوئی آہ میں اوٹھے

آنکھیں وہ پابند نزاکت ہوئی ایسے
دو چار قدم بھی نہ ادہر راہ میں اوٹھے

تم راتکو آؤ تو ستارہ مرا چمکے
لطف سحر عیش شب ماہ میں اوٹھے

اعظم کہے جو وہ دشت جنون خیز میں آجائے
شیروں کا سا غصہ دل روباہ میں اوٹھے

بغلمیں ساقی مہوش شراب ہاتھ میں ہے
دماغ عرش پہ ہے آفتاب ہاتھ میں ہے

اپنے سر کو پلک کی پڑہ پڑہ پانو تلے میں
خوشی خوشی ہے کہ خط کا جواب ہاتھ میں ہے

وصال میں بھی ادبی ہم اوٹھا نہیں سکتے
نقاب پنجۂ عصمت مآب ہاتھ میں ہے

سلام کی بھی مجھے زاہدو نہیں فرصت
خضاب دیکھو جام شراب ہاتھ میں ہے

ہم اسطرح سے سوا ہیں ہوتے ہیں ہمراہ
جبین قدم پہ دہری ہی رکاب ہاتھ میں ہے

نہ پیتے وہ الا ہمسا نہ کہا ہنو الا سے
شراب منہ سے لگی ہے کباب ہاتھ میں ہے

اسی نکل لکے اوستے کہیں گے حاضر ہے
سمجھیے دل خانہ خراب ہاتھ میں ہے

یہی سوچ کہو دیتے ہین اوسکو کہو دیتے ہین دونہین — حیا ہی انکہہ مین بند نقاب ہاتھہ مین ہے
ابہی سے کرتے ہو نقد وصال کا صرفہ — ابہی تو دولت حسن شباب ہاتھہ مین ہے
کمال عشق جو اوس شہسوار حسن کا ہے — جلو مین دوڑ رہا ہون رکاب ہاتھہ مین ہے
نگاہ شرم جرائم سے اوٹھہ نہین سکتی — نظر قدم پہ ہے فرد حساب ہاتھہ مین ہے
زمین منزل مقصد ہی اپنے زیر قدم — فرشتہ کہنچ رہی ہین طناب ہاتھہ مین ہے
چمک چمک کے وہ جولانیان دکہاتی ہین — عنان مرکب حسن شباب ہاتھہ مین ہے

ہنوگا دوسرا اعظم سا حیلہ ساز کوئی
صنم بغلمین خدا کے کتاب ہاتھہ مین ہے

ظہور قدرت پروردگار ہاتھہ مین ہے — رکاب صاحب دلدل سوار ہاتھہ مین ہے
ہزار مرحب و عنتر سے ہون پہلوان تو کیا — علی کو خوف نہین ذوالفقار ہاتھہ مین ہے
اوٹھیگا خون شہید انکا کسطرح الزام — حنا ملی ہی تو کہتے ہو بار ہاتھہ مین ہے
غلام ڈوبے کا بحر معصیت مین نہین — نبی علی ہی تو بیڑا پار ہاتھہ مین ہے
ہمارا طائر دل دام مین پہنسا یا ہے — بہت خوشی مین کہ تازہ شکار ہاتھہ مین ہے
چہوا جب سے تری گیسو نکو بندی نے — شمیم سنبل جنت تمام ہاتھہ مین ہے
پڑے ہیں لہو کو جو دہو تا نہین ہے دامن سے — حنا لگی ہوئی کیا ای نگار ہاتھہ مین ہے

ہم اوسکے ناز اوٹھاتے ہین سیکڑون اعظم
ہمارا دل بھی اوسکے نہین ناگوار ہاتھہ مین ہے

ہمنے کہا یہہ دیکھکے لالہ کی داغ کو — سکہ کھرا ہے اسکا چلن باغمین رہے

کی اسطرح جیسے اوس گل خندان نے گفتگو — بلبل تمام محو سخن باغمین رہے

سیارہ چمن کی نظر سے بچا ہیو — دیکھو کہین کہولا نہ بدن باغمین رہے

بلبل کیطرح محو چمن اسطرح سے ہو — فکر قبا نہ فکر کفن باغ مین رہے

اعظم ہماری زمزمہ سنجی کے سامنے

منقار بند مرغ چمن باغ مین رہے

وہ ادہر دیکھا کیے ہم اودہر دیکھا کیے — دل مرا دیکھا کیی میرا جگر دیکھا کیے

اونکی دانتونکی تصور کا اثر دیکھا کیے — رات کو سوتی مین بہی سلک گہر دیکھا کیے

جب شب معراج سدرہ سے آگے بڑہ سکے — حسرت پرواز مین جبریل پر دیکھا کیے

کس قیامت کا تجاہل ہی خرام ناز مین — دل وہ پامال کیے مڑکر ادہر دیکھا کیے

حسن کی باریک بینی نے ہمین اندہا کیا — کچھ نہ دکہلائی دیا جبتک کمر دیکھا کیے

اسکے اوپر چادر آب رواں کا شک ہوا — دیرتک ہم دامن تر مژگان تر دیکھا کیے

دیکھنے والے تمہارے عہد دولت خیز کے — خاک مین سونا کف سائل مین زر دیکھا کیے

ہو سکی اونسی کسیدن بہی نہ فکر التیام — اپنی آنکھونسے مرا زخم جگر دیکھا کیے

اشتیاق دید مین ای جلوہ دیدار یار — تیرے طالب خانہ دیوار و در دیکھا کیے

وہ پشیمانی عوض کر میرا کاتبان معصیت — دفتر اعمال بہی زیر و زبر دیکھا کیے

پہرتے پہرتے تہک گئی ساطعین جب قدم — بیٹھے بیٹھے در پہ راہ نامہ بر دیکھا کیے

یہ جان بخش تمہارے نہین مرنے دیتے
آپ سے تنگ ہین الماس کے کہانیوالے

مجکو دیکھا تو کہا ہنسکے عدم والون نے
آئی بار غم دنیا کے اوٹھانے والے

کون بتلائیگا مجکو مرے مطلب کے سبیل
حضرت خضر بھی ہین راہ بتانیوالے

ہاتھ شوقی کی دل بیتاب کا ہین سینہ مین
بی تھپکا کی نظر آتے ہین بہکانے والے

دہ ہمین ہیچ ہے کہ تمہارا رخ زیبا دیکھا
دل نہ سیر ہوا ابھی تھی آپ اوٹھانیوالے

ہاے عصیان جو ازل سے مری تقدیر بنا
دامن ہی ہاتھ لگی بوجھ اوٹھانیوالے

نہ وہی کر گئے تم غم سے کہا خضر کی راہ
دور دو پینکے پہلے ہی مری کہانیوالے

جانے ہے اہل زمین کو نہین رہنے دیتے
آسمان کہا تین ہے ہے تیہین ستانیوالے

غول صحرا سے کہا تیس ہے دیکھا جو مجھے
آگئے دشت جنون خیر ہین آنیوالے

پاؤن ہستی سے اوٹھایا تو عدم کو پہنچے
شوق منزل مین کہان آکر گئے جانیوالے

ہونگی انگشت نما حشر کی دن الیقاتل
تری دامن کی طرف ہاتھ بڑھانیوالے

ہاتھ دیدہ جو کچھ کان مین کہد یتا ہے
منہہ چھپا لیتے ہین دیدار دکھانیوالے

نہ پڑی پاؤن خزین پر نہ اوڑی گرد سفر
نکہت گل کی طرح سے گئے جانیوالے

ہم تو اوس بت کی گلی تک بھی نہین جا سکتے
عرش تک جاتے ہین معراج جانیوالے

اپنے اعظم کو بھی آفت سے چہڑا دینگے وہی
جو کہ ہین شیر سے سلمان کو بچانیوالے

کبھی کسی سے کسی سے جو چاہ کی ہوگی
شباب عشق نے حالت تباہ کی ہوگی

یہان ہین دل آہن مین آہ کی ہوگی
میری طرح سے کسینے جو آہ کی ہوگی

اسطرح سے رہینگے جو آپ پردے مین
کسیطرح نہ رسائی نگاہ کی ہوگی

یہہ لوگ کہتے ہین انداز دیکہکر اونکا
تمہین نے حالت عاشق تباہ کی ہوگی

نظر مین نور محمد سما گیا ہوگا
ازل مین عرش پہ جسنے نگاہ کی ہوگی

سحر نہوگی شب ہجر یار مین لیکن
نمود نیر بخت سیاہ کی ہوگی

جو سو مرینگے تو عاشق ہزار ہو وینگے
اثر نگاہ کا یہہ ہے تو بہرتی سپاہ کی ہوگی

جناب موسی عمران جو ہو گیے بیہوش
غضب کے طور پہ تمنے نگاہ کی ہوگی

عمارتین نہ بنا زیر آسمان غافل
تلے زمین کے جگہہ خوابگاہ کی ہوگی

اونہین سے حشر مین میدان حشر پیہ ہوگا
سر ونیچہ جہکینگے کبہی گناہ کی ہوگی

جدا نہ غیر بہی ہو یار سے کہ ایسے سے بہی
بری خرابیون سے دلمین راہ کی ہوگی

ادہسے پوچہہ لو اپنی بہار حسن کا رنگ
نسیم نے تو گلون پر نگاہ کی ہوگی

شب فراق کی ظلمت کا رنگ لادیگی
سیہہ تیرگی مرے بخت سیاہ کی ہوگی

وہ پانہین جو برہنہ نہون بپا بالین
وہ ہنمین جسے حاجت کلاہ کی ہوگی

شب وصال بچہاوینگے چاندنی مین پلنگ
اگر صلاح مرے رشک ماہ کی ہوگی

دعا کبہی نہ سنی تو نہ مانگ ای نادان
گہٹیگی عمر ترقی گناہ کی ہوگی

جو پوچہتا ہون کہ تم جانتے ہو اعظم کو
تو کہتے ہین کہ ملاقات راہ کی ہوگی

کہائی قسم شراب کی کس بادہ نوش نے — ترک تعلقات کیا ہے فروش سے نے

بدلی ہوا بہار گلستان کی جوش سے — پہولونسے جہولیونکو بہرا گلفروش نے

شرمندہ مجکو کثرت احسان نے کر دیا — بوجہا اوٹہا اوٹہا کی گناہونکا دوش نے

اوس بحر حسن کا جو نظر آگیا جمال — دریا بہائی چشم سے الفت کے جوش نے

مجکو چہپا دیا ہے شہر کے بیچ مین الجنون — باہر کیا ہی جامۂ انسان سے ہوش نے

طے کر چکے جو شوق شہادت کا مرحلہ — پاؤنکو اپنے چوم لیا سرفروش نے

کانون تک آئی تہنیت آمد کبہا سے
اعظم ہمین خوشی تو سنائی سروش نے

ہم بہت تہے تو مہمانی کی سامان کم نہ تہے — خوان نعمت بہی ہزارون تہے جو مہمان کم نہ تہے

آہنی حلقون کی کیا حاجت تہی اہل جنون — وحشیونکو طوق گردن کی گریبان کم نہ تہے

دانت اچہی تہی تو اچہی تہی لب شیرین تہے — موتیون کے مول سے لعل بدخشان کم نہ تہے

سر بسر وحشت جنون نے کر دیا بی پیرہن — ورنہ میری پاؤن پہیلانے کو دامان کم نہ تہے

ابروان سے کام لینا تہا نہ تمکو تیغ کا — سیکڑون دل چہیدنیکو تیر مژگان کم نہ تہے

خنجر بیداد کہینچا کس لیے جانباز پر — تیغ ابرو کے جراحت ایمبریجان کم نہ تہے

کچہہ ہمین سے ہو سکی اعظم نہ فکر شاعری
ورنہ اپنی بہی زمانہ مین سخندان کم نہ تہے

وہان جو ہڑکیان ہین قاصد ناکام کے لیے — یہان تقسیم جان ہے ہاتہہ مین انعام کے

آنکھیں کھلیں ہیں ساقی گلفام کے لیے
پہلے ہوئی ہیں ہاتھہ مری جام کے لیے

خوش تھی ملائکہ شب معراج مصطفے
حکم خدا تھا تہنیت عام کے لیے

جب چاہی جائے عرش معلے کی سیر کو
پھندے ہیں ہیں طائر اوہام کے لیے

قانع وہ ہے جو کنج قناعت میں بیٹھ کر
بیکار کر دی پاؤنکو دو گام کے لیے

قاصد ملی و نامہ ملی احتیاج کیا
بیک خیال جاتا ہے پیغام کے لیے

گوشہ میں بیٹھ رہتا ہون پاؤنکو توڑ کر
کرتا ہون فکر گردش ایام کے لیے

عریان تنی کو داغ لگا یا غضب کیا
کعبہ گیا میں جامہ احرام کے لیے

اون طائرون میں یار میرا بھی شمار ہو
تاکا ہی جنکو کشتہ کشمکش دام کے لیے

بوسے دیئے بہم غیر کو سمجھا کے یار نے
چھوڑے جگر یہ اعظم ناکام کے لیے

تا تیر آہ گرم سینے کی بے دھوان ہوے
پھر سینے لگے تب مہربان ہوے

کہتی در حبیب کے تب مہربان ہوے
پیغمبر حسن دونون میں تیر استخوان ہوے

جلا کی تھک گئے نہ کہیں دیا جواب
نالی تیر کے جرس کاروان ہوے

کس گل سے باغ دہر میں نشو و نما ہوئی
کیا آیا نہ یہان بہار کہ موسم خزان ہوے

اونکے دہن کی ہے جو تعریف اوسکی
ہنسکر کہا کہ آپ بھی اب رازدان ہوے

بند بند شور جگر خراش
نقار عندلیب کی تیر استخوان ہوے

عبرت کی جا ہی حال فریدون و کیقباد
یہ وہ مکین ہین جنسے کہ خالی مکان ہوے

فرصت ملی نہ ہمکو زمانہ کے ہاتھہ سے — وارستگی کو شہد علائق گران ہوئے

اوس وادی خراب میں لائی ہمیں قضا — جس دشت میں تباہ بہت کاروان ہوے

گذرا ہی جسطرف میری لیلے کا قافلہ — مجنون کی طرح لوگ پس کاروان ہوئے

اعظم حضور کی بہی ہوئی دیرین طلب
شکر خدا کرو کہ صنم مہربان ہوے

سینہ کاوی کے ہنر یاد ہیں اچھی اچھے — اس زمانہ میں بہی فرہاد ہیں اچھے اچھے

تیرے دیوان میں بہت مصرع موزون دیکھے — اس گلستان میں بہی شمشاد ہیں اچھے اچھے

قصہ ہجر جو کہیے تو وہ فرماتے ہیں — ایسے افسانے بہت یاد ہیں اچھے اچھے

بوی گل نگہت گیسو و شمیم نافہ — خاک کہتی ہی کہ برباد ہیں اچھے اچھے

عشوہ و غمزہ و انداز و ادا ناز و غرور — میری خاطر ستم ایجاد ہیں اچھے اچھے

کشور ہند بہی ہی دلکی لگانیکا مقام — اس قلمرو میں پریزاد ہیں اچھے اچھے

طاق کسرا و فرید و نکا سمجھا ہاکر یاد — سہند م قلعہ فولاد ہیں اچھے اچھے

ہم سمجھے بہی تجھے ہیچمدان ای اعظم
یار تجکو تو ہنر یاد ہیں اچھے اچھے

تیر مژگانی یار دمیں اثر کرتے رہے — مثل پیکان در قلعہ فولاد سفر کرتے رہے

یار کی دیوار کے نیچے گذر کرتے رہے — سایہ بال ہما میں ہم بسر کرتے رہے

سینہ ہمارا ہی جگر ہے ای خدنگ دلگذار — ہم تمہارے سامنے سینہ سپر کرتے رہے

کچھ ندامت کے سوا منہہ سے نہ نکلیگا جواب
جب کوئی پوچھیگا کیا تم عمر بہر کرتے رہے

کیا کہین کیونکر کسیکے خط کا آتا ہے جواب
ہم تو برسون انتظار نامہ بر کرتے رہے

تم خفا ملتے رہے آئی خفا تمکو پسند
ہم لہو بیفائدہ اپنا جگر کرتے رہے

ایک بہی کی کچھہ تدبیر سحر درد کے
اپنی بیتابی کی ہم سبکو خبر کرتے رہے

جبتلک حاضر رہا مین اونکی آنکھون کے حضور
مہربانی کی سرا در پر نظر کرتے رہے

رات دن خمخانہ ہستی مین پی پیکر شراب
تم تو اعظم دامن عصیان کو تر کرتے رہے

اگر مجھکو زمانہ مین تلاش مال و زر ہو گی
تو بدنامی کی گٹھری ای فنا تیری سر ہو گی

پہنچتی ہے عرش اعلے تک صدا الحذر ہو گی
ہماری آہ کیا اوروں کی آہ بی اثر ہو گی

رسائی دست فریاد کی ادہر فتنہ گر ہو گی
عدم کے لاکہہ پردہ مین اگر تیری کمر ہو گی

یہی نکلیگا بالآخر نتیجہ عشق ابرو کا
گلا ہوگا میرا قاتل تیری تیغ دو سر ہو گی

چلایا جائیگا سوئیگا پانی ابر نیسان کو
اگر غازہ کو تیرے خواہش آب گہر ہو گی

اگر پوچہو تو دیوانون سے پوچہو حال گلشن کا
انہین کو آمد فصل بہار کی خبر ہو گی

یہ پوچہو ماجرا کچھہ جلوہ اسرار پنہان کا
خدایا موسی عمران کو البتہ خبر ہو گی

کبھی روز وصال یار ان آنکھون نے دیکھا
کبھی دن تو ہماری بہی شب فرقت سحر ہو گی

غبار رہ سے کیا جہاڑنا ہی اگر ان غافل
جبائی جسم بہی آلودہ گرد سفر ہو گی

کہیگا جوش گر دریای رحمت تیرا سیکا
ہر ایک موج یم بھی سر سے اونچی ...

عبث اعظم پھر دستا تمہیں غفلت مزا جونکا
تمہاری وہ خبر لیگا جسے سبکی خبر ہوگی

وحشت دل کی بہی نکلی نہ تمنا ہمسے
نہ تو زندان ہوا آباد نہ صحرا ہمسے

کوئی مردود نہیں دیر کا نہیں ہمسا
نہ صنم خوش ہین نہ ناقوس کلیسا ہمسے

اشتیاق دل مجنون کی یہہ تہی انتہا فریاد
بڑہکی آگے نہ چلے ناقہ لیلے ہم سے

خواہش دیسے زیادہ نہیں چہیڑا ہمنے
وصل کی شب نگر و شکوہ بیجا ہمسے

بی ثباتی مین جو دیکہا ہی ہمین نقش بر آب
بچکے چلتا ہی حباب لب دریا ہمسے

پہر نہ بولین گیے جو صورت نہ دکہاوگے ہمیں
مستقل ہو گیے کر وعدہ فردا ہمسے

حشر کے روز بہی صورت نہ دکہائی تمنے
قول تہی وعدہ دیدار کیے کیا کیا ہمسے

رعشہ عالم پیری نے ستایا ہرچند
نہ چہٹا ہاتہہ سے پیمانہ صہبا ہمسے

حسن کے رعب نے ہاتہہ کو کیا ہے بیکار
عقدہ بند قبا بہی نہیں کہلتا ہمسے

گر بہی دست درازی ہے بتوں کی اعظم
کہین کعبہ مین نہ ہمین جاے مصلے ہمسے

تنگ نشان پہ تیغ دو پیکر لگی ہوئی
رہتے ہین دو گہر مین برابر لگی ہوئی

تشریف دنکو لائیے یا شب کو لائیے
لگتی نہ دیکہیے گا میری گہر لگی ہوئی

ہرچند اوسکی آنکہ دل کو یقین ہے
پر چشم انتظار ہے در پر لگی ہوئی

پہچان لینگے کشتہ طرز خرام کی
رستے مین نقش ہوئیگی ٹہوکر لگی ہوئی

دو ڈہرا ہوا آرسیہ بہی ترسے اشتیاق میں — مٹی ہی زیر پای صنوبر لگی ہوئی
منزل پہ رہروان شریعت پہنچ گئے — جنت ہی تہی سیدہ راہ برابر لگی ہوئی
چلنا کبھی نہ چال قیامت میں ناز سے — ہر ہم کہین نہو صف محشر لگی ہوئی
اہل ہوس کی خام خیالی تو دیکھئے — ہی دلکو حب جاہ سکندر لگی ہوئی

اعظم نمر سب کے لیئے کافی ہے بوریا
مخمل نہ چاہئے نہ بستر لگی ہوئی

ناقہ کی ساتھ ساتھ ہے محمل پسند ہے — مجنون بہی اپنے شوق میں مشکل پسند ہے
بیشک بری نہ حور شمائل پسند ہے — ہمکو وہی پسند ہی جو دل پسند ہے
پھر جہان میں ہی بہیجے درکار آبرو — غیرت ہے ڈوبنا لب ساحل پسند ہے
پردہ اوٹہا کی چہرہ روشن دکھا ہی — آنکہونکو جلوہ مہ کامل پسند ہے
زندان میں بہی قرار سے رہتے نہیں قدم — دیوانہ کو صدائے سلاسل پسند ہے
نور جبین کی ہی دل مجروح پر نگاہ — اس آسمان روشنی گہائل پسند ہے
وہ کشت سوکہہ جائے جو باران طلب کرے — وہ ناؤ ڈوبجائے جو ساحل پسند ہے

ہرچند ناپسند ہے اعظم کی گفتگو
لیکن کہا جو غور تو عاقل پسند ہے

ہر ملا ردوار سر تیغ نامہ بر دکہلا گئے — اونکی قاصد جہہ سنکو لا کے بیر دکہلا گئے
واعظوں نے کیا کبہی قدرت نمائی مین کلام — پردہ تقدیر میں جنت کی گہر دکہلا گئے

آگ بجلی مین حرارت آگئی خورشید مین
دلجلونکی نالۂ سوزان اثر دکھلا گیے

طاق کسرا نے نیا پایا اور فریدون نے محل
اپنے اپنے حوصلے سب نامور دکھلا گیے

بیدلونکی حوصلہ پر کیون نہ اونکو ناز ہو
نذر دینا ہاتھون پہ دہر دہر کر جگر دکھلا گیے

حشر برپا کر دیا قلقل کی آواز سے
فتنۂ روز قیامت فتنہ گر دکھلا گیے

قیس اپنی عہد وحشت مین ہم اپنے عہد مین
اپنی اپنی دشت گردیکا اثر دکھلا گیے

تمنے اعظم پہول دکھلاے نہ دریا کی ترا
داغ دل دکھلا گیے یا چشم تر دکھلا گیے

دلکا مطلب کسی عنوان سے نکالی جاتی
آپ ہمکو غم ہجران سے نکالے جاتے

جنمین ہوتے مرے اعمال قبیحہ تحریر
وہ ورق دفتر عصیان سے نکالے جاتے

آپکے جامۂ زیبا مین لگانیکی لیے
لعل چن چن کے بدخشان سے نکالے جاتے

تیری رخسار کو غازہ کی جو ہوتی خواہش
پہول پس پس کے گلستان سے نکالے جاتے

مجھہ گرفتار بلا کی جو رہائی ہوتے
طوق و زنجیر بھی زندان سے نکالی جاتے

یہہ خوشی تھی کہ اونہین چہیڑکے سینے سے تمام
اپنا مطلب لب جانان سے نکالے جاتے

جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا
یوسف نہ زندان سے نکالی جاتے

دہ سپر واسطے بخشش کے قبالے بنتے
جو ورق دفتر عصیان سے نکالی جاتے

پاؤن امکان ادب سے جو بڑہاتی اعظم
ہاتہہ بند بکر در جانان سے نکالی جاتے

گلشن میں انقلاب کی جب سے ہوا سے چلے
باد صبا کے ساتھ چمن کی فضا سے چلے

تقدیر کی فروغ سے اعظم کی کیا چلی
مرقد پہ جب چراغ جلی تب ہوا سے چلے

چھوڑا نہ سر پہ جامہ عریاں تنی نے ساتھ
مرقد میں بھی بدن پہ کہنہ قبا سے چلے

اپنے تو بال بال گنہگار کر دیا
عمر دو روزہ لا کہہ بلا میں بہا چلی

معراج میں نبی سے کہا جبرئیل نے
تشریف تیری وہم رسا سے سوا چلی

کہتے ہیں یاد کر کے جوانی کے ولولے
سودا رہا بہار کی جب تک ہوا چلی

اعظم کے ساتھ رات جو سویا وہ رشک ماہ
کیا کیا جلے رقیب جو ٹھنڈی ہوا سے چلے

صبح کہیے نہ اسے نور کا تڑکا کہیے
سحر ہجر کو شام شب یلدا سے کہیے

رنج یا رغم کونین ہے یکساں ہمکو
کسکو ان دونوں میں بہتا کہیے بلا کہیے

ادھر سے اظہار کریں ظلم وفا کا قصہ
آپ جسکو حق و باطل کا تماشا کہیے

درد پہلو نے ہماری یہ بگاڑے ہیں حواس
پوچھیے حال ادھر کا تو ادھر کا کہیے

رازدار دل سے چھپاؤ تو چھپاؤ کیسکر
اپنے محرم سے تو حال دل شیدا کہیے

ہم تمہیں صاحب اعجاز کہے جاتے ہیں
آپ جو چاہیے اے رشک مسیحا کہیے

میکشوں سنگ سے بلا ہے صراحی یار
جام کو زہر ہلاہل کا پیالا کہیے

مفلسی نے یہ کہتی ہے کہ اعظم تیرا
دل تو دریا ہے مگر ریت کا دریا کہیے

نہ کام ہے عدم سے نہ مطلب وجود سے
دیوانوں کو خبر نہیں نابود و بود سے

نام رسول پاک سے یہہ عرش تک گئی
پھر لگ گئے دعا کو ہمارے درود سے

دیوانگان عشق سنبھلتے بہی کبہی
مجبور ہیں مگر دل وحشت فزود سے

اوجھا وہ پڑ گئے جو مقدر کے پیچ سے
بیکار ہو گئے مرے عقدے کشود سے

تعویذ قبر اہل ہوس پر لکھونگا میں
مٹی میں مل گئے ہیں یہہ فکر نمود سے

پابندی علائق دنیا انہیں نہیں
دیوانگان عشق رہا ہیں قیود سے

اعظم ہماری گردش قسمت تو دیکھئے
نقصان ہو گیا ہے تمنا ہے سود سے

سبکو رہتی ہی جستجو تیری
لوگ کرتے ہیں آرزو تیری

یا جفا کش مری طبیعت ہو
یا بدل جائے یار خو تیری

واقعی اسی ہو جو زلف دراز
طول کھینچے گی گفتگو تیری

جیسے تقریر کر نہ اے ناصح
سر پھراتی ہے گفتگو تیری

لاکہہ افسوس کے اول ناداں
ایک نکلی نہ آرزو تیری

پھرتے ہیں آسمان پر سیارے
کسکو کسکو ہے جستجو تیری

نہ کسی دن کسیے نے فرمایا
ہم نکالینگے آرزو تیری

جذبۂ اشتیاق کہتا ہے
رہی تصویر روبرو تیری

دلمیں اعظم اسی بہی آنے دے
انس رکھتے ہیں آرزو تیری

اچھا ہوا غریب کی قسمت رسا ہوئی

قطرہ ہی کی جا ایاغ سے ملے — پھول مانگوں تو مجھکو باغ ملے

رفتگان عدم کو کیا ڈھونڈیں — گم ہو ہیگا کہاں سراغ ملے

اور سینے ہی مجھی عزیز نہیں — سنگ جانان ملی کہ داغ ملے

جو جلاتے تھی شمع کافوری — آج گھر انکو بے چراغ ملے

دل کا احوال کچھ نہیں اعظم — ان بتوں کا اگر دماغ ملے

کس طرح کھلی خاطر ناشاد ہمارے — کی تمنی نہ بھولی سے کبھی یاد ہمارے

آدم ہی دی پیدا تو میری روح جانا — فردوس میں قائم ہوئی بنیاد ہمارے

سہد ہمنے نکالا تھا کہ سر پھوڑ کی مر گئے — فرہاد اڑا لے گیا ایجاد ہمارے

کچھ فکر نہیں ہی جو تم نہیں سنتے — اللہ تو سن لیگا ہی فریاد ہمارے

کیا تنگ بدنامی فلک رشک کی مارے — ہوتی ہی طبیعت جو کبھی شاد ہمارے

اعظم نہ سنی پر نہ سنی یار نے آواز

تا عرش معظم گئے فریاد ہمارے

ہو سجدہ میں جھکی تیری وفا تھا کون تھا — سر تھری کٹنے سے جو پھری وہ بندہ کون ہے

انکا جواب ارالبستہ ہی ایسا ہے مزاج — کسکو دکھلاؤ گی مشتاق تماشا کون ہے

شہر دل میں آرزو کا بھی گذرنا ہی محال — تم جہاں رہتی ہو اس بستی میں آتا کون ہے

[illegible] سکندر [illegible] — آئینہ حیران [illegible] خود آرا کون ہے

نہ خدا ہی نہ پیمبر ہے نہ ہی کوئی امام
وصف حیدر لکھ سکے اعظم بچارا کون ہے

مائل گیسو والا دیکھا تجھے
پھر بلا میں مبتلا دیکھا تجھے

ایکدن جھکا نہ بام یار پر
تیر محبت برسا دیکھا تجھے

مجھسے کہتی ہی جفائی یار بھی
حامل رنج و بلا دیکھا تجھے

گلگو پیراہن ہوا ہے ناگوار
جیسے ای گلگون قبا دیکھا تجھے

سینے انکھوں سے لگایا چوم کر
جب غبار کربلا دیکھا تجھے

دیکھکر اوسکو کہیں گے حشر میں
آج بارے پھر ملا دیکھا تجھے

ہے اعظم دعوی تقوی مگر
میکدہ میں لوٹتا دیکھا تجھے

زیر دیوار تری کشتہ بے سر نکلے
تیری تیغ نگہ ناز کے جوہر سے نکلے

جوش وحشت میں جو ہم گھر سے باہر نکلے
دامن دشت جنون خیز سے بہتر نکلے

ہم تری ہی در دولت پہ قدم لو سکے
آپ نکلی تو لگاتی ہوی ٹھوکر سے نکلے

ہے پوچھیں جو نکیرین کہ ہی کون امام
بی تامل لب اظہار سے حیدر سے نکلے

چشم مخمور کا دیکھے جو اشارا تیرے
شیخ مسجد سے لیئے ہاتھ میں ساغر نکلے

جاؤ تم کشتۂ رفتار کے مرقد پہ اگر
قبر سے ٹھوکریں کھاتے لیئے سر نکلے

حرص کرتی ہی دنیا کے زمانہ میں خراب
آدمی کنج قناعت سے نہ باہر نکلے

فیض نیسان سری طینت نی دکھایا اعظم
جھولیوں دامن مقصود میں بھر کر نکلے

کیا ہوا یار کی ہیسے جو نظر ٹیڑھی ہے
سیدھی ہو جائیگی دو چار پہر ٹیڑھی ہے

کوچۂ عشق سے اللہ سلامت لا دے
اوس طرف جاتی ہین ہم راہ جدھر ٹیڑھی ہے

کام بن جائینگی سب چاہیی تقدیر درست
سیدھی ہو جائیگی تدبیر اگر ٹیڑھی ہے

کبھی دیکھی نہ برابر تری چتون ہمنے
ہے نظر شام کو سیدھی تو سحر ٹیڑھی ہے

سیدھی باتونکو سیدھی آپ جو اولٹا سمجھے
تم کرو کیا میری تقدیر مگر ٹیڑھی ہے

وہی اعظم ہی جو ہی وصل کا مشتاق ترے
جسکے باب الم دوز سے کمر ٹیڑھی ہے

صدای بادہ کشان مغبچونکی کان پر ہے
شراب منہہ مین پڑی آنکھی انکین جان پر ہے

مجھے جو تینے رلایا تو ہو گیا معلوم
غرض یہہ تھی کہ طلاطم مین اک جہان پر ہے

حساب دینے کا اہل زمین کو حکم ہوا
بڑی تھا سبھون مین زیر آسمان پر ہے

ہری ہوی نظر آتی زمین گورستان
ہین اسپر پڑا دیہ خاموش کاروان پر ہے

کوئی حیات کا دیکھا نہ مرحلہ باقی
ہوئی ضعیف تو تشویش مین جوان پر ہے

نباہی دل سے اختیار رہے نہ ہنسو
کوئی کسیکی نہ قابو مین میری جان پر ہے

اوسی سند کہ دیوانگی کی دیلوانو
بدن پہ داغ جنون کا اگریبان پر ہے

تری شراب جسجو کیو لیئے ساقی
تمام رات رہی ہم لب دکان پر ہے

ہمارے ساتھ چلو تاک مین اودہر اعظم
جدہر کو بادۂ انگور کی دکان پر ہے

مری آہ سے کر حذر جانیوالے / سہہ نا سکے نہین بے اثر جانیوالے

سناہی جو مذکور دریای رحمت / بہت خوش ہین دامان تر جانیوالے

جہانکا بکھیڑا رہیگا جہان مین / نہ لیجائینگے مال و زر جانیوالے

کبھی اپنے در سے اوٹھانا نہ انکو / جو ہین زیر دیوار مر جانیوالے

عدم سے جو آئی ہین ہستی کے اندر / وہ سب ہین جہان سے گذر جانیوالے

نہ ٹھوکر لگے راستہ مین کسیکو / خبردار او بیخبر جانیوالے

خبردار رہنا حسینون سے اعظم
یہہ ہین دل چرا کر مکر جانیوالے

جو مجرم خطائین مکر جائینگے / گنہ ہون کے دفتر کدہر جائینگے

تری در سے اوٹھ کر کدہر جائینگے / اسی آستانہ پہ مر جائینگے

ہوا مین یہہ کم ظرف بہر جائینگے / حباب لب جو اوبہر جائینگے

جوانی پہ آئی تو دیوار کو / سب انداز بگڑی سور جائینگے

حسینو کو کب تک رہیگا غرور / جوانیکی دن بہی گذر جائینگے

جو جادو بیانی پہ آئینگے وہ / تو باتونمین تسخیر کر جائینگے

ہین کہل گیا اونکی جانیکا حال / وہ بیشک رقیبون کے گہر جائینگے

پہنسا جنکا گیسو کے پہندے مین دل / وہ دام بلا سے کدہر جائینگے

اب آئی ہین اعظم جو دنیا مین ہم / تو جیسے ہوسکیگا وہ کر جائینگے

وہ تشریف لائی جو اعظم کے پاس
بہت مدعی پیش و پس مین رہے

جو پوچھا کہ تم تھے کہان رات کو
کہا ایک عاشق کے پس مین رہے

ہماری تو وہ ساتھہ سو یا کیے
ہمین کیا اگر غیر سد با کیجیے

سلامت وہ بحر جہان سے گیے
جو آئی تمہارا سہارا کیجیے

اگر آئیگا ہماری طرف سے
چلی جائیگا نہ پروا کیجیے

ہوئی اسقدر ہمکو یوسف کے چاہ
کنوین دشت و جنتین کہودا کیجیے

وہ گنہگار رہی کاہش جان زار
کلیجہ مین یہ خار کھٹکا کیجیے

جو کوچہ سے اونکی ہوئی ہے سحر
وہ کوچی ضلالت مین بھٹکا کیجیے

گریبان کو جب کر چکے تار تار
پھر سے ہاتھہ زنجیر جھٹکا کیجیے

لب یار سے بھی دم امتحان
عیان معجزات مسیحا کیجیے

خطا بخشیے اب نہ مانی گی ہم
بہت تمنے اقرار فردا کیجیے

بہت تنل اعظم مری یار نے
گرفتار زلف چلیپا کیجیے

پھر ہمین خواہش ہی گلفام ٹل گئی
اب کیا ہمین کر سکتی ہنگام ٹل گیے

آئی تھی قصد کر کے بلا بھی مری حضور
سمجھے میری دعا جو انجام ٹل گئی

گل سے نہو سکا تیری عارض کا سامنا
نالہ سے اپنے بلبل ناکام ٹل گئی

دل سے خیال زلف پریشان نکلگیا
سر سے ہماری گردش ایام ٹلگئی

آخر ہماری زندگی مستعار بھی
کر کے ہمین مقید الزام ٹل گئی

اونسی گل کی پاس کون مخواہ جائیگا | باد صبا ہی سنتی ہی پیغام مل گیے

ہم آزما چکے ہین کہ سختی روزگار
جب مرتضے علیکا لیا نام مل گئی

داغ سودا اسکے مقابل آگئی | معرکہ مین مہ کامل آگئی
نشتمین اعظم بدل آگئے ہے | کہہ و مجنون سے مقابل آگئے
یا علی عقدہ کشائی کرنا | کوئی درپیش جو مشکل آگئے
دیکھ کر عارض گلگون تیرا | آشیانو سے عنادل آگئے
جذب مجنون کی اثر سے لیلے | کھولکر پردہ محمل آگئے
جب ہوا شوق ہم آغوشی کا | نخل شمشاد سے مل مل آگئے
اس زمین جو نہ ہتی گنجائش | شعر بندش مین بمشکل آگئے
میری قسمت سے کہین تمکو بھی | امتیاز حق و باطل آگئے
مکتب عشق مین آتی اعظم | اسطرح جیسے کہ جاہل آگئے

دلمین تصور رخ رنگین اگر رہے | ہر دم گل مراد حضور نظر رہا
غیرون کے ساتھ رات کو تم اپنی گھر رہے | ہم بیقرار شام سے لیکر تا سحر رہے
کعبہ مین بتکدہ مین ادہر یا ادہر رہے | بندی ہی تمہارے ہوچکے ہم جدہر رہے
غرہ کرے نہ زندگے مستعار پر | دنیا مین چار دن جو قیام بشر رہے
وہ صید ہون جسے نہ رہائی ہو کر نصیب | تکیونمین بعد مرگ میری بال و پر رہے

دیر و حرم سے کام نہ کہا تمام عمر | دنیا میں جس طرف وہ رہے ہم ادھر رہے

باغ جہاں میں آ کے ہو صید جانور | بعضوں میں خوب چین سے بال و پر رہے

کم ظرف دوسرا نہیں ہے کہ شراب خوار | بیہوش ایکجام میں دو دو پہر رہے

ہم ہیں عدم میں اہل عدم نے کہی یہ بات
اعظم تیا و آئیے دونوں تم کدھر رہے

تمام شد

قطعات تاریخ طبع دیوان

شاگردان مصنف

محمد جان خان حیرت تخلص رئیس الہ آباد

میرے اوستاد کا دیوان جو چھپا | مجکو حیرت ہوئی فکر کامل
سر الطاف سے بولا ہاتف | لکھیے یہ تاریخ کہ مرغوب ہے دل

شاہ امین الدین صاحب قیصر تخلص رئیس شہر الہ آباد

چو در اکناف عالم جلوہ گر شد | شعاع آفتاب نظم دیوان
ہمین تاریخ از قیصر شنیدم | صفائی لاجواب نظم دیوان

سنہ ۱۲۸۵ ہجری

ایضاً

اوستاد کا کیا دیوان طیار ہوا جبکہ | مطبوع خلائق ہی مرغوب دو عالم ہے
ہر نکتہ مستانہ ہی ہر حرف ہے کامل | مضمون کے بلندی میں خورشید کا عالم ہے

جب چہپا دیوان اعظم اے ذکا — کہل گیا باب کلام دلپذیر

بسکہ خوش ہوکے تاریخ طبع — یون کہا دیوان چہپا کیا بے نظیر

۱۲۸۵

قطعہ تاریخ از فکر حسن رضا خان صاحب متخلص فخر ساکن الہ آباد

کلام حضرت اعظم چہپا جب — ہوا تاریخ کا مین اوسکی خواہان

دل شادمن یہہ بولا فخر مجہسے — چراغ طبع ہے تاریخ دیوان

قطعہ تاریخ از نتایج طبع شیخ عبد الحلیم صاحب رئیس متخلص بسمل ۱۲۸۵

ہے نازک کے ہین مضامین رنگین — ہر ایک بیت مین تازگی چمن ہے

قلم کہہ بسمل بہی اعداکے سرکو — یکا لکہ بات گلستان سخن ہے

قطعہ تاریخ از فکر شیخ عبد الاحد صاحب باشندہ موضع مصطفی آباد ۱۲

چہپا مطبع مین جب اعظم کا دیوان — قبول طبع حسان عرب ہے

احد سے جبکہ پوچہی اوسکی تاریخ

کہا دل نے کہلا باغ طرب ہے

۱۲۸۵

الحمد للہ کہ دیوان سحر بیان افسر کشور شاعری قیصر قصر سخنوری منظور مکرم سید اعظم علی صاحب متخلص اعظم رئیس بلدہ فاخرہ الہ آباد

محلہ خلد آباد مطبوع ہوکر ختم ہوا

تمام شد